الإستبصار في الإستبشار
بما ورد في الكتاب والسنة
في فضل التوبة والإستغفار

فضائلِ توبہ و استغفار

مع رسالہ

گناہوں کی فہرست

تحریر و ترتیب

الحاج مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری مہاجر مدنی

۱۹۰- انار کلی لاہور

فہرست مضامین رسالہ فضائل توبہ و استغفار

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست

تحذیر العشائر عن ارتکاب الکبائر والصغائر

یعنی گناہوں کی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مؤلف کی گذارش

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْ عَنِ السَّیِّئٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُھُمْ مِنْ فَضْلِہٖ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَشَّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ وَجَزِیْلِ ثَوَابِہٖ وَ الْکَافِرِیْنَ بِنِقْمَۃِ اللّٰہِ وَ شَدِیْدِ عِقَابِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ حُمَاۃِ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ وَمُحَاۃِ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ مِنَ الْعَالَمِیْنَ ۔

اما بعد! آج کل اعمالِ صالحہ کی طرف سے بہت غفلت ہے اور گناہوں کی طرف رغبت زیادہ ہے۔ ورع اور تقویٰ کی جانب توجہ بہت کم ہے۔ جو لوگ دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی گناہوں میں مُبتلا ہیں اور ہر ایک نے اپنی مرضی سے تھوڑی بہت دینداری اختیار کر رکھی ہے۔ جس نے جتنا دین اپنا رکھا ہے اسی کو کافی سمجھے ہوئے ہے اور باقی دین میں جو شریعت کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں اُن سے بچنے کا بالکل اہتمام نہیں اور لاکھوں افراد ایسے ہیں جو اپنے دعویٰ میں مسلمان ہیں لیکن گناہوں میں سر سے پاؤں تک لت پت ہیں اور فسق و فجور میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ گناہوں کو ترک کرنے اور توبہ و استغفار کی طرف متوجہ ہونے کا کبھی تصور بھی نہیں کرتے بلکہ ان میں بہت سے افراد ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اتنے گناہ کر لئے ہیں اب کیا توبہ قبول ہوگی۔ ان امور کو سامنے رکھ کر ارادہ ہُوا کہ توبہ کی حقیقت اور ضرورت

اور استغفار کے دینی و دُنیاوی منافع پر ایک رسالہ لکھوں جس میں گناہوں سے بچنے کی تاکید کے ساتھ ساتھ اللہ کی وسیع رحمت کا بھی ذکر ہو اور یہ بتایا جائے کہ کوئی کیسا ہی اور کتنا ہی بڑا گناہ شمار ہو اس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے جب تک مغرب سے آفتاب طلوع نہ ہو یہ دروازہ کھلا رہے گا۔ کوئی بندہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ ہر وقت رجوع الی اللہ کر سکتا ہے۔

رسالہ لکھنے کا خیال تو عرصۂ دراز سے تھا لیکن قلب میں اس کے لکھنے کا زیادہ تقاضا شعبان ۱۴۰۲ھ میں پیدا ہوا۔ اللہ تعالےٰ کی توفیق سے اس کی تسوید اور ترتیب میں مشغول ہو گیا اور محض اللہ جلّ شانہٗ کے فضل وکرم سے رسالہ ہذا چند ماہ میں اختتام کو پہنچا۔ کام تو صرف ایک ماہ کا تھا لیکن مشاغل اور تکاسل کی وجہ سے زیادہ عرصہ لگ گیا۔

یہ رسالہ چار ابواب پر مشتمل تھا :-

پہلے ۱ باب میں قرآن کریم کی وہ آیات مع ترجمہ مذکور ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے توبہ واستغفار کا حکم دیا ہے اور توبہ کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے اور توبہ و استغفار کے فوائد ومنافع بیان فرمائے ہیں۔

دوسرے ۲ باب میں توبہ کی ضرورت اور حقیقت اور دیگر امور متعلقہ تحریر کئے ہیں اور تفصیل کے ساتھ عرض کیا ہے کہ محض زبان سے توبہ توبہ کہنے سے توبہ نہیں ہو جاتی بلکہ توبہ کے کچھ لوازم ہیں اور جب تک ان کو پورا نہ کرے تو وہ توبہ نہ ہو گی جو عند اللہ مطلوب ہے۔

تیسرے ۳ باب میں وہ احادیث شریفہ مع ترجمہ وضروری تشریح کے درج کی ہیں جن میں کثرت استغفار کی ضرورت بتائی گئی ہے اور استغفار کے فوائد ومنافع اور اس کے مواقع کا تذکرہ ہے یا اصحابِ حقوق اور عامۃ المؤمنین اور والدین کے لئے طلبِ مغفرت کی دعا کی ضرورت ظاہر کی ہے اور اس کا فائدہ بتایا ہے۔

چوتھے باب میں استغفار کے الفاظ اور صیغے درج کئے ہیں جو قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں۔

پھر خاتمہ میں بطور خلاصۂ کتاب چند صفحات لکھ کر کتاب ختم کر دی ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ ہم سب کو سچّی پکّی توبہ نصیب فرمائے اور اپنے مقبول بندوں میں شمار فرمائے۔ آمین

اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ بِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ ط

محتاج رحمت لا متناھی

محمد عاشق الٰہی بلند شہری

عفا اللہ عنہ وعافاہ وجعل آخرتہٗ خیراً من اُولاہ

المدینۃ المنورۃ

العشرۃ الاولیٰ من ذی الحجۃ

۱۴۰۲ھ

پہلا باب

جس میں قرآن مجید کی وہ آیات ذکر کی جاتی ہیں جن میں توبہ و استغفار کا حکم ہے اور جن میں صحیح توبہ (جو شرائط کے مطابق ہو) اس کے قبول فرمانے کا وعدہ ہے اور توبہ کے لوازم اور منافع و فوائد کا بیان ہے -

اللہ جلّ شانہٗ

کی طرف سے توبہ قبول فرمانے اور مغفرت فرمانے کا وعدہ

(۱) وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۙ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ (شوریٰ ع ۳)

"اور وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے اور ان لوگوں کی عبادت قبول فرماتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے۔ اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔"

(۲) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(زمر ع ٦)

"آپ میری طرف سے فرما دیجئے کہ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ بے شک وہ غفور رحیم ہے اور رجوع ہو جائے اپنے رب کی طرف اور جھک جاؤ اس کی بارگاہ میں اس سے پہلے کہ تمہارے پاس عذاب آجائے پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔"

یہ آیت کریمہ اہل ایمان کے لئے بہت بڑی ڈھارس ہے اور اس میں مومنین کو حکم دیا ہے کہ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہوں۔ کروڑوں گناہ بھی اللہ کی رحمت اور مغفرت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ سورۂ یوسف میں ارشاد ہے :۔

وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـــــَٔـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

"اور اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو۔ بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ نا امید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔"

اور سورۂ حجر میں ارشاد ہے :۔

قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ۝

(حجر ع)

(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے گفتگو فرماتے ہوئے کہا) کہ گمراہ لوگوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون نا امید ہوتا ہے؟"

اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے زیادہ رحیم و کریم ہے وہ ارحم الراحمین ہے مشرک اور کافر کے علاوہ سب کی مغفرت فرما دے گا جس قدر بھی گناہ سرزد ہو جائیں اس کی رحمت سے نا امید کبھی نہ ہوں اور برابر توبہ کا اہتمام کرتے رہیں۔ توبہ بار بار ٹوٹتی رہے پھر بھی برابر توبہ میں لگے رہیں۔ کسی دن انشاء اللہ سچی توبہ بھی ہو جائے گی۔

صغیرہ گناہوں کی مغفرت اور ان کا کفارہ تو اعمالِ صالحہ سے بھی ہوتا رہتا ہے، لیکن کبیرہ گناہوں کی یقینی طور پر مغفرت ہو جانا توبہ کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر توبہ نہ کی اور اسی طرح موت آگئی تو بشرطِ ایمان مغفرت تو پھر بھی ہو جائے گی لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ بلا عذاب کے مغفرت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ یوں بھی مغفرت فرما سکتا ہے اور اُسے یہ بھی اختیار ہے کہ گناہوں کی سزا دینے کے لئے دوزخ میں ڈال دے۔ پھر عذاب کے ذریعہ پاک وصاف کر کے جنت میں بھیجے۔ چونکہ عذاب کا خطرہ بھی لگا ہُوا ہے اس لئے ہمیشہ پکّی توبہ اور استغفار کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مغفرت کی امید رکھیں۔ اس کی رحمت سے نا امید کبھی نہ ہوں تاکہ اس حال میں موت آئے کہ توبہ کے ذریعے سب کچھ معاف ہو چکا ہو۔

بعض لوگ اپنی نادانی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم عذاب بُھگت لیں گے۔ انہیں معلوم نہیں ہے کہ دوزخ کیا چیز ہے؟ حدیث شریف میں وارد ہُوا ہے کہ دوزخ کی آگ کی گرمی اتنی زیادہ ہے کہ دنیا کی آگ کی گرمی کو ستّر مرتبہ اکٹھا کر لیا جائے تب دوزخ کی آگ کے برابر ہو گی۔

ہم دُنیا کی آگ ایک منٹ بھی ہاتھ میں نہیں لے سکتے پھر اتنی سخت گرمی والی آخرت کی آگ کا عذاب بھگتنے کو کیسے تیار ہو جاتے ہیں؟ کیا گناہ کے ذریعہ جو ذراسی لذت محسوس ہوتی ہے اس کو اتنے بڑے عذاب کے مقابلہ میں چھوڑنے کے لئے نفس کو آمادہ نہیں کر سکتے اور توبہ کی طرف متوجّہ نہیں ہو سکتے۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ مغفرتوں کی خوش خبری سُن کر گناہوں پر جرأت کرنا اور اس گھمنڈ میں گناہ کرتے چلا جانا کہ مرنے سے پہلے توبہ کر لیں گے بہت بڑی نادانی ہے۔ کیونکہ آئندہ کا حال معلوم نہیں۔ کیا پتہ توبہ سے پہلے موت آجائے۔ پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ موت سے پہلے توبہ و استغفار کی دولت ان ہی لوگوں کو نصیب

ہوتی ہے جو گناہوں سے بچنے کا دھیان رکھتے ہیں اور کبھی کبھار گناہ ہو جاتا ہے تو توبہ کر لیتے ہیں اور جو لوگ مغفرت کی خوش خبریوں کو سامنے رکھ کر گناہ پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں ان کو توبہ و استغفار کا خیال تک نہیں آتا۔

وفادار بندوں کا یہ شعار نہیں کہ مغفرت کا وعدہ سن کر بے خوف ہو جائیں بلکہ مغفرتوں کی بشارتوں کے بعد اور زیادہ گناہوں سے بچنے اور نیکیوں میں ترقی کرنے کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کے لئے بشارتیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی سب کچھ (چھوٹی موٹی لغزش) کی مغفرت فرما دی جس کا اعلان سورۂ الفتح کے شروع میں فرما دیا۔ اس کے باوجود آپ راتوں رات نمازیں پڑھتے تھے جس کی وجہ سے آپؐ کے قدم مبارک سوج گئے تھے۔ جب کسی نے عرض کیا کہ آپؐ عبادت میں اتنی محنت فرماتے ہیں۔ حالانکہ اللہ پاک نے آپؐ کا سب کچھ اگلا پچھلا (لغزش والا جو کچھ عمل ہو گا) معاف فرما دیا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا :-

اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا ۔ "کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں"

(بخاری و مسلم)

مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اتنی بڑی مہربانی فرمائی کہ میرا سب کچھ معاف فرما دیا تو اس کی شکر گزاری کا تقاضا یہ ہے کہ میں مزید طاعت اور عبادت کے ذریعے اللہ کے قرب میں ترقی کرتا چلا جاؤں۔

کتنے ہی صحابہؓ ایسے تھے جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دنیا میں خوشخبری دے دی تھی کہ وہ جنتی ہیں۔ عشرۂ مبشرہ (دس جنتی) تو مشہور ہی ہیں عموماً ان کو سب جانتے ہیں اور غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے حضرات کو اللہ جلّ شانہ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری دی کہ :-

اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ فَقَدۡ غَفَرۡتُ لَکُمۡ ط[۱] "یعنی تم جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا۔"

ان حضرات کے علاوہ اور بھی چند صحابہ ہیں جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنّت کی بشارت دی۔ لیکن ان حضرات نے اس کا اثر یہ بالکل نہیں لیا کہ گناہ کرتے چلے جائیں اور فرائض کو ضائع کرتے رہیں بلکہ یہ حضرات برابر گناہوں سے پرہیز کرتے رہتے تھے اور نیکیوں میں ترقی کے لئے کوشاں رہتے تھے اور معمولی سا گناہ ہو جانے پر فکرمند ہو جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے۔ ہم کو انہی حضرات کا اتباع کرنا لازم ہے۔

بات اصل یہ ہے کہ ایمان خوف اور رجاء (یعنی امید و بیم) کے درمیان ہے۔ اللہ پاک سے خوب زیادہ امید بھی رکھیں اور مؤاخذہ سے ڈرتے بھی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کا ذکر فرماتے ہوئے سورۂ قصص میں ارشاد فرمایا ہے:-

اِنَّهُمۡ كَانُوۡا يُسٰرِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ وَيَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ط وَكَانُوۡا لَنَا خٰشِعِيۡنَ "بے شک یہ حضرات نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور رغبت و خوف کی حالت میں ہم کو پکارتے تھے۔"

اور سورہ آلٓمٓ سجدہ میں اہلِ ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:-

تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ط "ان کے پہلو ان کے لیٹنے کی جگہوں سے جدا ہوتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے رب کو خوف اور امید کی حالت میں پکارتے ہیں اور ہم نے جو انکو دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے ہیں۔"

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۷۰ - ۱۲

علماء نے بتایا ہے کہ زندگی بھر خوف غالب رہنا چاہیئے اور موت کے قریب امید غالب ہونی چاہیئے ۔

(۳) اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (مائدہ ع ۱۰)

"کیا توبہ نہیں کرتے اللہ کے حضور میں اور اس سے مغفرت طلب نہیں کرتے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔"

(۴) اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

(توبہ ع ۱۳)

"کیا ان لوگوں نے نہیں جانا کہ اللہ پاک توبہ قبول فرماتا ہے اپنے بندوں سے اور صدقات قبول فرماتا ہے اور بیشک اللہ خوب زیادہ توبہ قبول فرمانیوالا ہے اور مہربان ہے ۔

(۵) وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

(نساء ع ۱۶)

"اور جو شخص کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ پاک سے مغفرت چاہے تو وہ اللہ پاک کو غفور رحیم پائے گا ۔"

(۶) وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ؕ

(طٰہٰ ع ۴)

"اور میں ایسے لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا ہوں جو توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل کرتے رہیں پھر راہ پر قائم رہیں (یعنی ایمان اور عمل صالح پر مداومت کریں)

(۷) اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں جو بھاری بھاری کام ہیں (یعنی بڑے بڑے گناہ) اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمہاری

مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا ۝ (نساء ع ۵) خفیف برائیاں (یعنی چھوٹے گناہ) تم سے دور کر دیں گے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کر دیں گے۔"

تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ کبیرہ گناہ کی تعریف میں بہت اقوال ہیں۔ اور جامع تر قول وہ ہے جس کو روح المعانی میں شیخ الاسلام بارزی سے نقل کیا ہے کہ جس گناہ پر کوئی وعید ہو یا حد ہو یا اس پر لعنت آئی ہو یا اس میں مفسدہ کسی ایسے گناہ کے مفسدہ کے برابر یا زیادہ ہو جس پر وعید یا حد یا لعنت آئی ہو یا وہ براہِ تہاون فی الدین صادر ہو وہ کبیرہ ہے اور حدیثوں میں جو عدد وارد ہوا ہے مقصود حصر نہیں ہے۔

پس صدورِ صغیرہ کے بعد چند حالتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ کبیرہ سے بچے اور طاعات ضروریہ کا پابند ہو۔ اس حالت میں وعدہ ہے کہ صغائر معاف ہو جائیں گے اور آیت میں یہی مذکور ہے۔

دوسری حالت یہ ہے کہ (گناہ صغیرہ کے بعد) کبیرہ سے نہ بچے گو طاعات ضروریہ کا پابند ہو۔

تیسری حالت یہ ہے کہ طاعات ضروریہ کا پابند نہ ہو اور کبائر سے بچتا ہو ان دونوں حالتوں میں وعدہ نہیں تکفیر صغائر کا۔ اسی واسطے حدیث میں اس کی قید لگائی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی دوسری بات ہے کہ وہ کبیرہ کے ساتھ بھی متعلق ہو سکتا ہے۔ جب (ان دونوں حالتوں میں) وعدہ (صغائر کی) معافی کا نہیں۔ تو ممکن ہے کہ آخرت میں اس پر سزا ہو اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا۔ یعنی صغیرہ پر احتمالِ عذاب، جیسا کہ کبیرہ پر فضل کا احتمال بھی خاص اہلسنت کا مذہب ہے۔ (انتہی بحذف)

استغفار اور توبہ کا حکم

(۸) وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۠ (سورہ مزمل ع ۲)

"اور جو بھی کچھ تم آگے بھیج دو گے اپنی جانوں کے لئے تو اس کو پا لو گے اللہ کے پاس، وہ بہتر ہو گا اور ثواب کے اعتبار سے بہت بڑی چیز ہو گی اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔"

(۹) وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۠ (سورہ ہود ع ۸)

"اور مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر اُس کی بارگاہ میں توبہ کرو، بیشک میرا رب رحم کرنیوالا ہے بہت محبت کرنیوالا ہے۔"

(۱۰) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ (سورہ تحریم ع ۲)

"اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مسلمان ان کے ساتھ ہیں اُن کو رسوا نہ کرے گا۔"

توبہ اور عمل صالح والے کامیاب ہوں گے

(۱۱) فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ

"البتہ جو شخص توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کیا کرے تو ایسے لوگ امید

يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ۔ (قصص ع ۷)

ہے کہ فلاح پانیوالوں میں سے ہوں گے"

(۱۲) وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ نور ع ۴)

"اور توبہ کرو تم سب اے مومنو! اللہ تعالیٰ کے حضور میں تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ"

اصلاح احوال توبہ کے شرائط میں سے ہے

(۱۳) كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (انعام ع ۶)

"تمہارے رب نے مہربانی فرما کر اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی گناہ کا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں"

(۱۴) ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۃ النحل ع ۱۴)

"پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں کو جنہوں نے برائی کی جہالت سے پھر توبہ کی اس کے بعد اور اصلاح کرلی تو تیرا رب اس کے بعد ضرور مغفرت والا نہایت رحم والا ہے"

(۱۵) فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (المائدہ ع ۶)

"پھر جس شخص نے توبہ کی اپنے ظلم کے بعد اور اصلاح کرلی تو بلاشبہ اللہ تعالےٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ بے شک اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے"

(۱۶) إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝

(البقرہ ع ۱۹)

"بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے نازل کیا ہے کھلی باتیں اور ہدایت، بعد اس کے کہ ہم ان کو واضح طور پر لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں کتاب میں تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور ان پر لعنت بھیجنے والے لعنت بھیجتے ہیں مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور ظاہر کر دیں تو ایسے لوگوں کی میں توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بہت توبہ قبول کرنیوالا نہایت رحم کرنے والا ہوں۔"

آیت نمبر ۱۳ اور نمبر ۱۴ اور نمبر ۱۵ میں توبہ کے ساتھ اصلاح کرنے کا بھی ذکر ہے اور آیت نمبر ۱۶ میں اَصْلَحُوْا کے ساتھ بَيَّنُوْا بھی فرمایا ہے۔ تشریح اس کی یہ ہے کہ توبہ کے لوازم میں سے یہ ہے آئندہ کو گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم ہو۔ جب پختہ عزم ہوگا تو توبہ کے بعد گناہوں سے ضرور بچے گا۔ اور اگر پھر گناہ ہو جائے گا تو جلدی سے توبہ کرے گا۔ نیز توبہ سے پہلے جو حقوق اللہ یا حقوق العباد ضائع کئے ہیں۔ ان میں جو قابلِ تلافی ہیں ان کی تلافی کرے اور آئندہ ان کے ضائع کرنے سے پرہیز کرے اور نماز، روزہ کی قضاء، حج و زکوٰۃ کی ادائیگی اور ظلم و خیانت، رشوت چوری، غبن وغیرہ سے لئے ہوئے مال کی واپسی، غیبت و بہتان کے لئے معافی مانگنا وغیرہ یہ تلافی کی چیزیں ہیں جو بطور مثال لکھ دی ہیں۔

بہت سے لوگ زبانی توبہ کرتے رہتے ہیں اور اپنا حال نہیں سدھارتے۔ گناہوں میں جیسے لگے ہوئے تھے توبہ کے باوجود ان میں اسی طرح ملوّث رہتے ہیں۔ توبہ

کا کوئی اثر ان کے احوال و اعمال پر ظاہر نہیں ہوتا۔ ہزاروں نمازیں چھوڑ رکھی ہیں، سینکڑوں روزے کھا رکھے ہیں، بھاری تعداد میں لوگوں کے مال مار رکھے ہیں، غیبت منہ کو لگی ہوئی ہے، مسلمان بھائیوں کا گوشت کھا رہے ہیں، ان پر بہتان اور تہمتیں دھر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی توبہ توبہ کی رٹ لگا رکھی ہے۔ یہ کیسی توبہ ہے؟ پکّی اور سچّی توبہ کا تقاضا یہ ہے کہ اپنا حال درست کیا جائے اور ضائع کردہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کی جائے۔

بہت سے پڑھے لکھے لوگ اپنے منافع دنیاوی کے لئے حق کو چھپاتے ہیں اور اپنے ماننے اور جاننے والوں کے لئے قبولِ حق کے سلسلہ میں سدِّ راہ بنے ہوئے ہوتے ہیں نہ حق قبول کرتے ہیں نہ دوسروں کو حق قبول کرنے دیتے ہیں۔ بلکہ اپنی روزی کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے باطل کو حق بتاتے ہیں اور گمراہی کی تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی توبہ یہ ہے کہ حق کو جو چھپایا ہے اس کو ظاہر کریں اور جن لوگوں کو گمراہ کیا ہے ان کو بتا دیں کہ ہم گمراہی پر تھے تم کو بھی گمراہی پر ڈالا ہے۔ ہم نے حق قبول کر لیا ہے توبہ کر لی ہے تم بھی توبہ کرو اور حق قبول کر لو۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو گمراہ فرقوں سے متاثر ہو کر اُن کے عقائد اور افکار و نظریات کی تبلیغ شروع کر دیتے ہیں اور ان میں جو صاحبِ قلم ہوتے ہیں، ان گمراہیوں کی حمایت میں مضامین بھی شائع کرتے رہتے ہیں۔ پھر جب اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ہدایت اور توبہ نصیب ہوتی ہے تو گھر بیٹھ کر توبہ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ان پر واجب ہے کہ جس جس کو گمراہ کیا ہے اس کو بتا دیں کہ یہ گمراہی ہے۔ میں گمراہی میں تھا تم کو بھی اس پر لگایا تھا۔ اب میں نے توبہ کر لی ہے تم بھی توبہ کر لو۔ نیز اخبارات و رسائل میں یا کتابی صورت میں گمراہی کی جو چیزیں شائع کی ہیں ایک ایک کر کے ان کی تردید شائع کرے۔ خاص کر ان پرچوں میں اظہارِ حق اور اپنی توبہ کی اشاعت کرے

جن میں گمراہی کے مضامین شائع کئے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو بگاڑ اور فساد پھیلایا ہے حتی الوسع اور حتی الامکان اس کی پوری تلافی کرے۔ صاحب روح المعانی سورۂ بقرہ کی آیت اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :۔

وَاَصْلَحُوْا ما افسدوا بالتدارك فیما یتعلق بحقوق الحق والخلق ومن ذٰلك ان یصلحوا قومهم بالارشاد الی الاسلام بعد الاضلال وان یزیلوا الکلام المحرف ویکتبوا مکانه ما کانوا ازالوه عند التحریف وَبَیَّنُوْا ای اظهروا ما بیّنه الله تعالیٰ للناس معاینة وبهذین الامرین تتم التوبة اھ

اللہ جل شانہٗ نے سورۂ مائدہ میں چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دینے کے بعد جو فرمایا ہے فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ۔ اس کے ذیل میں صاحبِ روح المعانی تحریر فرماتے ہیں :۔

وَاَصْلَحَ امره بالتفصی عن التبعات بان یرد مال السرقة إن امکن او یستحل لنفسه من مالکه او ینفقه فی سبیل الله إن جهله وقیل المعنی وفعل الفعل الصالح الجمیل بان استقام علی التوبة کما هو المطلوب اھ ۔

توبہ کے ذیل میں جو جگہ جگہ اصلاح کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے اس کی جو تشریح ہم نے اوپر لکھی ہے صاحبِ روح المعانی کی تفسیر اور تصریح سے بالکل واضح ہے ۔

ایک صاحبِ قلم جو مشہور مؤرخ اور مصنف تھے ہمارے ایک بزرگ کی

طرف رجوع ہوئے اور نفس کی اصلاح کرانے کی درخواست کی، موصوف کو معلوم تھا کہ یہ صاحب اب تک آزادئ فکر کے خوگر رہے ہیں اور انہوں نے اہل سُنت والجماعت کے مسلک کے خلاف بھی باتیں لکھی ہیں۔ اس وجہ سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کے لئے یہ شرط لگائی کہ اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اس سے رجوع کرو اور اس رجوع کو شائع کرو اور اپنی کتابوں میں تبدیلی کرو اور ان کے مضامین اہل السنۃ کے مطابق کرو۔ وہ صاحب چونکہ سچے دل سے رجوع ہوئے تھے اس لئے انہوں نے شرط منظور کی اور اولاً اجمالاً اپنا رجوع شائع کیا۔ پھر تالیفات میں تبدیلی کی۔

درحقیقت جسے انابت الی اللہ کی دولت نصیب ہو جائے وہ دنیا کو نہیں دیکھتا وہ آخرت پر نظر کرتا ہے اور خوف وخشیت کی صفت اس کو ہر اس بات کے لئے آمادہ کر دیتی ہے جس سے آخرت درست ہو۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ دُنیا والے کیا کہیں گے بلکہ یہ سوچتا ہے کہ اگر میں اپنی بات کی پچ کرتا رہا تو آخرت میں میرا کیا بنے گا؟ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنَ الْمُخْلِصِيْنَ ط

عالمِ برزخ کے حالات منکشف ہو جائیں تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ	وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے
يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ	ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت
ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ	سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی
فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ	وقت میں توبہ کر لیتے ہیں سو ان پر تو
عَلَيْهِمْ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا	خدا تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ
حَكِيْمًا ہ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ	خوب جانتے ہیں، حکمت والے ہیں اور

لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝

(سورۂ نساء ع ۳)

ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ مَیں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ اُن لوگوں کی (توبہ قبول ہے) جن کو حالت کفر پر موت آجاتی ہے۔ اُن لوگوں (کافروں) کے لئے ہم نے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے (یعنی ایسے وقت میں جبکہ موت کے حالات سامنے آجائیں کافر کا ایمان لانا مقبول نہیں ہے)

اس آیتِ کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب موت آ کھڑی ہو اس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے ایمان بالغیب معتبر ہے اور توبہ بھی اسی وقت مقبول ہوتی ہے جب غیب پر ایمان رکھتے ہوئے توبہ کی جائے (جب کسی آدمی کو اپنے حالات کے اعتبار سے یہ یقین ہو گیا کہ اب مَیں مرنے ہی والا ہوں۔ اور زندگی سے ناامید ہو گیا لیکن موت کے وقت جو دوسرے عالَم کے احوال منکشف ہوتے ہیں اُن میں سے ابھی کچھ بھی ظاہر نہیں ہُوا تو اس وقت تک گناہ گار کی توبہ اور کافر کا ایمان مقبول ہے۔ لیکن جب موت آنے لگی اور دوسرے عالَم کے حالات نظر آنے لگے جو موت کے وقت نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں تو اس وقت نہ گناہ گار کی توبہ قبول نہ کافر کا ایمان قبول ہے۔

"بیان القرآن" میں لکھا ہے کہ محققین کا یہی مذہب ہے اور اسی کو حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ یَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ۔ (مشکوٰۃ عن ابن عمر مرفوعًا) یعنی اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ اُس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک کہ اس کی روح حلقوم میں نہ پہنچ جائے۔

جب گلے میں روح آکر اٹک گئی اور غرغر کی آواز آنے لگی اس وقت کی توبہ کا اعتبار نہیں ہے۔ صحیح حالت میں ہوش گوش کے ساتھ توبہ کرنا لازم ہے۔

آیت بالا میں جو یَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ فرمایا ہے اس کا ترجمہ بیان القرآن میں یوں کیا ہے کہ "جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں"، یعنی جہالت سے علمی جہالت مراد نہیں ہے بلکہ عملی جہالت مراد ہے جس کو ترجمہ میں حماقت سے تعبیر فرمایا ہے۔ پس جو شخص گناہ کو گناہ جانتے ہوئے گناہ کرے (اور عموماً ایسا ہی ہوتا ہے) پھر توبہ کر لے تو اس کی بھی توبہ قبول ہو گی۔ لفظ جہالت سے یہ نہ سمجھا جائے کہ علم والے کی توبہ قبول نہیں۔

صاحب بیان القرآن تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ قید احترازی نہیں واقعی ہے کیونکہ ہمیشہ گناہ حماقت ہی سے ہوتا ہے۔ جس کو اپنے نفع و ضرر کی پرواہ نہ ہو اس سے بڑھ کر کیا حماقت ہو گی [۱]

دوسری آیات میں اس جیسے مواقع پر جو لفظ جہالت آیا ہے اس کا بھی یہی معنیٰ سمجھ لیا جائے۔

---

[۱] ثم قال صاحب بیان القرآن فی الحاشیة فالجهل بمعنی السفه لا عدم العلم فلو اذنب مع العلم کانت التوبة منه مقبولة و انما کان حماقة للذهول عن کنه ما فیه من العقوبة وفی روح المعانی اخرج عبدالرزاق و ابن جریر عن قتادة قال اجتمع اصحاب محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فرأوا ان کل شیئ عصی به فهو جهالة عمداً کان اوغیره۔ ۱۲

توبہ و استغفار کے دنیاوی منافع

(۱۸) وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط (سورہ ہود ع ۱)

"اور یہ کہ تم لوگ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کی طرف متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقررہ تک خوش عیش زندگی بخشے گا اور زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔"

اس آیت میں استغفار اور توبہ کا حکم ہے اور یہ فرمایا ہے کہ توبہ و استغفار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں خوش عیش رکھے گا اور اچھی عمدہ زندگی نصیب فرمائے گا اور آخرت میں ہر زیادہ عمل کرنے والے کو (جو اچھا عمل کرنے والا ہو) زیادہ ثواب دے گا۔

(۱۹) وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ (سورۂ ہود ع ۵)

"اے میری قوم مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کے حضور میں وہ بھیج دیگا تمہارے اوپر خوب بارشیں اور بڑھا دیگا تمہاری قوت میں اور زیادہ قوت اور منہ مت پھیرو مجرم بنتے ہوئے۔"

یہ حضرت ہود علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو فرمائی تھی:۔

(۲۰) فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ

"پس میں نے کہا کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔" وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور

يُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ	تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دیگا
وَّبَنِيۡنَ وَيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ جَنّٰتٍ	اور تمہارے لئے باغات بنادے گا اور
وَّيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ اَنۡهٰرًا	تمہارے لئے نہریں جاری فرمادے گا۔"

حضرت نوح علیہ السّلام نے جو اپنی قوم کو خطاب فرمایا تھا آیاتِ بالا میں اس کو ذکر فرمایا ہے۔

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہُوا کہ استغفار اور توبہ سے جہاں گناہوں کی معافی کا عظیم فائدہ ہے جو آخرت کے عذاب سے بچانے والا ہے وہاں اس کے دنیاوی فائدے بھی ہیں۔

سورۂ ہود کے پہلے رکوع کی آیت میں ارشاد فرمایا کہ استغفار اور توبہ میں لگنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شانہٗ وقت مقررہ تک (یعنی اسی دنیا میں موت آنے تک خوش عیش عمدہ زندگی نصیب فرمائے گی۔ خوش عیش زندگی بہت جامع لفظ ہے۔ یہ مَتَاعًا حَسَنًا کا ترجمہ ہے جو ہر طرح کی خوشی اور مسرت اور شادمانی کو شامل ہے۔ ظاہری، باطنی عافیت وصحت اور اطمینان وسکون استغفار وتوبہ کے ذریعہ اسی دنیا میں حاصل ہوتا رہے گا اور اس کے آخرت والے فوائد وبرکات اس کے علاوہ ہوں گے۔

سورۂ ہود کے پانچویں رکوع کی آیت میں ارشاد فرمایا کہ استغفار اور توبہ میں لگنے سے اللہ جلّ شانہٗ خوب بارشیں بھیجے گا اور قوّت میں مزید قوت کا اضافہ فرمادے گا۔ بارش کا رحمت عامہ ہونا سب کو معلوم ہے اس سے کھیتی اُگتی ہے۔ پھل، میوے تیار ہوتے ہیں۔ دوسری ضرورتوں میں بارش کا پانی کام آتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ جلّ شانہٗ قوت میں اضافہ فرمادے گا۔ یہ الفاظ بھی ہر طرح کی قوت کو شامل ہیں۔ آج لوگ دنیاوی اسباب اختیار کرتے ہیں اور قوت و طاقت بڑھانا

چاہتے ہیں لیکن طاقت بڑھنے کا جو اصل سرچشمہ ہے کہ گناہوں کو چھوڑیں اور توبہ و استغفار میں لگیں اس سے غافل ہیں اسی لئے دشمن سے پٹتے اور مار کھاتے ہیں۔ اعمال صالحہ کی جو قوت ہے اور توبہ و استغفار سے جو قوت میں اضافہ ہوتا ہے اس سے بالکل بے خبر ہیں اور قوت و طاقت کی تلاش میں گناہوں میں اضافہ کرتے چلے جارہے ہیں جو سبب ہے ضعف کا اور دشمن کے غلبہ کا، حالانکہ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ میں اسی پر تنبیہ فرمائی ہے کہ توبہ و استغفار کرو اور نیکیوں میں لگو اور گناہ گاروں والی زندگی نہ گزارو۔

سُورۂ نوح میں ارشاد فرمایا کہ استغفار کی وجہ سے گناہ معاف ہوں گے اور کثرت سے بارش ہوگی اور اولاد میں ترقی ہوگی اور نہریں جاری ہوں گی۔ اس میں دو ایسی نعمتوں کا ذکر ہے جو مذکورہ دوسری آیات میں بالتصریح مذکور نہیں (گو مَتَاعًا حَسَنًا اور يَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلٰى قُوَّتِكُمْ کے عموم میں یہ بھی شامل ہیں) اوّل اولاد میں ترقی دوسرے نہروں کا جاری ہونا۔ یہ دونوں بڑی نعمتیں ہیں جس کو سب جانتے ہیں۔

قرآن مجید میں خوب واضح طور پر توبہ و استغفار کے دنیاوی فائدے بتائے ہیں۔ عوام وخواص، حاکم اور رعایا سب پر لازم ہے کہ گناہ چھوڑیں اور توبہ و استغفار میں لگیں اور ان کے دنیاوی و اخروی فوائد سے مالا مال ہوں۔

Imp. Summary

آیاتِ قرآنیہ سے جو امور مستفاد ہوئے

مندرجہ بالا آیات سے چند چیزیں معلوم ہوئیں۔ ہم ان کو ذہن نشین کرنے کے لئے یکجا لکھتے ہیں تاکہ مختصر یادداشت سے عمل کی ترغیب ہوتی رہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ و استغفار کا حکم فرمایا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو بخشتا ہے جو آخرت کی کامیابی اور نجات کا ذریعہ ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا منع ہے۔ رحمتِ خداوندی سے ناامید ہو جانا مومن کی شان نہیں۔

۴۔ اگر بڑے بڑے گناہوں سے بچیں اور طاعاتِ ضروریہ کے پابند رہیں تو صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۵۔ اصلاحِ حال توبہ کے شرائط میں سے ہے۔

۶۔ توبہ اور عمل صالح والے کامیاب ہیں۔

۷۔ موت کے وقت جب دوسرے عالم کے احوال منکشف ہو جائیں تو پھر توبہ معتبر نہیں، اور اس وقت کسی کافر کا ایمان بھی مقبول نہیں۔

۸۔ توبہ و استغفار سے دنیا میں خوش عیش زندگی نصیب ہو گی۔

اور

۹۔ قوت میں اضافہ ہو گا۔

۱۰۔ بارش خوب ہو گی۔ اور

۱۱۔ اموال اور اولاد میں ترقی ہو گی

اور

۱۲۔ نہریں جاری ہوں گی

حسبِ فرمان خداوند قدوس جلّ مجدہٗ دو جہان کی کامیابی اور سرفرازی کے لئے توبہ و استغفار میں لگنا چاہیئے۔

واللہ الموفق والمستعان

دُوسرا باب

جس میں احادیث شریفہ کی روشنی میں توبہ کی حقیقت و اہمیت، نیز اس کی ضرورت اور فضیلت، توبہ کا طریقہ اور دیگر متعلقہ اُمور بیان کئے جاتے ہیں۔

رجوع الی اللہ اور توبہ کی اہمیت اور فضیلت

(۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ وَاَنَا مَعَهٗ حَیْثُ یَذْکُرُنِیْ وَاللّٰهِ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِکُمْ یَجِدُ ضَالَّتَهٗ بِالْفَلَاةِ وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں (میرے بارے میں جو گمان کرے میں ویسا ہی کر دونگا) اور میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے) پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اس میں شک نہیں کہ اپنے بندہ کی توبہ سے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں

إِلَيْهِ بَاعًا وَإِذَا أَقْبَلَ إِلَيَّ يَمْشِي أَقْبَلْتُ إِلَيْهِ أُهَرْوِلُ -

(رواہ مسلم، واللفظ لہٗ والبخاری بنحوہ کما فی الترغیب - ص۱۰۳ ج۴)

جب تم میں سے کسی کا سامان سواری وغیرہ جنگل میں بیابان میں گم ہو جائے اور پھر وہ اس کو پالے، (نیز اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ) جو شخص میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہے میں اس کی طرف چار ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف متوجہ ہو کر پاؤں سے (معمولی چال سے) چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے متوجہ ہو جاتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح اس حدیث میں اہلِ ایمان کے لئے چند بشارتیں ہیں:-
ایک تو یہ کہ اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا کہ میں بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں۔ لہٰذا جب وہ یہ گمان کرے گا اور امید رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور معاف فرما دیں گے اور دنیاوی آفتوں اور مصیبتوں سے اور آخرت کے عذابوں سے محفوظ فرما دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی امید اور گمان کے مطابق ضرور معاملہ فرمائیں گے۔ بندہ کی امید اور گمان کو ضائع نہ فرمائیں گے۔

درحقیقت یہ بہت بڑی بشارت ہے، امید باندھنے اور اچھا گمان رکھنے میں، تو کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑے مہربان ہیں۔ امید اور گمان پر کتنی بڑی عنایت اور مہربانی کی خوش خبری دی ہے۔ کوئی ہو تو سہی جو اللہ کی طرف بڑھے۔ البتہ یہ بات بھی ضروری ہے کہ محض امید سے کام نہ چلائے۔ نیکیاں کرتا رہے اور گناہوں سے بچتا رہے۔ کیونکہ دوسری حدیث میں وارد ہوتا ہے کہ :-

اَلْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَ تَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ ۔[۱]

"یعنی بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشوں کے پیچھے لگائے رکھے اور اللہ تعالیٰ سے امیدیں رکھتا ہے"۔

دوسری بشارت جو اس حدیث میں ہے وہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ میں بندہ کے ساتھ ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرے۔ اللہ کی معیت بہت بڑی دولت ہے اور اس کا کیف وہی بندے محسوس کرتے ہیں جو زبان سے اور دل سے اللہ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ اللہ کا ساتھ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے ذرا اس کو غور کرو۔ دنیا میں اگر کسی کے ساتھ پولیس کا کوئی معمولی عہدے دار بھی ہو تو وہ اپنے دل میں کتنی قوت محسوس کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ کسی آدمی کی طرف سے مجھے تکلیف پہنچے گی تو یہ میری مدد کرے گا۔ اللہ کی معیت کا مزہ ان ہی لوگوں سے پوچھو جن کو ذکر کی حضوری حاصل ہے اور جو اپنے احوال و اشغال میں اللہ پاک کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ جَعَلَنَا اللّٰہُ مِنْھُم ۔

تیسری بشارت دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اللہ پاک کی طرف تھوڑا سا بھی بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف اس سے کئی گنا زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ یعنی اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیتے ہیں۔ سمجھانے کے لئے بالشت اور ہاتھ اور چار ہاتھ کی مثال ذکر فرمائی ہے۔

چوتھی بشارت یوں دی کہ اللہ جل شانہٗ کی طرف کوئی معمولی رفتار سے چلے تو اللہ جل شانہٗ اس کی طرف دوڑ کر پہنچ جاتے ہیں۔ یہ بھی بطور مثال ہے اللہ پاک کی مہربانی اور توجہ اور شان کریمی کو ان الفاظ میں بیان فرمایا۔ بلا مثال اس کو

---

[۱] اخرجہ الترمذی و ابن ماجۃ کما فی المشکوٰۃ ص ۴۵۱

یوں سمجھ لو جیسے کوئی بچہ ہو اُس نے نیا نیا چلنا شروع کیا ہو اور گرتا پڑتا چلتا ہو اُس کو کوئی اپنی طرف بلائے اور وہ دو چار قدم چلے تو بلانے والا جلدی سے دوڑ کر اُسے اپنی گود میں لے لیتا ہے اور شاباشی دیتا ہے۔

پس اے مومنو! اللہ کی طرف بڑھو اس کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو، توبہ کرتے رہو، استغفار میں لگے رہو اور برابر ذکر اللہ میں لگے رہو۔ حدیث بالا میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کو بندہ کے توبہ کرنے سے اس شخص کی خوشی سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جو لق و دق جنگل بیابان میں ہو اس کی سواری اور کھانے پینے کا سب سامان گُم ہو جائے اور ہر طرف دیکھ بھال کر ناامید ہو کر یہ سمجھ کر لیٹ جائے کہ اب تو مرنا ہی ہے اور ایسے وقت میں اچانک اس کی سواری سامان کے ساتھ اُس کے پاس پہنچ جائے اُس شخص کو جو خوشی ہو گی وہ بیان سے باہر ہے۔ جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ کو اس شخص کی خوشی سے بڑھ کر خوشی ہوتی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص شانِ کریمی ہے۔[1]

پچھم سے سورج طلوع ہونے تک ہر وقت توبہ کا دروازہ کُھلا ہے

(۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوسٰی رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْسُطُ یَدَہٗ	حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ شانہٗ عزّوجلّ رات کو ہاتھ پھیلاتا

---

[1] ادخلنا فی شرح الحدیث ما ورد فی حدیث اٰخر وھو ما رواہ مسلم مرفوعًا لَلّٰہُ اَشَدُّ فرحًا بتوبۃ عبدہٖ حین یَتُوبُ اِلَیْہِ مِنْ اَحَدِکُمْ کَانَ راحلتہٗ بارض فلاۃٍ فانفلتت منہ وَعَلَیْھَا طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاَیِسَ مِنْھَا الحدیث ۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۲۰۳)

بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْئُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْئُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا۔

رواہ النسائی و مسلم (کمافی الترغیب ص۸۹ ج۴)

ہے تاکہ گزرے ہوئے دن میں جس نے گناہ کئے ہیں ان کی توبہ قبول فرمائے اور دن میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ گزری ہوئی رات میں جنہوں نے گناہ کئے ہیں ان کی توبہ قبول فرمائے۔ پچھم سے سورج طلوع ہونے تک (ہر رات دن) ایسا ہی ہوتا رہے گا۔"

(مسلم و نسائی)

تشریح ہاتھ پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی اپنے بندوں پر خاص توجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے رؤف، رحیم اور غفور رحیم ہیں جو بھی کوئی بندہ جس وقت توبہ کرے اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔

یہ جو فرمایا کہ مغرب سے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے پہلے ایسا ہوتا رہے گا یعنی توبہ قبول کرنے والی کی توبہ قبول ہوتی رہے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت سے پہلے سورج پچھم کی طرف سے نکلے گا۔ اس کا پچھم سے نکلنا قیامت نزدیک ہونے کی خاص نشانی ہوگی اور اس بات کی بھی نشانی ہوگی کہ اس سے پہلے جنہوں نے گناہ کر رکھے ہیں اور توبہ نہیں کی اب ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "بلاشبہ پچھم کی جانب اللہ تعالیٰ نے قبولیتِ توبہ کے لئے ایک دروازہ بنایا جس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے وہ دروازہ بند نہ ہوگا جب تک سورج پچھم کی جانب سے نہ نکلے اور اللہ جل شانہٗ کے اس ارشاد میں جو سورۂ انعام کے آخری رکوع میں ہے یعنی قولہ تعالیٰ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیَاتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ؕ میں یہی مضمون ذکر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "جس روز آپ کے رب کی بعض نشانی آپہنچے گی کسی نفس کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے

سے ایمان نہ رکھتا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

جتنے بھی زیادہ گناہ ہوں توبہ کرنے سے سب معاف ہو سکتے ہیں

(۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً۔

(رواه الترمذي وقال حديث حسن غريب)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے انسان! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید لگائے رہے گا میں تجھ کو بخشوں گا تیرے گناہ جو بھی ہوں اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا ہوں۔ اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں کو پہنچ جائیں پھر (بھی) تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا، اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا ہوں اے انسان! اگر تو اتنے گناہ لے کر میرے پاس آئے جس سے ساری زمین بھر جائے پھر مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتا ہو تو میں اتنی ہی بڑی مغفرت سے تجھ کو نوازوں گا جس سے زمین بھر جائے۔"

(ترمذی ص۵۰۹ ابواب الدعوات)

تشریح | یہ حدیث مومن بندوں کے لئے اعلانِ عام ہے جو شہنشاہِ حقیقی کی طرف سے نشر کیا گیا ہے۔ انسانوں سے لغزشیں اور خطائیں ہو جاتی ہیں احکام کی ادائیگی میں خامی رہ جاتی ہے، مواظبت اور پابندی میں فرق آجاتا ہے۔ چھوٹے بڑے

گناہ بندہ اپنی نادانی سے کر بیٹھتا ہے۔ اللہ پاک نے اپنے بندوں کی مغفرت کے لئے یہ نسخہ تجویز فرمایا ہے کہ عجز و انکساری کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں مضبوط امید رکھتے ہوئے مغفرت کا سوال کرو۔ دل میں شرمندہ اور پشیمان ہو کہ ہائے مجھ ذلیل و حقیر سے مولائے کائنات خالقِ موجودات تبارک و تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہو گئی اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرے اس پر اللہ جلّ شانہٗ مغفرت فرما دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لَا اُبَالِیْ (یعنی بخشنے میں مجھ پر کوئی بوجھ نہیں۔ مجھے کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں ہے نہ بڑے گناہ بخشنے میں کوئی مشکل ہے نہ چھوٹا گناہ معاف کرنے میں کوئی مانع ہے۔ اِلَّا الْکَبَائِرَ فِی الْغُفْرَانِ کَاللَّمَمِ

گناہوں کی کثرت کی دو مثالیں ارشاد فرماتے ہوئے مومنین کو مزید تسلی دی اور فرمایا کہ اگر تیرے گناہ اس قدر ہوں کہ اُن کو جسم بنایا جائے اور زمین سے آسمان تک پہنچ جائیں اور ساری فضا (آسمان و زمین کے درمیان) کو بھر دیں تب بھی مغفرت مانگنے پر میں مغفرت کر دوں گا اور اگر تیرے گناہ اس قدر ہوں کہ ساری زمین اُن سے بھر جائے تب بھی میں بخشنے پر قادر ہوں اور سب کو بخشتا ہوں۔

تیرے گناہ زمین کو بھر سکتے ہیں تو میری مغفرت بھی زمین کو بھر سکتی ہے۔ بلکہ اس کی مغفرت تو بے انتہا ہے آسمان و زمین کی وسعت اور ظرفیت اُس کے سامنے ہیچ در ہیچ ہے۔ البتہ کافر مشرک کی بخشش نہ ہو گی۔ جیسا کہ حدیث شریف کے آخر میں بطور شرط کے فرمایا ہے "لَا تُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا" اور قرآن شریف میں ارشاد ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ (سورۂ نساء)	"بیشک اللہ نہیں بخشے گا اس کو کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا دوسرے جتنے گناہ ہیں جس کے لئے وہ چاہے گا بخش دے گا۔"

کافر اور مشرک کی کبھی بھی مغفرت نہ ہو گی۔ یہ لوگ ہمیشہ ہمیش دوزخ میں رہیں گے۔ مومن بندہ سے جتنے بھی گناہ ہو جائیں گے خواہ تعداد میں بہت زیادہ بڑھ جائیں اللہ کی رحمت اور مغفرت سے کبھی ناامید نہ ہو۔ توبہ و استغفار میں لگا رہے اور مغفرت کی پختہ اُمید باندھے رہے۔

اللہ جلّ شانہٗ کی شانِ غفّاری

(۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللہُ بِکُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللہَ فَیَغْفِرُ لَهُمْ ۔ رواہ مسلم وغیرہ کما فی الترغیب ص ۹۹ ج ۴

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو اس دنیا سے منتقل کر دے گا اور دوسری قوم کو پیدا فرما دے گا جو گناہ کریں گے پھر اللہ تعالےٰ سے مغفرت طلب کریں گے (مسلم وغیرہ)

تشریح اس حدیث میں اللہ جلّ شانہٗ کی شانِ غفاریت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جیسے قہار اور جبار اللہ تعالیٰ کی خاص صفات ہیں اسی طرح غفار اور ستار بھی اس کی صفاتِ خاصہ ہیں۔ اس کی مخلوقات میں اس کی صفات کے مظاہرے ہوتے رہتے ہیں اور غفاریت کا مظاہرہ جبھی ہو سکتا ہے۔ جب کوئی گناہ کرے اور اللہ جلّ شانہٗ اس کی مغفرت فرمائے۔ اسی شانِ غفاریت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم گناہ نہ کرو تو اللہ جلّ شانہٗ تمہاری جگہ دوسری قوم کو پیدا فرما دے گا اور وہ گناہ کریں گے پھر مغفرت چاہیں گے جس پر اللہ تعالےٰ اُن کی مغفرت فرما دیں گے۔

توبہ کرنے والا بے گناہ ہو جاتا ہے

(۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ (رواہ ابن ماجہ وطبرانی کلاہما من روایۃ ابی عبیدۃ بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ، ولم یسمع منہ ورواۃ الطبرانی رواۃ کما فی الترغیب والترہیب للحافظ المنذری ص۹۷ ج۴)۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہے" (طبرانی)

تشریح اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔ توبہ کرنے والا اور گناہ نہ کرنے والا اس بات میں دونوں برابر ہیں کہ نہ اس کا مواخذہ ہے اور نہ اُس کا۔ البتہ توبہ سچی توبہ ہو اور لوازم وشرائط کے ساتھ ہو۔

توبہ کے لوازم وشرائط کا بیان حدیث نمبر۱، نمبر۱۹ کے ذیل میں پڑھیے۔

مومن سے خطا ہو جانا بعید نہیں لیکن جلد ہی توبہ کر لیتا ہے

(۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَالْاِیْمَانِ کَمَثَلِ الْفَرَسِ فِیْ اٰخِیَّتِہٖ یَجُوْلُ

"حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی مثال اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے گھوڑا اپنے ٹھکانہ کی جگہ پر بندھا ہوا ہو اور اُس کے پاؤں میں لمبی رسی ہو وہ

M-Dmp

Supreme Examples

ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی اٰخِیَّتِہٖ وَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ یَسْھُوْا ثُمَّ یَرْجِعُ فَاَطْعِمُوْا طَعَامَکُمُ الْاَتْقِیَاءَ وَ اَوْلُوْا مَعْرُوْفَکُمُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ کما فی الترغیب صف۹۱ ج۴ وعزاہ فی المشکوٰۃ (باب الضیافۃ) الی البیہقی فی الشعب و ابی نعیم فی الحلیۃ)	رسی کے لمباؤ کی حد تک) گھومتا رہتا ہے، پھر اپنے ٹھکانہ پر آجاتا ہے (اسی طرح) مومن ایمانی تقاضوں سے دُور ہو کر) غافل ہو جاتا ہے (اور گناہ کر لیتا ہے پھر ایمان (کے مطالبات) کی طرف واپس آجاتا ہے۔ پس تم لوگ اپنا کھانا متقی لوگوں کو کھلایا کرو اور اپنے عطایا مومنین کو دیا کرو۔ (ابن حبان، بیہقی، ابونعیم)

---

(۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ قَالَ: کُلُّ ابْنِ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ والحاکم و صححہ کما فی الترغیب صف۹۱ ج۴)	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو خوب زیادہ توبہ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ اور مستدرک حاکم)

تشریح ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مومن سے گناہ ہو جانا کوئی تعجب اور اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ ہاں گناہ پر اصرار کرنا مومن کی شان سے بہت بعید ہے۔ گناہ ہو جائے تو جلد توبہ کر لے اور ایمانی تقاضوں کے پورا کرنے میں لگ جائے، سرکش نہ بنے، اور ضد و عناد پر کمر نہ باندھے۔ کیونکہ یہ بربادی کا سبب ہے۔

اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ۔

حدیث ۶ میں یہ جو فرمایا کہ " اپنا کھانا متقیوں کو کھلایا کرو اور اپنے عطایا مومنین کو دیا کرو" اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اپنے تعلقات صالحین سے رکھو اور اہل ایمان کے ساتھ رہو۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھو۔ لینے دینے کا تعلق بھی اُن ہی سے رہنا چاہیئے تاکہ ایک دوسرے کو آخرت کی طرف متوجہ کرنے میں مدد ملتی رہے اور مال بھی فاسقوں پر خرچ نہ ہو۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے لئے مرتے جیتے ہیں مال اُن پر خرچ کیا جائے۔

پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ کی جائے

(۸) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْصِنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتَ وَاذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وَّشَجَرٍ وَّمَا عَمِلْتَ مِنْ سُوْءٍ فَاَحْدِثْ لَهٗ تَوْبَةً السِّرَّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةَ بِالْعَلَانِيَةِ۔ (رواہ الطبرانی باسناد حسن الا ان عطاء لم یدرک معاذا کما فی الترغیب ص ۹۳ ج ۴۔)

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے خاص نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنی استطاعت کے بقدر اللہ سے ڈرنے کو لازم پکڑلو اور ہر پتھر اور ہر درخت کے نزدیک اللہ کو یاد کرو اور جو کوئی گناہ کر بیٹھو تو اس کے لئے نئے سرے سے توبہ کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ طور پر اور علانیہ کی توبہ علانیہ طور پر کرو۔" (طبرانی)

تشریح: اس حدیث میں چند امور کی وصیت فرمائی :-

اوّل تو یہ ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کو لازم پکڑلو۔ درحقیقت تقویٰ ہی وہ صفت ہے جو بندہ کو خلوت میں اور جلوت میں ہر چھوٹے بڑے گناہ سے روکتی ہے جس کو

تقویٰ نصیب ہوگیا وہ اللہ جل شانہ کا خاص بندہ بن گیا۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ تقویٰ کا حکم ہے۔ کیونکہ اس سے سارے ہی اعمال جاندار ہو جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے :۔

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهُ اَزْيَنُ لِاَمْرِكَ كُلِّهِ ۔ "یعنی تم تقویٰ کو لازم پکڑ لو کیونکہ اس سے تمہارے ہر کام میں زینت آجائے گی۔"

اگر تقویٰ کی صفت ہوگی تو بندہ دینی کام بھی نہایت عمدہ طریقہ پر انجام دے گا۔ اور دنیاوی امور کسب معاش وغیرہ میں اللہ جل شانہ کے خوف کو سامنے رکھے گا تو اس کا کسب اور ہر عمل عمدہ ہو جائے گا۔ جب لوگوں کو معلوم ہوگا کہ یہ شخص متقی ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے تو اس کے گرویدہ ہو جائیں گے۔

دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ ہر پتھر اور ہر درخت کے قریب (یعنی ہر وقت ہر موقعہ پر) اللہ کا ذکر کرو۔ یہ نصیحت بھی بہت اہم ہے۔ ہم نے اپنی ایک کتاب میں جو "ذکر الٰہی" کے نام سے شائع ہوئی ہے، ذکر کے فضائل و فوائد لکھ دیئے ہیں اس کا مطالعہ کیا جائے۔

تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ جب بھی کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے لئے نئے سرے سے توبہ کرو۔ پہلے جتنی مرتبہ توبہ کی ہے اس کا ثواب اور برکات، اور اس کے ذریعہ گذشتہ گناہوں کی معافی کا جو فائدہ حاصل ہو چکا ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن جب بھی کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کرلے۔ توبہ میں دیر نہ لگائے۔ یہ نہ سمجھے کہ پھر توبہ کرلیں گے، پھر کا پتہ کیا ہے، زندگی کا حال معلوم نہیں کہ کتنی ہے اور کتنے دن کی ہے۔ کیا پتہ کب موت آجائے توبہ کی توفیق نہ ہو، اس لئے جیسے ہی گناہ ہو توبہ کی تجدید کرو یعنی نئے سرے سے پھر توبہ کرو۔ نفس اور شیطان کہیں گے کہ پھر توبہ کرلینا اُن کی بات نہ مانے۔

توبہ کے سلسلہ میں اس حدیث میں ایک اہم بات کی طرف توجّہ دلائی گئی ہے اور وہ یہ کہ جو گناہ پوشیدہ ہو جائے اس کی توبہ بھی پوشیدہ طور پر تنہائی میں کر لو، بندوں پر ظاہر بھی نہ کرو کہ مجھ سے فلاں گناہ ہو گیا ہے اور جو گناہ اعلانیہ طور پر یعنی لوگوں کے سامنے ہو جائے اس کی توبہ بھی لوگوں کے سامنے کرو۔ مثلاً کسی نے اپنی جہالت سے لوگوں کے سامنے یہ کہہ دیا کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر میں اناج نہ ہو تو یہ کلمۂ کفر ہے۔ کیونکہ اس میں ایک دینی رکن یعنی روزہ کا مذاق ہے۔ اگر کسی نے تنہائی میں ایسی بات کہہ دی تو تنہائی میں توبہ کر لے اور لوگوں کے سامنے اگر کہی ہو تو لوگوں کے سامنے علی الاعلان توبہ کرے۔ ایسا کرنے سے توبہ کی ایک اہم شرط پوری ہو جائے گی یعنی علانیہ طور پر گناہ کرنے کی توبہ علانیہ طور پر جو کرنے کا حکم ہے اس پر عمل ہو جائے گا۔ اور لوگ اس کی توبہ کے گواہ بھی ہو جائیں گے اور اس سے وہ معاملہ کریں گے جو اچھے مسلمان کے ساتھ کرنا چاہیئے۔

اگر کسی مسلمان کی خصوصاً کسی عالِم کی بے عزتی کی ہو جو لوگوں کے سامنے ہوئی ہو تو اس کی معافی بھی لوگوں کے سامنے مانگے تاکہ نفس کی اصلاح بھی ہو اور جن لوگوں کے سامنے بے عزتی کی ہے ان کے سامنے اس عالِم کا اکرام اور اعزاز بھی ہو جائے۔

بعض لوگ مجمع میں کسی عزّت دار آدمی کو اُلٹے سیدھے الفاظ کہہ دیتے ہیں یا ڈانٹ دیتے ہیں اور پھر تنہائی میں معافی مانگتے ہیں۔ ایسی معافی سے اس بے عزتی کی تلافی نہیں ہوتی جو لوگوں کے سامنے کی تھی۔ خوب سمجھ لو۔

گناہ کے بعد نیکی کرو تاکہ گناہ کا کفّارہ ہو جائے

(۹) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ ۔ (رواہ الترمذی و قال: حدیث حسن کما فی الترغیب ص۱۰۹ ج ۴)

"حضرت ابو ذر اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر تو جہاں کہیں بھی ہو، اور برائی کے بعد نیکی کر، یہ نیکی اس برائی کو مٹا دے گی اور تو لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آ"۔ (ترمذی)

تشریح اس حدیث میں تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لے یہ نیکی گناہ کی مغفرت اور کفارہ کا باعث ہو گی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ :-

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۔ "یعنی بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں"۔

یہ بھی اللہ جل شانہٗ کا بہت بڑا انعام ہے کہ نیکیوں کے ذریعہ گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جب کوئی مومن بندہ وضو کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے اور ہاتھوں سے اور پاؤں سے اور چہرے سے اور سر سے اور کانوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

(صحیح مسلم، مؤطا مالک وغیرہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی بھی مسلمان کو فرض نماز حاضر ہو جائے (یعنی نماز کا وقت ہو جائے) پھر وہ نماز کے لئے اچھی طرح وضو کرے اور نماز کا رکوع سجدہ بھی اچھی طرح سے کرے تو یہ نماز اُس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی، جب تک کہ گناہ کبیرہ نہ کرے اور یہ کفارہ سیئات ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا [1]
(صحیح مسلم)

ایک حدیث میں ہے کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اُن گناہوں کا کفارہ ہے جو اُن کے درمیان ہو جائیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔ (مسلم)

نیکیوں کے ذریعے جو گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے ان سے صغیرہ گناہ مراد ہیں جیسا کہ علمائے حق نے تصریح کی ہے۔ چھوٹے گناہوں کا معاف ہونا بھی کم نفع نہیں ہے، زیادہ تر چھوٹے ہی گناہ ہوتے ہیں ان کی معافی کے لئے اللہ پاک نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ نیکیوں کو ان کی معافی کا ذریعہ بنا دیا۔

علماء نے بتایا ہے کہ اگر صغیرہ گناہ معمولی ہوں تو نیکیوں کے ذریعے کبیرہ گناہوں میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے۔ نیز نیکیاں رفع درجات کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔

---

[1] قال العلماء ان هذا الحديث وما اشبهه صالح للتكفير فان وجد ما يكفره من الصغائر كفره وان صادف كبيرة و لم يصادف صغيرة يعني غير مكفرة رجونا ان يخفف من الكبائر والا كتب له به حسنات ورفع له درجات كذا ذكره الطيبي (مرقاة ج ۲ ص ۲۳۵، طبع ملتان، پاکستان)

گناہ ہو جانے پر خوف و خشیت کا غلبہ ہونا چاہیئے

(۱۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاذُنُوْبَاهُ! وَاذُنُوْبَاهُ! فَقَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ قُلْ اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ فَقَالَهَا ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعَادَ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعَادَ فَقَالَ قُمْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ۔

رواہ الحاکم فی المستدرک ج ۱ صـ۵۴۴ وقال رواتہ عن آخرہم مدنیون ممن لا یُعرف واحد منہم بجرح ۔

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہنے لگا کہ ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! دو یا تین مرتبہ یوں ہی کہا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ تُو یوں کہہ اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ نے کہا پھر کہہ۔ اس نے پھر یہی الفاظ کہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر کہہ، اُس نے پھر یہی الفاظ کہے۔ آپؐ نے فرمایا اُٹھ کھڑا ہو، اللہ نے تیرے گناہ معاف فرما دیئے۔“

(مستدرک حاکم)

تشریح اس حدیث سے اوّل تو حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خوف و خشیت کا پتہ چلا کہ یہ حضرات گناہ سرزد ہو جانے پر کس قدر پریشان ہوتے تھے۔ اس حدیث کے علاوہ دوسری روایات میں بھی ان حضرات کے خوف و خشیت کے واقعات مذکور ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مومن آدمی اپنے گناہوں کو ایسے سمجھتا ہے جیسے وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اور ڈر رہا ہے کہ کہیں اُس پر پہاڑ نہ گر پڑے اور فاجر آدمی گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے اُس کی ناک پر مکھی بیٹھ گئی اور اس نے ہاتھ سے اڑا دی [1]

یعنی فاجر آدمی گناہ کو معمولی سی چیز سمجھتا ہے اس کا کوئی اثر نہیں لیتا اور مومن آدمی گناہ ہو جانے سے پریشان ہوتا ہے اور اس پر ایسا خوف سوار ہوتا ہے جیسے ابھی ابھی اس پر پہاڑ گر پڑے گا۔ درحقیقت مومن کی یہی صفت ہے، جو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کامل طور پر موجود تھی۔

دوسری چیز جو حضرت جابرؓ کی روایت سے معلوم ہوئی وہ ایک دعا ہے جو طلبِ مغفرت کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی اور وہ یہ ہے :-

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ	"اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت
ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی	زیادہ وسیع اور تیری رحمت میرے نزدیک میرے عمل
عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ ؕ	سے بڑھ کر بہت زیادہ امید کی چیز ہے"

جو صحابی گناہوں کا خیال کر کے پریشان اور پشیمان ہو کر آئے تھے اُن سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار یہ کلمات کہلائے اور پھر فرمایا کہ اُٹھ اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرما دی۔ نادم تو وہ پہلے ہی سے تھے اور ندامت توبہ کا جزوِ اعظم ہے پھر ندامت کے ساتھ گناہوں کا اقرار کرنا اور اللہ کی رحمت کی وسعت کا استحضار ہونا اور ساتھ ہی رحمت کا امیدوار ہونا اور مغفرت طلب کرنا یہ سب امور جمع ہو گئے جس پر اس کی مغفرت ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلب مغفرت کے لئے کسقدر مختصر اور جامع دُعا ارشاد فرمائی فَصَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص۲۰۶

گناہوں پر رونے میں نجات ہے

(۱۱) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔ (رواہ احمد والترمذی کما فی المشکوٰۃ ص ۴۱۳)

"حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے ملاقات کی تو عرض کیا کہ نجات (کا سامان) کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تو زبان کو قابو میں رکھ تیرے خلاف استعمال نہ ہو جائے اور تیرے گھر میں تیری گنجائش رہے اور تو اپنی خطاؤں پر رو۔" (احمد و ترمذی)

تشریح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نجات دلانے والی چیزیں معلوم کیں تو آپؐ نے تین نصیحتیں فرمائیں۔ ان میں سے ہر نصیحت انمول ہے جو شخص ان پر عمل پیرا ہوگا گناہوں سے محفوظ اور دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات پائے گا۔

پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ تو اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھ۔ اگر زبان کی حفاظت نہ کی تو یہ تجھے گناہوں اور مصیبتوں میں مبتلا کر دے گی اور تجھے بہت زیادہ نقصان پہنچائے گی۔ زبان چیز تو ذرا سی ہے مگر اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بلاشبہ انسان اپنی زبان سے اس سے زیادہ پھسلتا ہے جتنا اپنے قدم سے پھسلتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میرے

متعلق آپ کو سب سے زیادہ کس چیز کا خوف ہے ؟ آپ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا کہ خطرہ سب سے زیادہ اس کا ہے ۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " مَنْ صَمَتَ نَجَا "، یعنی جو خاموش رہا اُس نے نجات پائی ۔ (ترمذی)

انسان پر لازم ہے کہ لایعنی باتوں سے اور غیبت، تہمت، چغلی، جھوٹ اور دیگر گناہوں سے بچے اور تلاوت، ذکر اللہ، استغفار، درود شریف میں مشغول رہے۔ بقدرِ ضرورت جائز بات کہہ کے پھر ذکر میں لگ جائے تفصیل کے لئے ہماری کتاب " زبان کی حفاظت "، کا مطالعہ فرمائیں ۔

دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ " تیرے گھر میں تیری گنجائش رہے ۔ یہ بہت ہی زیادہ کام کی نصیحت ہے ۔ جہاں آدمی باہر نکلا طرح طرح کے گناہوں میں مُبتلا ہونے کے مواقع اور مناظر سامنے آجاتے ہیں ۔ بدنظری اور گانے بجانے کی آوازیں سُننا یہ تو آج کل کے بہت سستے گناہ ہیں اور ملحدین و زندیق لوگ آدمی کو اپنے طرف کھینچنے کو تیار بیٹھے ہیں ۔ باہر نکلنے سے انسان کبھی ظالم بن جاتا ہے کبھی مظلوم ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے فتنوں میں گرفتار ہونے کی راہیں کھلی ہوئی پاتا ہے۔ خیریت اسی میں ہے کہ صرف دینی یا دنیاوی ضروریات کے لئے باہر نکلے اور مقصد پورا ہوتے ہی گھر واپس آجائے اس میں بڑی سلامتی ہے اور بہت سے گناہوں اور معاصی و مہلکات سے نجات ہے ۔

تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ " تو اپنی خطاؤں پر رو "، یہ بھی بہت اہم نصیحت ہے۔ گناہ ہو جانے پر رونا، ندامت اور پریشانی کے باعث ہوتا ہے اور ندامت توبہ کا اہم جزو ہے۔ جسے اللہ کا خوف ہوگا وہی گناہ کی وجہ سے روئے گا اور رو رو کر بخشوانے کی کوشش کرے گا ۔ اللہ جل شانہٗ سے ڈرنا اور ڈرنے کی وجہ

سے رونا اللہ کے یہاں بڑی قیمتی چیز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہ پہنچے گی (یعنی دوزخ سے محفوظ رہیں گی) ایک تو وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روئی ہو۔ دوسرے وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں چوکیداری کرتے ہوئے رات گذاری ہو۔ (رواہ الترمذی وقال حسن غریب کما فی الترغیب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس مومن بندہ کی آنکھوں سے اللہ کے خوف کی وجہ سے آنسو نکلے اگرچہ مکھی کے سر کی برابر ہوں پھر وہ اس کے چہرہ پر پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ پر حرام فرما دے گا۔ (رواہ ابن ماجۃ والبیہقی والاصبہانی واسناد ابن ماجۃ مقارب کما فی الترغیب۔)

ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نماز پڑھ رہے تھے اور آپؐ کے سینہ مبارک سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز محسوس ہو رہی تھی جیسے چکّی چل رہی ہو۔ اور بعض رُواۃ نے بیان کیا کہ ایسی آواز تھی جیسے ہانڈی جوش مار رہی ہو۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی وابن خزیمۃ وابن حبان کما فی الترغیب)

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم تو معصوم تھے پھر بھی رونے کا یہ حال تھا ہم گناہگاروں کو کس قدر رونا چاہیئے خود ہی غور فرمالیں۔

جو شخص یہاں اپنے گناہوں کی وجہ سے رو لے گا اور اسی دنیا میں رو دھو کر مغفرت کرا لے گا موت کے بعد مزہ میں رہے گا۔ دوزخ کا عذاب بہت سخت ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اے لوگو! روؤ! اگر رونا نہ آئے تو رونے

کی صورت بنا لو۔ کیونکہ دوزخ والے دوزخ میں اس قدر روئیں گے کہ اُن کے آنسوؤوں کے بہنے کی وجہ سے اُن کے رخساروں میں نالیاں بن جائیں گی جو نہروں کی طرح ہوں گی۔ روتے روتے آنسو ختم ہو جائیں گے تو ان کی جگہ خون بہنے لگے گا۔ اور آنکھوں میں زخم ہو جائیں گے۔

(الترغیب والترہیب للمنذری)

گناہ کا اقرار کرنا توبہ کی تمہید ہے

(۱۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

متفق علیہ کما فی المشکوٰۃ ص۲۰۳

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک بندہ گناہ کا اقرار کرے پھر توبہ کرے تو اللہ جل شانہٗ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں"

(بخاری و مسلم)

تشریح اعترافِ گناہ بڑی چیز ہے اور درحقیقت اعتراف ہی کے بعد توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔ جو لوگ گناہ کو گناہ نہیں سمجھتے یا گناہ کر کے یہ نہیں مانتے کہ ہم نے گناہ کیا ہے وہ توبہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ شیطان ملعون نے اللہ جل شانہٗ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سوال فرمایا کہ :۔

مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ط

"تو نے سجدہ نہیں کیا اس سے تجھے کس چیز نے روکا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا۔"

تو اس پر کٹ حجتی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ :۔

أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۞ "کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے پیدا فرمایا ہے"

یہ مردود اللہ پاک کے حکم ہی کو غلط بتانے لگا۔ بہت سے لوگ جن پر شیطان غالب ہے گناہ کرتے ہیں مگر یہ نہیں مانتے کہ ہم نے گناہ کیا ہے۔ بعض تو ایسی مجبوری کا عذر کرتے ہیں جو شرعاً معتبر نہیں ہوتی اور بعض ایسے جرأت کرنے والے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہی کو خلافِ عقل قرار دیتے ہیں اور بعض لوگ طرح طرح کی علتیں ڈھونڈ کر گناہ کو حدِ جواز میں لانے کی سعی بے جا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھلا گناہ کے اقراری کیسے ہو سکتے ہیں۔ جب گناہ کا اقرار نہیں تو توبہ کیسے نصیب ہوگی۔ یہ شیطان کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ گناہ کرائے اور گناہ کا اقرار نہ کرنے دے اور حیلے بہانے بتا کر توبہ سے باز رکھے۔ جب بلا توبہ کسی کو موت آجائے تو شیطان کے گھی کے چراغ جل جاتے ہیں اور وہ خوشی میں پھولا نہیں سماتا کہ چلو اس آدمی کا تو ناس کھو دیا۔ بنی آدم کا عذاب میں مبتلا ہونا شیطان کے لئے بہت بڑی خوشی کا ذریعہ ہے۔

بہت سے لوگ سُود کھاتے ہیں مگر اس کو پیسہ کی تجارت کا نام دے کر نفس کو دھوکہ دے دیتے ہیں۔ ٹخنہ سے نیچا کپڑا پہنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تکبّر سے نہیں پہنتے (حالانکہ اونچا پہننے کو خلافِ شان سمجھتے ہیں، یہ تکبّر نہیں تو کیا ہے) بعض لوگ ڈاڑھی مونڈتے ہیں اور گناہ کا اقرار کرنے کے بجائے کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے رواج کے مطابق ڈاڑھی رکھ لی تھی۔ آج حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں ہوتے تو ڈاڑھی مونڈتے۔ العیاذ باللہ کیسی جاہلانہ تاویلات ہیں۔ کچھ لوگ شراب پیتے ہیں لیکن اس کا نام دوسرا رکھ لیتے ہیں اور بہت سے لوگ رشوت لیتے ہیں مگر اس کو ہدیہ کے نام سے تعبیر کر لیتے ہیں۔ یہ سب نفس و شیطان

کے حیلے ہیں یہ آخرت کے مواخذہ سے نہیں بچا سکتے۔

انسان گناہ کرے اور گناہ کا اقرار ہی ہو تو توبہ کی توفیق بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن جو منہ زوری کرتا ہو اور گناہ کو حلال سمجھتا ہو اور گناہ سے روکنے والوں پر پھبتیاں کستا ہو ان کو بے وقوف بناتا ہو وہ بھلا توبہ کے قریب کیسے پھٹک سکتا ہے؟

سچّے مومن وہ ہیں جو گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور گناہ ہو جائے تو بارگاہِ خداوندی میں گناہ کا اقرار کر لیتے ہیں اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ واللہ الموفق والمعین۔

چھوٹے گناہوں سے بچنے کی تاکید

(۱۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا۔ رواہ ابن ماجۃ والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ ص۴۵۸ قال السندی فی حاشیتہ علی سنن ابن ماجۃ فی الزوائد اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات۔

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! ان گناہوں سے بھی پرہیز کرو جن کو حقیر سمجھا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے بارے میں بھی مطالبہ کرنے والا (یعنی لکھنے والا فرشتہ) موجود[1] ہے۔"

---

[1] قال السندی فی حاشیتہ علی سنن ابن ماجۃ ای ملکاً فعرض علیہ ان یکتبہا فہی عند اللہ عظیمۃ حیث نص لاجلہا ملکاً اھ۔

تشریح اس حدیث مبارک میں صغیرہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ صغیرہ گناہوں کو بھی معمولی نہ سمجھو۔ اس پر بھی مؤاخذہ اور عذاب ہو سکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ صغیرہ گناہ کبیرہ گناہوں کے مقابلہ میں تو صغیرہ ہیں لیکن اللہ رب العزت تعالیٰ شانہ کی عظمت و کبریا اور جلال کا تصور کیا جائے غور کیا جائے تو وہ بھی کبیرہ ہی ہیں۔

جب انسان صغیرہ گناہ کو معمولی سمجھ کر کرتا رہتا ہے تو اول توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ دوسرے صغیرہ کبیرہ گناہوں کی طرف کھینچتے رہتے ہیں اور توبہ کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے کبیرہ گناہوں میں ترقی ہوتی رہتی ہے اور صغیرہ گناہ پر اصرار کیا جائے تو وہ کبیرہ بن جاتا ہے اور گناہ کرتے رہنے سے مزاج میں لاابالی پن آجاتا ہے اور بلا توبہ مرنے تک کی نوبت آجاتی ہے۔

مومن بندہ پر لازم ہے کہ صغیرہ گناہوں سے بھی بچنے کا اہتمام کرے اور جیسے ہی کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ و استغفار میں مشغول ہو جائے اور یوں نہ سمجھے کہ یہ گناہ صغیرہ ہی تو ہے۔

نفس و شیطان ایسی باتیں سمجھا دیتے ہیں بہت سے لوگ مکروہ سے نہیں بچتے اور کہتے ہیں کہ مکروہ ہی تو ہے حرام تو نہیں ہے۔ حالانکہ مکروہ بھی بچنے کے لئے ہے۔ مکروہ تنزیہی مکروہ تحریمی کی طرف اور مکروہ تحریمی حرام تک پہنچاتا ہے۔

جب نفس کو گناہوں کی عادت ہو جاتی ہے تو گناہوں سے بچنا دشوار اور سچے دل سے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ آگ آگ ہی ہے خواہ ذرا سی چنگاری ہو یا بہت بڑا انگارہ ہو۔ زہر، زہر ہی ہے ایک ماشہ ہو یا ایک چھٹانک ہو۔ اسی طرح گناہوں کو سمجھ لیں چھوٹا ہو یا بڑا عذاب میں مبتلا کرنے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بڑی ہے وہ چاہے تو بخش دے لیکن وہ جبار و قہار اور ذو انتقام

بھی ہے نہ بخشا تو کیا ہو گا؟ اس کا مراقبہ کیا کریں اور اپنے نفس کو ہر گناہ سے بچاتے رہیں۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ فلاں کام کرنا شرعاً ممنوع ہے تو پوچھتے ہیں کہ ناجائز ہے یا حرام ہے؟ جس کا مطلب یہ ہے کہ حرام کے ہتھوڑے سے بچنے کی فکر تو کر سکتے ہیں ناجائز کے کوڑے سے بچنے کو تیار نہیں۔ حالانکہ حرام بھی ناجائز کی ایک صورت ہے۔ کیونکہ ناجائز وہ ہے جس کی اجازت نہ ہو اس میں مکروہ اور حرام سب آ گئے۔ پھر معمولی سے نفس کے مزہ کے لئے آخرت کے عذاب کے لئے تیار ہو جانا بہت بڑی حماقت ہے، وہاں کا تھوڑا عذاب بھی بہت ہے چونکہ چکھا نہیں ہے اس لئے ڈھٹائی کے ساتھ بے تکے سوال وجواب کرتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ وفاداری کا مزاج نہیں ہے جس ذات پاک نے وجود بخشا اَن گنت نعمتوں سے نوازا۔ اس کی نافرمانی بڑی ہو یا چھوٹی (صغیرہ گناہ ہو یا کبیرہ) سراسر بے وفائی ہے۔ اگر گناہ پر عذاب نہ ہونا یقینی ہوتا اور بخشش دیا جانا ہی متعین ہوتا تب بھی ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا لازم تھا۔ عذاب کے ڈر سے نافرمانی سے بچنا یہ نمک حرام غلام کا خاصہ ہے جو ڈنڈے کا فرمانبردار ہوتا ہے آقا کا فرمانبردار نہیں، نمک حلال اور وفادار تو ذرا سی نافرمانی کے تصور سے بھی کانپ اُٹھتا ہے، اس کے سامنے نعمتیں ہوتی ہیں جن کے استحضار سے وفاداری کا مزاج بنا ہوا ہوتا ہے۔ وفادار کی نظر صرف حکم پر ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ حکم نہ مانا تو مار پڑے گی یا معافی ہو جائے گی بلکہ نافرمانی کی زندگی ہی کو عذاب کے برابر سمجھتا ہے، ڈنڈا لگنے سے تو بظاہر جسم کو تکلیف ہوتی ہے لیکن نافرمانی کی وجہ سے جو وفاداری میں فرق آ گیا اس کی ندامت میں پگھلنا وفادار بندہ کے لئے جسمانی عذاب سے زیادہ

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے صحابۂ کرامؓ جن کو جنتی ہونے کی اور سب کچھ بخشا جانے کی بشارت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے مل گئی تھی۔ چھوٹے بڑے گناہوں پر جرأت نہیں کرتے تھے۔ ان پر خوف وخشیت کا غلبہ رہتا تھا آخری دم تک وہ نڈر نہیں ہوئے۔

خوف وخشیت اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل پر سوار ہو تو ہر قسم کے گناہ سے بچنے پر نفس کو آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو معمولی گناہ کو بھی بڑا سمجھتے تھے اور بچنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے، انہوں نے لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم لوگ ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے زیادہ باریک ہیں، ہم تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مُہلِکات سے شمار کرتے تھے (یعنی یہ سمجھتے اور جانتے تھے کہ اس کے کرنے میں ہماری ہلاکت ہے)

جس کے دل میں اللہ کا ڈر بیٹھ گیا وہ ہر چھوٹے بڑے گناہ کے ارتکاب سے ڈرتا ہے اور نفس کو سمجھا بجھا کر نیکیوں ہی پر چلاتا رہتا ہے۔

جَعَلَنَا اللّٰہُ مِنْھُمْ

(۱۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ حَجَبَ التَّوْبَۃَ عَنْ کُلِّ صَاحِبِ بِدْعَۃٍ حَتّٰی یَدَعَ بِدْعَتَہٗ۔ رواہ الطبرانی واسنادہ حسن کذا فی الترغیب و الترہیب ص۹۶ ج۱ - للحافظ المنذری۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعت والے کی توبہ روک رکھی ہے جب تک کہ وہ اپنی بدعت کو چھوڑ نہ دے (الترغیب عن الطبرانی)

تشریح اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بدعتی جب تک بدعت کو نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں فرماتے۔ درحقیقت بدعت بہت بُری بلا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا دین عنایت فرمایا۔ اعمالِ صالحہ اور اعمالِ سیئہ[۱] کی فہرست بتا دی۔ دینِ محمدی میں کوئی چیز بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی بدعت جاری کرتا ہے گویا اپنے عمل سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پورا دین نہیں پہنچایا۔ اسلام میں العیاذ باللہ جو کمی رہ گئی تھی اس کو میں اس عمل کے جاری کرنے سے پورا کر رہا ہوں۔ دیکھو یہ کتنی بڑی گمراہی ہے۔ اس گمراہی میں بہت سے آدمی مُبتلا ہیں۔ کسی نے بدعت جاری کر دی اور اس کا گناہ اپنے سر لے گیا۔ اس کے ماننے والے اس بدعت سے چپکے ہوئے ہیں سمجھانے سے مانتے نہیں، سنت کی طرف چلنے سے گریز کرتے ہیں۔ بدعت کو دانتوں سے پکڑے ہوئے ہیں۔

بدعتی کو توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بدعت کے جس عمل کو کرتا ہے اس کو کارِ ثواب سمجھتا ہے پھر توبہ کیوں کرنے لگا؟

بعض روایات میں ہے کہ ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہ کرا کر ہلاک کر دیا اور انہوں نے مجھے استغفار کر کے ہلاک کر دیا (یعنی میں نے جو اُن کی بربادی کے لئے جو محنت کی انہوں نے توبہ و استغفار کے ذریعہ اس سب پر پانی پھیر دیا) جب میں نے یہ ماجرا دیکھا تو اُن کو خواہشات کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ (یعنی ایسے عقائد و اعمال میں لگا دیا جو قرآن و حدیث سے نہیں لئے گئے بلکہ لوگوں نے اپنی خواہش کے مطابق خود تراشے اور دین میں داخل کر کے ان پر عمل پیرا ہو گئے) جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ (بدعت اعتقادی یا بدعت عملی میں مُبتلا ہیں

---

[۱] بُرے اعمال ۱۲

جو اللہ جلّ شانہٗ کے یہاں مردود ہے مگر وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں لہٰذا استغفار نہیں کرتے۔ (ترغیب وترہیب منذری)

اہلِ بدعت اپنی بدعت سے تو توبہ کرنے سے رہے، دوسرے گناہوں سے اگر توبہ کر بھی لیں تو وہ بھی مقبول نہیں جب تک کہ بدعت سے توبہ نہ کریں۔ جیسا کہ حدیثِ بالا سے معلوم ہوا۔

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں ارشادِ نبوی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ بدعت والے کا کوئی روزہ اور نماز اور کوئی حج اور کوئی عمرہ اور کوئی جہاد اور کوئی فرض اور کوئی نفل قبول نہیں فرمائے گا۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جائے گا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

(ترغیب وترہیب منذری)

کسی مسلمان کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کی مغفرت نہ ہوگی، خود اپنے اُوپر ظلم کرنا ہے!

(۱۵) وَعَنْ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ وَاَنَّ اللهَ تَعَالٰى قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ اَنِّيْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّيْ قَدْ

حضرت جندب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے کسی (گناہگار) کے بارے میں کہہ دیا کہ اللہ فلاں کو نہ بخشے گا اور بے شک اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا کہ یہ کون ہے کہ جو قسم کھانے کا حق نہ رکھتے ہوئے قسم کھا کر میری ذمّہ پابندی لگا رہا ہے

غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَّ اَحْبَطْتُ عَمَلَكَ - او كما قال -
(رواہ مسلم کمافی المشکوٰۃ ص۲۰۴)

کہ فلاں کو نہ بخشوں گا اے شخص جس نے ایسی قسم کھائی ہے میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے اعمال اکارت کر دیئے ؟ (صحیح مسلم)

تشریح اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان دخل دینا درست نہیں ہے۔ کوئی کیسا ہی گناہگار ہو جب اصول کے مطابق توبہ کرلے گا اللہ جلّ شانہٗ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص کی کیسے مغفرت ہو گی اس کے پاس تو مغفرت کا کوئی سامان نظر نہیں آتا۔ ان باتوں کی ضرورت کیا ہے۔ ہر ایک کو اپنا فکر کرنا لازم ہے۔ اپنی عبادت اور تقویٰ پر غرور کرنا اور اپنی مغفرت کا یقین کر لینا اور دوسروں کے گناہوں پر نظر رکھنا اور یہ سمجھنا کہ فلاں کیسے بخشا جائے گا یہ سب نادانی ہے اور شانِ ایمان کے خلاف ہے۔

اپنا حال معلوم نہیں اور دوسروں کے بارے میں یقین کئے بیٹھے ہیں کہ اس کی مغفرت نہ ہو گی۔ مغفرت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے وہ اپنے بندوں کے ساتھ جو چاہے معاملہ کرے اس میں لوگوں کو دخل دینا بالکل بیجا ہے اور زیادتی ہے۔ اسی بیجا دخل اندازی پر اللہ جلّ شانہٗ نے اس شخص کے اعمال حبط فرما دیئے جس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فلاں کی مغفرت نہ فرمائے گا اور اس کو بخش دیا جس کے بارے میں ایسی قسم کھائی تھی۔ کوئی کیسا ہی گناہ گار ہو اس کے بارہ میں یہ فیصلہ کر لینا کہ اس کی مغفرت نہ ہو گی جہالت اور حماقت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا قصّہ نقل فرمایا جو دونوں آپس میں محبّت رکھتے تھے (لیکن فرق یہ تھا کہ) ان میں سے ایک خوب محنت سے عبادت کرتا تھا

اور دوسرا شخص گناہگار تھا۔ عبادت گزار شخص اس گناہ گار سے کہتا تھا کہ تُو گناہ سے رُک جا۔ وہ جواب دیتا تھا کہ مجھے چھوڑ دے، مَیں جانوں اور میرا رب جانے۔ (اسی طرح بات چلتی رہی) یہاں تک کہ عابد نے اس گناہ گار شخص کو ایک دن ایک ایسے گناہ پر پایا جس کے بارے میں اس نے یہ سمجھا کہ یہ عظیم گناہ ہے اور اس سے پھر وہی کہا کہ تُو گناہ سے باز آجا۔ اس نے (وہی) کہا کہ مجھے چھوڑ دے مَیں جانوں اور میرا رب جانے، کیا تُو مجھ پر نگران مقرر کر کے بھیجا گیا ہے؟ (یہ سن کر) عابد (کو طیش آگیا اور) کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! اللہ تجھے کبھی بھی نہ بخشے گا اور تجھے جنّت میں داخل نہ فرمائے گا۔ اس پر اللہ جلّ شانہٗ نے فرشتہ بھیجا جس نے دونوں کی رُوحیں قبض کر لیں اور دونوں کی حاضری اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ہوئی۔ اللہ جلّ شانہٗ نے گناہ گار سے فرمایا کہ جنّت میں داخل ہو جا۔ اور دوسرے شخص سے فرمایا (جو عابد تھا اور گناہ گار کی بخشش نہ ہونے کی قسم کھا بیٹھا تھا) کیا تُو اس پر قادر ہے کہ میرے بندہ سے میری رحمت کو روک دے۔ کہنے لگا کہ اے پروردگار! ایسا تو نہیں ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ (مشکوٰۃ صٓ۲۰۵ عن احمد)

دیکھو گناہ گار شخص گناہ کا اقرار کرنے اور اپنے رب سے مغفرت کی امید رکھنے کی وجہ سے بخشا گیا اور دوسرا شخص اللہ جلّ شانہٗ پر جسارت کرنے کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بنی اسرائیل کے ایک اور شخص کا واقعہ مروی ہے جس کے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں، وہ بیان فرماتے ہیں کہ :-

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل

میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے انسانوں کو قتل کر دیا تھا۔ پھر وہ (اس تلاش میں) نکلا (کہ کوئی اللہ والا مل جائے تو اس سے اپنی توبہ کے بارے میں) سوال کرے۔ چنانچہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا میری توبہ قبول ہو گی؟ راہب نے کہہ دیا کہ نہیں (تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی) اس پر اُس نے اُس راہب کو بھی قتل کر دیا (اور اب مقتولین کی تعداد پوری سَو ہو گئی لیکن اس کے بعد بھی) وہ (برابر) پوچھتا رہا کہ کوئی نیک بندہ ملے جو مجھے توبہ کے بارے میں مشورہ دے) کسی نے کہا کہ فلاں فلاں بستی میں چلا جا۔ وہ جا رہا تھا کہ راستہ میں اس کو موت آ گئی۔ اُس نے (مرتے مرتے اپنا سینہ اسی بستی کی طرف کر دیا (یعنی بقدر طاقت امکانی اس بستی کی جانب کو بڑھ گیا جہاں توبہ کے مشورہ کے لئے جا رہا تھا)۔

موت آتے ہی رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ (رحمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ توبہ کی فکر میں مرا ہے اس کے ساتھ رحمت والا معاملہ ہونا چاہیئے اور عذاب والے فرشتے کہتے تھے کہ توبہ تو اس نے کی نہیں، لہٰذا عذاب والا معاملہ ہونا چاہیئے) اللہ تعالےٰ نے اس بستی کو حکم دیا جس کی طرف جا رہا تھا کہ تُو اس سے قریب ہو جا اور اس بستی کو حکم دیا جس سے روانہ ہُوا تھا کہ تُو دُور کو ہٹ جا۔ پھر اللہ جل شانہ' نے (فرشتوں سے) ارشاد فرمایا کہ دونوں بستیوں کے درمیان ناپ لو دیکھو اس سے کونسی بستی قریب ہے چنانچہ ناپا گیا) لہٰذا بالشت بھر اس بستی کے قریب نکلا جسکی طرف جا رہا تھا۔ (یعنی پہلی بستی اس سے جس قدر دور تھی دوسری بستی کی مسافت اس سے صرف ایک بالشت قریب تھی۔ چنانچہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

اللہ اکبر! سنو انسانوں کا قاتل جس نے ابھی توبہ نہیں کی تھی، توبہ کے بارے میں سوال کرنے کے لئے نکلا تھا۔ اللہ جلّ شانہٗ نے توبہ کے ارادے سے نکلنے کی قدر دانی فرمائی اور ایک بستی کو قریب اور دُوسری کو دور ہو جانے کا حکم فرما دیا اور دونوں کی مسافتوں میں جو ایک بالشت کا فرق نکل آیا اس کو بہانہ فرما کر مغفرت فرما دی۔ انسان جتنا بھی گناہگار ہو اللہ کی طرف رجوع کرے۔ توبہ اور لوازم توبہ میں سے جو کچھ کر سکتا ہو کر گزرے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت ہو گی۔ دیکھو اس شخص کو اتنی بات کام دے گئی کہ مرتے مرتے اس بستی کی طرف کو کھسک گیا جس کی طرف توبہ کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ

گُناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے

(۱۶) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافیً اِلَّا الْمُجَاھِرُوْنَ وَاِنَّ مِنَ الْمُجَانَۃِ اَنْ یَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّیْلِ عَمَلاً ثُمَّ یُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَہُ اللّٰہُ۔ فَیَقُوْلُ یَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَۃَ کَذَا کَذَا وَقَدْ بَاتَ یَسْتُرُہٗ رَبُّہٗ وَیُصْبِحُ یَکْشِفُ سِتْرَ اللّٰہِ عَنْہُ مُتَّفَقٌ علیہ۔ کما فی المشکوٰۃ ص۴۱۲۔

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ میری سب امت عافیت میں ہے (یعنی لائقِ مغفرت گناہوں کی سزا سے بچ سکتی ہے) سوائے ان لوگوں کے جو کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور انسان کی لاپرواہی میں سے یہ بات بھی ہے (جو شرعاً ممنوع اور مبغوض ہے) کہ انسان رات کو کوئی گناہ کرے پھر باوجودیکہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی صبح کو کہتا ہے کہ اے فلاں میں نے رات کو فلاں فلاں کام کیا ہے حالانکہ اس نے اس حال میں رات گزاری کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی اور وہ صبح ہو جانے پر اللہ کے ڈالے پردے کو اوپر سے ہٹاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح اس حدیث میں گناہ کی پردہ پوشی کی تعلیم دی گئی ہے۔ مومن بندہ پر لازم ہے کہ اول تو گناہ سے دور بھاگے اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچے، اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اس کو ظاہر نہ کرے۔ خاموشی کے ساتھ اپنی پردہ پوشی کرے اور ندامت کے ساتھ رو دھو کر توبہ کر لے بندوں کو پتہ بھی نہ چلے، عبد اور معبود کے درمیان ہی سب کچھ ختم ہو جائے۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو تنہائی میں گناہ کر کے یار دوستوں کو بتاتے ہیں کہ ہم نے ایسا ایسا کیا ہے اور گناہ کو اور گناہ کے ظاہر کرنے کو فخر اور کمال سمجھتے ہیں۔ یہ جرأت اور بے باکی اور لاابالی پن ہے جو بغاوت پر بغاوت ہے۔ ایسا کرنے والا مُجَاہِر اور فاسق مُعلِن کہا جاتا جو دوہرے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایک تو گناہ کیا پھر گناہ کو لوگوں پر ظاہر کیا۔ یہ گناہ پر گناہ ہو گیا کیونکہ گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔

نیز وہ لوگ بھی فاسق مُعلِن اور مُجَاہِر ہیں جو ڈھٹائی کے ساتھ کُھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور شرم و غیرت اور حیا کو بالکل پسِ پُشت ڈال کر علی الاعلان لوگوں کے سامنے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہ بے حیائی اور ڈھٹائی دل کا ناس کھو دیتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے اور توبہ کرنے کی توفیق نہیں رہتی اور بغیر توبہ کے مر جانا بڑی بد بختی ہے جس میں گویا عذاب کو دعوت دی جاتی ہے۔

اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنَ الشَّقَاءِ
وَالْعَذَابِ وَرَزَقَنَا الْاِنَابَةَ
اِلَی اللّٰہِ الْغَافِرِ التَّوَّابِ۔

تہجد کا وقت دُعا اور توبہ و استغفار کا خاص وقت ہے

(۱۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی كُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ -

(متفق علیہ) وفی روایۃٍ لمسلم ثُمَّ یَبْسُطُ یدیہ ویقول مَن یُّقرِضُ غیر عدومٍ ولا ظلومٍ حتّٰی ینفجر الفجر -

کذا فی المشکوٰۃ صـ ۱۰۹)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ روزانہ جب رات کا آخری تہائی حصّہ باقی رہ جاتا ہے تو ہمارا رب تبارک و تعالیٰ قریب والے آسمان پر تجلّی فرماتا (اور) ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے مَیں اُس کی دُعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے مَیں اُس کو عطا کر دوں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے مَیں اس کی مغفرت کر دوں (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ (ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے) کون ہے جو ایسی ذات کو قرض دے جس کے پاس سب کچھ ہے اور ظلم کرنے والا نہیں ہے، فجر ہونے تک اسی طرح فرماتے رہتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

تشریح اس حدیث مبارک میں پچھلی رات میں دعا مانگنے اور مغفرت طلب کرنے کی اہمیت بتائی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ دُعا قبول ہونے کا سب سے اچھا وقت فرض نمازوں کے بعد ہے اور آخری رات کا درمیانی حصّہ ہے (ترمذی عن ابی اُمامۃ رضؓ)۔

رات کے آخری حصّہ میں اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہوتا ہے کہ کون ہے جو مجھ

سے دُعا کرے میں اُس کی دُعا قبول کروں ؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اُس کی مغفرت کر دوں ؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اُس کو دے دوں ؟ صُبح ہونے تک اسی طرح ارشاد ہوتا رہتا ہے۔ جو لوگ تہجّد پڑھتے ہیں ان کو تو روزانہ اس وقت دُعا کرنے اور اپنی حاجتوں کا سوال کرنے اور توبہ و استغفار کرنے کا موقع ملتا ہے۔ لیکن جو لوگ تہجّد کو نہیں اُٹھتے وہ بھی دُعا اور توبہ کے لئے کبھی کبھی اُٹھ جائیں تو کیسا اچھا ہو۔

یوں تو دُعا اور توبہ ہر وقت قبول ہوتی ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ جس وقت اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے ندا ہو کہ کون ہے جو مانگے میں دیدوں اور کون ہے جو مغفرت طلب کرے میں اُسے بخش دوں۔ یہ وقت دُعا اور توبہ کی مقبولیت کا خاص وقت ہے۔ اگر کسی کی سوتے سوتے آنکھ کھُل جائے تب بھی اُس وقت اللہ کا کچھ ذکر کر لے اور توبہ و استغفار میں لگ جائے تاکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف بھی متوجّہ ہو۔

☆ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ تو ندا فرما رہے ہیں کہ ہے کوئی جو مجھ سے مانگے اور مغفرت چاہے جس کی دُعا قبول کروں۔ بندے پاؤں پسارے سو رہے ہیں۔ کیسی نالائقی کی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم کو مانگنے والا بنا دے، اُسی سے اور صرف اُسی سے مانگیں۔ دل و جان اور ظاہر باطن سے اسی کی طرف متوجّہ ہوں۔

حدیث کے آخر میں یہ جو فرمایا کہ کون ہے جو ایسی ذات پاک کو قرض دے جس کے پاس سب کچھ ہے اور جو ظلم کرنے والا نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ صدقہ زکوٰۃ وخیرات اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو گے اللہ جلّ شانہٗ اس کا بہت زیادہ بدلہ دنیا و آخرت میں عنایت فرمائے گا۔ خرچ تو ہوتا ہے مخلوق پر اور

ثواب عطا فرمائے گا خالق جلّ مجدہٗ۔ اُسے کسی چیز کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے۔ جس کسی کے پاس جو کچھ مال و دولت ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہُوا ہے۔ جب سے مخلوق پیدا فرمائی ہے برابر اپنی مخلوق پر اللہ تعالیٰ خرچ فرما رہے ہیں اُن کے خزانہ میں کچھ بھی کمی نہیں آئی اور نہ کمی آسکتی ہے۔ یہ اس کی شانِ کریمی ہے کہ اُس کے دیئے ہوئے مال سے کوئی اس کی رضا کے لئے خرچ کرے تو اس کا نام قرض رکھ دیا اور ساتھ ہی اُس کا بہت زیادہ بدلہ عطا فرمانے کا وعدہ فرما لیا اور وہ وعدہ بھی سچا ہے اور پُورا ہو کر رہے گا۔ مال اللہ کا اپنا اور جو مجازی مالک ہیں وہ بھی اس کے اپنے مملوک اور مخلوق، پھر اس میں صدقہ دینے کا نام قرض اور اُوپر سے ثواب کا وعدہ! یہ سب شانِ کریمی ہے ؎

آں عالم ملک تست و مالکان مملوک تو
باوجود ایں بے نیازی اَقْرِضُوا اللّٰہ گفتی

توبہ کی حقیقت اور اس کا طریقہ

(۱۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَ اَبِیْ عَلٰی (ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقَالَ لَہٗ اَبِیْ سَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ النَّدَمُ تَوْبَۃٌ۔ قَالَ نَعَمْ!

رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد کما فی الترغیب ص ۹۸ ج ۴)

حضرت عبداللہ بن معقلؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہُوا، اُن سے میرے والد صاحب نے دریافت کیا کہ آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ نادم ہو جانا توبہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (مستدرک حاکم)

تشریح گناہ بندوں سے ہو جایا کرتے ہیں اور گناہ ہو جانا مومن سے بعید نہیں ہے۔ لیکن جب گناہ ہو جائے تو ندامت سے پانی پانی ہو جائے اور سچے دل سے پشیمان اور شرمندہ ہو کہ ہائے یہ کیا ہوا؟ یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور یہ توبہ کا جزوِ اعظم ہے۔ انسان اپنی حقیر ذات پر نظر کرے اور یہ سوچے کہ اللہ میرا خالق اور مالک ہے، اس نے مجھے وجود بخشا۔ طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا۔ اعضاء و جوارح دیئے۔ مال عطا فرمایا۔ پھر میں نے اس کی نعمتوں کو فرمانبرداری کی بجائے گناہوں میں لگا دیا۔ یہ کتنی بڑی ناشکری، ناسپاسی اور احسان فراموشی ہے۔

بار بار اللہ کی عظمت و کبریائی کا مراقبہ کرے اور اپنی ذات کو بھی سوچے کہ میں کیا ہوں اور کس چیز سے پیدا ہوا ہوں۔ اپنے خالق و مالک کی سرکشی اور نافرمانی مجھے کسی طرح زیبا نہیں۔ ہائے مجھ حقیر و ذلیل سے اللہ کی نافرمانی ہو گئی، میں گناہ میں ملوث ہو گیا۔ بار بار سوچے اور دل میں شرمندہ اور پشیمان ہو۔

ندامت اور پشیمانی توبہ کا جزوِ اعظم اس لئے ہے کہ جب سچی ندامت ہو گی تو اس کے اثرات بھی ظاہر ہوں گے اور توبہ کے باقی جو دو جزو ہیں ان پر بھی بآسانی عمل ہو سکے گا۔ ندامت کے ساتھ نہایت پختہ ارادہ کے ساتھ یہ طے کر لے کہ آئندہ گناہ نہ کروں گا اور جو کچھ ہو چکا ہے یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ضائع کئے ہیں ان کی تلافی کر دے اور زیادہ حق تلفی ہوئی ہو تو بقدرِ امکان تلافی شروع کر دے اور ادائیگی ہونے تک تلافی میں لگا رہے تو یہ حقیقی توبہ ہے۔ صرف زبان سے توبہ توبہ کرنے سے توبہ نہیں ہو جاتی خوب سمجھ لیں[1]

---

[1] قال السندی فی حاشیته علی سنن ابن ماجه معناه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نماز پڑھ کر دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ بخش دے گا

(۱۹) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَّصَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۔ الاٰية

رواه الترمذی وابن ماجه الا ان ابن ماجه لم يذكر الاٰية كما فی المشكوٰة ص۱۱۷

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا اور سچ بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شخص کوئی گناہ کر بیٹھے پھر خوب اچھی طرح پاکی حاصل کرے (یعنی صحیح طریقے پر وضو کرے اور غسل فرض ہو تو غسل بھی کر لے) پھر نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو بخش دے گا اس کے بعد آپ نے یہ تلاوت تلاوت فرمائی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً۔ الآیۃ ۔

(ترمذی و ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صـ سے آگے) انه (ای الندم) معظمها ومستلزم لبقية اجزائها عادة فان النادم ينقلع من الذنب فی الحال عادة ويعزم على عدم العود اليه فی الاستقبال وبهذا القدر تتم التوبة الا فی الفرائض التی يجب قضائها فتحتاج التوبة فيها الى [illegible] والا فی حقوق العباد فتحتاج فيها الى الاستحلال اى العهد والندم يتعين على كل ذلك كما لا يخفى اهـ

تشریح توبہ کے اصلی جزو تو وہی تین ہیں جو حدیث ۱۸ کے ذیل میں گزر چکے۔ یعنی :-

۱۔ جو گناہ ہو چکے اُن پر سچے دل سے شرمندگی اور ندامت اور

۲۔ آئندہ کو گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد۔

۳۔ جو حقوق اللہ و حقوق العباد تلف کئے ہیں ان کی تلافی کرنا۔

اس طرح توبہ کر لی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ لیکن اگر ان امور کے ساتھ بعض اور چیزیں بھی ملا لی جائیں تو توبہ اور زیادہ اقرب الی القبول ہو جاتی ہے۔ مثلاً نیکیوں کی کثرت کرنے لگے یا کسی بڑی نیکی کا اہتمام زیادہ کرے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مَیں نے بہت بڑا گناہ کر لیا۔ کیا میری توبہ قبول ہو گی؟ آپ نے فرمایا کیا تیری والدہ موجود ہے؟

عرض کیا۔ نہیں! فرمایا تیری کوئی خالہ ہے؟ عرض کیا ہاں خالہ ہے! فرمایا بس تُو اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔ (ترمذی)

اس سے معلوم ہُوا کہ والدہ اور خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو توبہ قبول کرانے میں بہت دخل ہے۔

نماز پڑھ کر توبہ کرنے کی جو تعلیم فرمائی وہ بھی اسی لئے ہے کہ نماز بہت بڑی چیز ہے۔ دو، چار رکعت پڑھ کر توبہ کی جائے گی تو زیادہ لائق قبول ہو گی۔ اگرچہ توبہ کے نفلوں کے بغیر بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے)۔

حدیث بالا میں جو آیت کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے وہ سورۂ آل عمران کی آیت ہے۔ پوری آیت اس طرح سے ہے :-

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً (۱) اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گزرتے

اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ قف وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (ع ۱۴)

ہیں جس میں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ کو یاد کر لیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں "

اس کے بعد ان حضرات کا اجر و ثواب بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

"ان لوگوں کی جزاء بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور اچھا بدلہ ہے ان کام کرنے والوں کا "

اس آیت کریمہ میں جو یہ ارشاد فرمایا کہ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ (اور کون ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو گناہوں کو بخشتا ہو) اس میں نصاریٰ کی واضح تردید ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پادری کے معاف کر دینے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں -

آیت بالا میں یہ بھی فرمایا کہ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں) اس میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے کہ گناہ پر اصرار کرنا یعنی بار بار گناہ کرنا سخت مؤاخذہ کی بات ہے - استغفار اور توبہ کرنا لیکن گناہ کو نہ چھوڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ توبہ سچی نہیں ہے

سچی توبہ میں یہ شامل ہے کہ پختہ ارادہ ہو کہ اب گناہ کبھی ہرگز نہ کروں گا۔ توبہ کرنے کے بعد پوری ہمت کے ساتھ گناہوں سے پرہیز کرے۔

اور یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ جس طرح توبہ کے بھروسہ پر گناہ کرنا حرام ہے اسی طرح یہ سمجھ کر توبہ میں دیر لگانا کہ چونکہ مجھ سے پکی توبہ نہیں ہوتی اس لئے ابھی گناہ کرتا رہوں پھر بڑھاپے میں توبہ کرلوں گا یہ اپنے نفس پر بہت بڑا ظلم ہے۔ نفس اپنے مزہ کے لئے اور شیطان اپنی دشمنی کی وجہ سے توبہ کرنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آئندہ توبہ کر لینا۔ ان دونوں دشمنوں کی بات کبھی نہ مانے اور آئندہ کا کیا پتہ ہے کہ کتنی زندگی ہے موت کب آجائے۔ بے توبہ مرگیا تو عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ یہاں کے معمولی مزہ کو نہ دیکھے، نفس کو آخرت کے عذاب کا مراقبہ کرائے اور وہاں کی آگ اور دوسرے عذابوں کا یقین دلائے اور جلد سے جلد توبہ کرے۔

توبہ تو پختہ ہی ہو، ہاں بالفرض اگر پھر گناہ ہو جائے تو پھر توبہ کرلے اور اس مرتبہ بھی پکی ہی توبہ ہو۔ اگر چند بار ایسا ہوا تو انشاء اللہ تعالے گناہ بالکل ہی چھوٹ جائیں گے۔

گناہ پر ندامت اور سچے دل سے پشیمانی اور آئندہ کو گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم اور ارادہ یہی توبہ ہے اور اس کے لوازم میں سے یہ بھی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کرے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی

جو چیزیں حقوق اللہ یا حقوق العباد میں سے اپنے ذمہ لازم ہوں اُن کی

تلافی کرنا بھی توبہ کا ایک اہم جزو ہے۔ بہت سے لوگ توبہ کر لیتے ہیں لیکن اس جزو کی طرف متوجہ نہیں ہوتے حالانکہ اُس کے بغیر توبہ، حقیقی توبہ نہیں ہوتی[۱]۔ حقوق ادا نہ کرنا اور توبہ زبانی کر کے مطمئن ہو جانا اپنے نفس پر ظلم ہے اور آخرت کے عذاب سے نڈر ہونا ہے۔ حقوق کی تلافی کی تفصیل اور طریق کار ہم ذیل میں لکھتے ہیں:۔

حقوق اللہ کی ادائیگی

حقوق اللہ کی ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے جن فرائض کو ترک کیا ہو اور جن واجبات کو چھوڑا ہو ان کی ادائیگی کی جائے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ سب کی تلافی کرنا لازم ہے۔

قضا نمازیں

زندگی میں جو نمازیں قصدًا یا سہوًا چھوٹ گئی ہوں یا مرض اور سفر وغیرہ میں رہ گئی ہوں (حالانکہ نماز کسی بھی حال میں چھوڑنا سخت گناہ ہے) ان سب کو اہتمام سے ادا کرنا لازم ہے اور اُن کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ یوں حساب لگائے کہ جب سے مَیں بالغ ہُوا ہوں میری کتنی نمازیں چھُوٹی ہوں گی؟

ان نمازوں کا اس قدر اندازہ لگائے کہ دل گواہی دیدے کہ اس سے زیادہ نہیں ہوں گی۔ پھر ان سب نمازوں کی قضاء پڑھے۔ عوام میں یہ جو مشہور ہے

---

[۱] یہاں تفسیر روح المعانی کی عبارت دوبارہ ملاحظہ فرمالیں جو باب اول میں سورۂ بقرہ کی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ الخ کے ذیل میں گزری ہے۔ ۱۲

کہ جمعۃ الوداع یا کسی اور دن یا رات میں قضا عمری کے نام سے دو رکعت پڑھنے سے سب چھوٹی ہوئی نمازیں ادا ہو جاتی ہیں بالکل غلط ہے۔

قضاء نماز کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ بس یہ دیکھ لے کہ سورج نکلتا چھپتا نہ ہو اور زوال کا وقت نہ ہو۔ سورج نکل کر جب ایک نیزہ بلند ہو جائے تو قضاء نمازیں اور نوافل سب پڑھنا جائز ہو جاتا ہے اور نمازِ فجر کے بعد اور نمازِ عصر کے بعد بھی قضا پڑھنا درست ہے۔ البتہ جب سورج غروب ہونے سے پہلے آفتاب میں زردی آجائے اُس وقت قضا نہ پڑھے۔

ہر ایک دن کی پانچ فرض نمازیں اور تین رکعت نماز وتر یعنی کل بیس رکعت بطور قضا پڑھ لے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ لمبے سفر میں (جو کم از کم اڑتالیس میل کا ہو) جو چار رکعت والی نمازیں قضا ہوئی ہوں اُن کی قضا دو ہی رکعت ہے جیسا کہ سفر میں دو ہی رکعت واجب تھیں اگرچہ گھر میں ادا کر رہا ہو۔

اور یہ بھی سمجھ لیں کہ ضروری نہیں کہ جو نمازیں قضا ہوئی ہوں تعداد میں سب برابر ہوں کیونکہ بعض لوگ نمازیں پڑھتے بھی رہتے ہیں چھوڑتے بھی رہتے ہیں۔ بہت سے لوگ سفر میں نماز نہیں پڑھتے عام حالات میں پڑھ لیتے ہیں اور بہت سے لوگ مرض میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کی فجر کی نماز زیادہ قضا ہو جاتی ہے۔ کچھ لوگ عصر کی نمازیں زیادہ قضا کر دیتے ہیں۔ پس جو نماز جس قدر قضا ہوئی ہو اس کا زیادہ سے زیادہ اندازہ لگا کر وہ نماز پڑھ لی جائے۔

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ ظہر کی قضا نماز ظہر ہی میں پڑھی جائے اور عصر کی نماز عصر ہی میں پڑھی جائے یہ درست نہیں ہے۔ جس وقت کی جس وقت چاہیں ادا کر سکتے ہیں اور ایک دن میں کئی کئی دن کی نمازیں بھی ادا ہو سکتی ہیں۔ اگر قضاء نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں تو ترتیب واجب نہیں رہتی جونسی نماز پہلے

پڑھ لی جائے درست ہو جائے گی۔ مثلاً اگر عصر کی نماز پہلے پڑھ لی اور ظہر کی بعد میں پڑھی تو اس طرح بھی ادائیگی ہو جائے گی۔

بہت سے لوگ نفلوں کا اہتمام کرتے ہیں اور برس ہا برس کی قضا نمازیں اُن کے ذمہ ہیں اُن کو ادا نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی بھول ہے۔ نفلوں اور غیر مؤکدہ سُنتوں کی جگہ بھی قضا نمازیں ہی پڑھ لیا کریں اور ان کے علاوہ بھی قضا نمازوں کے لئے وقت نکالیں۔ اگر پوری قضا نمازوں کے ادا کئے بغیر موت آگئی تو مؤاخذہ کا سخت خطرہ ہے۔

جب نمازوں کی تعداد کا بہت احتیاط کے ساتھ اندازہ لگا لیا تو چونکہ ہر نماز کثیر تعداد میں ہے اور دن تاریخ یاد نہیں اس لئے حضرات فقہائے کرام نے آسانی کے لئے یہ طریقہ بتایا ہے کہ جب بھی کوئی نماز پڑھنے لگے تو یوں نیت کر لیا کرے کہ میرے ذمہ (مثلاً) ظہر کی جو سب سے پہلی فرض نماز ہے اس کو اللہ کے لئے ادا کرتا ہوں۔ جب بھی نماز ظہر ادا کرنے لگے اسی طرح نیت کر لیا کرے اور دیگر نمازوں میں بھی اسی طرح نیّت کرے ایسا کرنے سے ترتیب قائم رہے گی۔ کیونکہ اگر کسی کے ذمہ ظہر کی ایک ہزار نمازیں قضا تھیں تو ہزارویں نماز (ابتدا کی جانب) سب سے پہلی نماز تھی اور اس کو پڑھنے کے بعد اُس کے بعد والی سب سے پہلی ہو گی۔ اور جب تیسری بھی پڑھ لی جائے گی تو اس کے بعد والی سب سے پہلی ہو گی۔ اس کو خوب سمجھ لو۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں خوب غور کریں کہ مجھ پر کتنی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہوئی ہے تو ہر سال پوری ادا ہوئی ہے یا نہیں؟ جتنے

سال کی زکوٰۃ بالکل ہی نہ دی ہو یا کچھ دی ہو اور کچھ نہ دی ہو اُن سب کا اس طرح اندازہ لگائے کہ دل گواہی دیدے کہ اس سے زیادہ مالِ زکوٰۃ کی ادائیگی مُجھ پر واجب نہیں ہے۔ پھر اسی قدر مالِ زکوٰۃ مستحقینِ زکوٰۃ کو دیدے۔ خواہ ایک ہی دن میں دیدے خواہ تھوڑا تھوڑا کر کے دیدے۔ اگر مقدور ہو تو جلد سے جلد سب کی ادائیگی کر دے ورنہ جس قدر ممکن ہو ادا کرتا رہے اور پختہ نیت رکھے کہ پوری ادائیگی زندگی میں ضرور کر دوں گا اور جب بھی مال میسّر آجائے ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے اور دیر نہ لگائے۔

صدقۂ فطر بھی واجب ہے اور جو کوئی نذر مان لے تو وہ بھی واجب ہو جاتی ہے۔ ان میں سے جس کی بھی ادائیگی نہ کی ہو اس کی ادائیگی کرے۔

واضح رہے کہ گناہ کی نذر ماننا گناہ ہے اور اس کا پورا کرنا بھی گناہ ہے۔ اگر ایسا کوئی واقعہ ہو تو علماء سے اُس کا حکم معلوم کرلیں۔

روزوں کی قضا

اسی طرح روزوں کا حساب کرے کہ بالغ ہونے کے بعد سے فرض روزے جو چھوڑے ہیں یا سفر یا مرض کی وجہ سے چھُوٹے ہیں ان سب روزوں کا حساب کر کے سب کی قضاء رکھے (قضاء رکھنے کے مسائل علماء سے معلوم کرلیں) عورتوں کے ساتھ ہر مہینے والی مجبوری لگی ہوئی ہے۔ اس مجبوری کے زمانہ کو عام طور سے ماہواری کے دن کہتے ہیں۔ ان دنوں میں شرعًا نماز پڑھنا، روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ شریعت نے ان دنوں کی نمازیں بالکل ہی معاف کر دی ہیں لیکن ان دنوں میں فرض روزے جو چھوڑ دیئے جاتے ہیں بعد میں اُن کی قضا رکھنا فرض ہے۔ لیکن بہت سی عورتیں اس میں کمزوری دکھاتی ہیں، اور بعد میں مذکورہ روزوں کی قضاء

نہیں رکھتیں جس کی وجہ سے بہت سی عورتوں پر کئی کئی سال کے روزوں کی قضا لازم ہو جاتی ہے۔ خوب صحیح اندازہ کر کے جس سے یقین ہو جائے کہ زیادہ سے زیادہ اتنے روزے ہوں گے ان سب کی قضا رکھ لیں۔ بالغ ہونے کے بعد سے اب تک جتنے بھی روزے فرض خواہ کسی بھی وجہ سے رہ گئے ہوں سب کی قضا رکھے۔ مرد ہو یا عورت سب کو ان کی ادائیگی لازم ہے۔

حج بیت اللہ کی ادائیگی

حج بھی بہت سے مردوں اور عورتوں پر فرض ہو جاتا ہے لیکن حج نہیں کرتے جن پر حج فرض ہو یا پہلے کبھی ہو چکا تھا اور مال کو دوسرے کاموں میں لگا دیا وہ حج کرنے کی فکر کریں جس طرح ممکن ہو اس فریضے کا بوجھ اپنے ذمہ سے ساقط کر دیں۔

اگر کسی پر حج فرض ہوا اور اس نے حج نہیں کیا اور اتنی زیادہ عمر ہو گئی کہ سخت مرض یا بہت زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے حج کے سفر سے عاجز ہو اور موت تک سفر کے قابل ہونے کی امید نہ ہو تو ایسا شخص کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حجِ بدل کرا دے۔

اگر زندگی میں نہ کرا سکے تو وارثوں کو وصیت کر دے کہ اس کے مال سے حج کرائیں۔ لیکن اصولِ شریعت کے مطابق وصیت صرف $\frac{1}{3}$ مال میں جاری ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر بالغ ورثاء اپنے حصہ میں سے بخوشی مزید دینا گوارا کریں تو ان کو اختیار ہے۔

حقوق العباد کی تفصیل

اور اُن کی ادائیگی کا اہتمام

توبہ کے لوازم میں سے یہ بھی ہے کہ حقوق العباد کی تلافی کرے اور حقوق العباد کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کے جو حقوق واجب ہوں ان سب کی ادائیگی کرے اور یہ حقوق دو قسم کے ہیں :-

اوّلؔ مالی حقوق   دوسرےؔ آبرو کے حقوق

مالی حقوق مالی حقوق کا مطلب یہ ہے کہ جس کسی کا تھوڑا بہت مال ناحق قبضہ میں آگیا ہو اُسے پتہ ہو یا نہ ہو وہ سب واپس کر دیں۔ مثلاً کسی کا مال چُرایا ہو، ڈاکہ ڈالا ہو یا قرض لے کر مار لیا ہو (قرض دینے والے کو یاد ہو یا نہ ہو) یا کسی سے رشوت لی ہو یا کسی کے مال میں خیانت کی ہو یا کسی کی کوئی چیز مذاق میں لے کر رکھ لی ہو (جبکہ وہ اُس کے دینے پر اپنے نفس کی خوشی سے راضی نہ ہو) یا کسی سے سود لیا ہو تو اس طرح کے سب اموال واپس کر دے۔ واپس کرنے کے لئے یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ مَیں نے آپ کی خیانت کی تھی ہدیہ کے نام سے دینے سے ہی ادائیگی ہو جائے گی۔

آبرو کے حقوق آبرو کے حقوق کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو ناحق مارا ہو یا کسی کی غیبت کی ہو یا غیبت سُنی ہو، گالی دی ہو، تُہمت لگائی ہو یا کسی بھی طرح سے کوئی جسمانی یا روحانی یا قلبی تکلیف پہنچائی ہو تو اُس سے

معافی مانگ لے۔ اگر وہ دُور ہو تو اس کو عُذر نہ سمجھے بلکہ خود جا کر یا خط بھیج کر معافی طلب کرے اور جس طرح ممکن ہو اُس سے معافی مانگ کر اُس کو راضی کرے۔ اگر ناحق مار پیٹ کا بدلہ مار پیٹ کے ذریعے دینا پڑے تو اُسے بھی گوارا کرے۔ البتہ غیبت کے بارے میں اکابر نے یہ لکھا ہے کہ اگر اُس کو غیبت کی اطلاع پہنچ چکی ہو تو اُس سے معافی مانگے ورنہ اُس کے لئے بہت زیادہ مغفرت کی دُعا کرے۔ جس سے یقین ہو جائے کہ جتنی غیبت کی تھی یا غیبت سُنی تھی اُس کے بدلہ اُس کے لئے اتنی دُعا ہو چکی ہے کہ اس دُعا کے دیکھتے ہوئے وہ ضرور خوش ہو جائے گا اور غیبت کو معاف کر دے گا۔

یہ بات دل میں بٹھا لینا چاہیئے کہ حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوتے ہیں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ نابالغی میں نماز روزہ تو فرض نہیں ہے لیکن حقوق العباد نابالغی میں بھی معاف نہیں۔ اگر کسی لڑکے یا لڑکی نے کسی کا مالی نقصان کر دیا تو وارث پر لازم ہے کہ بحیثیت ولی خود لڑکے لڑکی کے مال سے اس کی تلافی کرے۔ اگرچہ صاحبِ حق کو معلوم بھی نہ ہو۔ اگر ولی نے ادائیگی نہیں کی تو بالغ ہو کر خود ادا کریں یا معافی مانگیں۔

بہت سے لوگ ظاہری دینداری بھی اختیار کر لیتے ہیں زبانی توبہ بھی کرتے رہتے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے، حرام کمائی سے باز نہیں آتے اور لوگوں کی غیبت کو شیر مادر سمجھتے ہیں اور ذرا بھی دل میں احساس نہیں ہوتا کہ ہم غیبتیں کر رہے ہیں۔ پس اب دینداری کرتہ، ٹوپی اور ڈاڑھی اور نماز پڑھنے کی حد تک رہ گئی ہے۔ صرف زبانی توبہ کرنا اور گناہ نہ چھوڑنا اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی تلافی نہ کرنا یہ کوئی توبہ نہیں۔ جو لوگ رشوت لیتے ہیں یا سود لیتے ہیں یا کاروبار میں فریب دے کر ناجائز طور پر پیسہ کھینچ لیتے ہیں ایسے لوگوں کا معاملہ بہت کٹھن

ہے۔ کس کس کے حق کی تلافی کرنا ہے اس کو یاد رکھنا اور تلافی کرنا اور حقوق والوں کو تلاش کر کے پہنچانا پہاڑ کھودنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ لیکن جن کے دل میں آخرت کی فکر اچھی طرح جاگزین ہو جائے وہ بہر حال حقوق والوں کے حقوق کسی نہ کسی طرح پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔

ہمارے ایک استاد ایک تحصیلدار کا قصّہ سناتے تھے کہ جب وہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے مُرید ہوئے اور دینی حالت سدھرنے لگی اور آخرت کی فکر نے ادائیگی حقوق کی طرف متوجّہ کیا تو انہوں نے اپنے زمانۂ تعیّناتی میں جو رشوتیں لی تھیں ان کو یاد کیا اور حساب لگایا۔ عموماً متحدہ پنجاب کی تحصیلوں میں وہ تحصیلداری پر مامور رہے تھے اور جن لوگوں سے رشوتیں لی تھیں ان میں زیادہ تر سکھ قوم کے لوگ تھے۔ انہوں نے تحصیلوں میں جا کر مقدمات کی فائلیں نکلوائیں اور ان کے ذریعے مقدمات لانے والوں کے پتے لئے۔ پھر گاؤں گاؤں اُن کے گھر پہنچے اور بہت سوں سے معافی مانگی اور بہت سوں کو نقد رقم دے کر سبکدوشی حاصل کی۔

ان تحصیلدار صاحب سے ہمارے استاد موصوف کی خود ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے اپنا یہ واقعہ ان کو خود سنایا تھا۔

ایک سوال اور اُس کا جواب

ممکن ہے بعض حضرات یہ سوال کریں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے حقوق تو مار لئے اور جو ہونا تھا ہو چکا اب اُن کے پاس پیسے نہیں لہٰذا حقوق کس طرح ادا کریں اور بہت سے لوگوں کے پاس پیسے تو ہیں لیکن اصحاب حقوق یاد نہیں اور تلاش کرنے سے بھی نہیں مل سکتے۔ ان کو پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں۔ اب یہ لوگ کیا کریں ؟

اس کے بارے میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اس کا حل بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ جو اصحابِ حقوق معلوم ہیں اُن سے جا کر یا بذریعہ خطوط معافی مانگیں اور اُن کو بالکل خوش کر دیں کہ جس سے اندازہ ہو جائے کہ انہوں نے حقوق معاف کر دیئے۔ اگر وہ معاف نہ کریں تو اُن سے مہلت لے لیں۔ اور تھوڑا تھوڑا کما کر اور آمدنی میں سے بچا کر ادا کریں اور اگر ادائیگی سے پہلے اُن میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی اولاد کو ہی باقی ماندہ حق پہنچا دیں۔

اہلِ حقوق میں سے جو لوگ زندہ ہوں لیکن اُن کا پتہ معلوم نہ ہو تو اُن کی طرف سے اُن کے حقوق کے بقدر مسکینوں کو صدقہ دیدیں جب تک ادائیگی نہ ہو صدقہ کرتے رہیں اور تمام حقوق والوں کے لئے خواہ مالی حقوق ہوں اور خواہ آبرو کے حقوق ہوں بہرحال دعائے خیر اور استغفار ہمیشہ پابندی سے کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم تو اسے مفلس سمجھتے ہیں جس کے پاس درہم[1] نہ ہو اور مال نہ ہو۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت کا (حقیقی) مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز نماز اور روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا (یعنی اس نے نمازیں پڑھی ہوں گی اور روزے بھی رکھے ہوں گے زکوٰۃ بھی ادا کی ہوگی) اور (ان سب کے باوجود) اس حال میں (میدانِ حشر میں) آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا۔ اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا (اور چونکہ قیامت کا دن فیصلے کا دن ہوگا) اس لئے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی۔ کچھ اس کی نیکیاں اس حقدار کو دی جائیں گی اور کچھ اس حقدار کو دے دی جائیں گی۔ پھر اگر حقوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو حق داروں کے گناہ اس کے سر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم شریف)

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کر رکھا ہو کہ اس کی بے آبروئی کی ہو یا اور کچھ حق تلفی کی ہو تو آج ہی (اس کا حق ادا کر کے یا معافی مانگ کر) اس دن

---

[1] درہم اس زمانہ میں ایک سکہ تھا جو چاندی کا ہوتا تھا اس کا وزن پاؤ تولہ (یعنی تقریباً تین گرام یا تین ماشہ) کے قریب تھا۔ ۱۲

سے پہلے حلال کرالیوے جس روز نہ دینار ہو گا نہ درہم ہو گا (پھر فرمایا کہ) اگر اس کے کچھ اچھے عمل ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے لے لئے جائیں گے اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم کے سر کر دی جائیں گی۔

(بخاری شریف)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہُوا کہ صرف پیسہ کوڑی دبا لینا ہی ظلم نہیں ہے بلکہ گالی دینا تہمت لگانا، بے جا مارنا، بے آبروئی کرنا، بھی ظلم اور حق تلفی ہے۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم دِیندار ہیں مگر ان باتوں سے ذرا نہیں بچتے۔ یہ یاد رکھو کہ خدا اپنے حقوق کو توبہ و استغفار سے معاف فرما دیتا ہے۔ مگر بندوں کے حقوق جب ہی معاف ہوں گے جب کہ اُن کو ادا کر دے یا اُس سے معافی مانگ لے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ معافی وہ معتبر ہے جو معاف کرنے والا بالکل رضا و رغبت کے ساتھ اپنے نفس کی خوشی سے معاف کر دے۔ دل کے اُوپر اُوپر کی معافی جو مروّت میں کر دی جائے۔ یا یہ سمجھتے ہوئے کوئی شخص معاف کر دے کہ ان کو دینا تو ہے ہی نہیں۔ چلو ظاہری طور پر معاف ہی کر دیں تاکہ تعلقات خراب نہ ہوں۔ تو ایسی معافی کا کچھ اعتبار نہیں۔

☆ احقر[1] سے دہلی میں ایک صاحب نے دریافت کیا کہ میرے ذمّہ بعض عزیزوں کا قرضہ تھا وہ انہوں نے معاف کر دیا۔ تو کیا معاف ہو گیا ؟

مَیں نے کہا جب انہوں نے معاف کر دیا تو آپ کے دل میں تردّد کیوں ہے ؟ آپ کے دل میں تردّد کا ہونا اس بات کی دلیل ہے

[1] راقم الحروف

کہ انہوں نے خوشی سے معاف نہیں کیا۔

پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ معاف کرنے کے بعد انہوں نے کسی سے اس بات کی شکایت تو نہیں کی کہ ہمارے پیسے فلاں شخص نے دبا لئے ؟ کہنے لگے ہاں ! ایسا تو ہُوا ہے۔ میں نے کہا معاف کر دینے کے بعد شکایت کیوں کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یُوں ہی اوپر اوپر سے معافی کے الفاظ کہہ دیئے تھے۔ نفس کی خوشی سے معاف نہیں کیا۔ اور اس طرح کی معافی معتبر نہیں ہے۔ لہٰذا آپ ان کا قرضہ ادا کرنے کے لئے فکر کریں۔

حقوق العباد کے بارے میں

چند تنبیہات

(۱) جو حضرات کسی مسجد یا کسی دوسرے وقف کے متولی ہیں یا کسی مدرسہ کے مہتمم ہیں ان کو اپنے اعمال کا جائزہ لینا سخت ضروری ہے۔ جب وقف کا مال قبضہ میں ہوتا ہے اور عام طور سے چندہ کی رقوم آتی رہتی ہیں۔ ان سب کو وقف کرنے والے کی شروط کے مطابق اور چندہ دینے والوں کی متعین کردہ مد کے مطابق ہی خرچ کرنا لازم ہے۔ بہت سے لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس بارے میں خوفِ آخرت سے بے نیاز ہو کر ایسی ایسی حرکتیں کر گزرتے ہیں جو اُن کے لئے آخرت کا وبال اور عذاب بنتی چلی جاتی ہے۔

مسجد و مدرسہ کے لئے سفیر بن کر چندہ کرنے نکلتے ہیں۔ بہت سے لوگ تو پیسہ دیدیتے ہیں رسید مانگتے ہی نہیں اور بعض حضرات رسید لینے کا اہتمام تو کرتے ہیں لیکن سفیر صاحب کی دیانت پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے رسید کے اس حصہ پر کیا لکھا ہے جو حساب لینے والوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اس طرح سے جو چندہ ہوتا ہے اس میں سے غبن کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ آخرت کی جوابدہی کا یقین نہ ہو تو نفس اور شیطان خیانت کروا ہی دیتے ہیں۔

عیدگاہ یا کسی بڑے اجتماع میں مدرسہ یا مسجد کے لئے چندہ کا اعلان کر دیا گیا۔ اس موقعہ پر رسید نہیں دی جاتی پورا چندہ جمع ہو کر مہتمم یا متولی کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اگر آخرت میں حساب دینے کا تصور نہ ہو تو اس میں سے جتنا چاہیں غبن کر

سکتے ہیں۔ اس کی بعض تلخ داستانیں سُنی گئی ہیں۔

بہت سی جگہ اس کی بھی خلاف ورزی کی جاتی ہے کہ جن حضرات کو خوفِ خدا نہیں وقف کے بہت سے اموال اپنی اولاد یا دیگر افراد خاندان پر یا اپنی ذات پر بلا استحقاق شرعی خرچ کر جاتے ہیں۔

اس قسم کی خیانت اور مساجد و مدارس کے اموال کا غبن کسی شخص واحد کا مال مارنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔ کیونکہ شخص واحد سے معافی مانگ لینا یا ادا کر دینا آسان ہے لیکن عمومی چندہ یا عام مستحقین کی خیانت کرنے کے بعد تلافی کرنا دشوار ترین گھاٹی ہے۔ اگر اللہ توبہ کی توفیق دیدے تو اہل حقوق نامعلوم ہونے کی وجہ سے ان تک حقوق پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں نکل سکتا۔

محض یاد دہانی اور تذکیر کے طور پر یہ باتیں لکھ دی گئی ہیں جو خیر خواہی پر مبنی ہیں اور اجمالی طور پر اشارہ کیا گیا۔ جو حضرات مبتلا ہوں اپنا جائزہ لیں اور اپنا انجام سوچ کر اُس مال میں تصرف کریں جو اُن کا ذاتی نہیں ہے دوسروں پر خرچ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو امین بنایا ہے۔

(۲) سب کو معلوم ہے کہ یتیم کا مال کھانا اور اصولِ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی مِلک میں لے لینا یا اپنے اوپر یا اپنی اولاد کے اوپر خرچ کر دینا سخت گناہ ہے اور حرام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ	"بے شک جو لوگ ناحق یتیموں کے
الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ	مال کھاتے ہیں بس یہی بات ہے کہ وہ
فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ	اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں
سَعِیۡرًا ؕ	اور عنقریب جلتی ہوئی آگ میں
(سورۃ النساء ع ۱)	داخل ہوں گے"

جو لوگ یتیم خانوں کے نام سے ادارے لئے بیٹھے ہیں اور وہ یا اُن کے سفراء چندہ کرتے ہیں وہ لوگ اس آیت کے مضمون پر غور کرلیں اور اپنا حساب اسی دُنیا میں کرلیں۔ شرعاً جتنا حق الخدمت لے سکتے ہیں اس سے زیادہ تو نہیں لے رہے ہیں ؟ خوب غور فرمالیں۔ اگر کوئی غبن کیا ہے تو اس کی تلافی یومِ آخرت سے پہلے کرلیں۔

اور بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یتیم کا مال کھانے کا گناہ انہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جو یتیم خانے چلا رہے ہیں۔ لیکن درحقیقت گھر گھر یتیموں کا مال کھایا جاتا ہے۔ جب کسی شخص کی وفات ہو جاتی ہے اس کی نابالغ اولاد، لڑکے ہوں یا لڑکیاں سب یتیم ہوتے ہیں۔ شرعی اصول کے مطابق میراث تقسیم نہیں کی جاتی یا۔ چچا یا بڑے بھائی کے قبضہ میں مرنے والی کی رقوم اور جائداد جو کچھ ہوتی ہیں اُن میں سے تھوڑا بہت بغیر حساب ان بچوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں اور بعض لوگ تو اُن کے مستحقین پر کچھ بھی خرچ نہیں کرتے اور پوری جائداد پر قبضہ کر لیتے ہیں اور اپنے نام یا اپنی اولاد کے نام کر دیتے ہیں۔ جب یہ یتیم بچے بالغ ہوتے ہیں تو باپ کی میراث میں سے ان کو کچھ نہیں ملتا۔ یہ سب یتیم کا مال کھانے میں داخل ہے۔ اگر کسی نے بہت ہمّت کی اور مرنے والے کی جائداد اور مال تقسیم کر ہی دیا تو اس میں مرنے والے کی بیوی اور بچیوں کو کچھ بھی نہیں دیتے۔ یہ سب بیوہ اور یتیم کا مال کھانے میں شامل ہے۔

(۳) بہت سے دیندار ی کے مدّعی مرنے والے بھائی کی جائداد سے اس کی بیوی کو حصّہ نہیں دیتے بلکہ اُسے مجبور کرتے ہیں کہ تو ہمارے ساتھ نکاح کرلے وہ بے چاری مجبوراً نکاح کرلیتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے شریعت کی پاسداری کرلی۔ حالانکہ نکاح کرلینے سے اس کے شوہر کی میراث سے جو

شرعاً حصّہ اس کو ملا ہے اس کا دبا لینا پھر بھی حلال نہیں ہو جاتا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر عورت کو جائداد میں حصّہ دیدیا گیا تو ہماری زمین کا حصّہ دوسرے خاندان میں چلا جائے گا۔ اگر چلا ہی گیا تو کیا ہُوا۔ بیوہ عورت کا مال مارنے اور آخرت کے عذاب سے تو بچ جائیں گے۔

☆ (۴) ہمارے علاقوں میں رواج ہے کہ میّت کے ترکہ میں سے اس کی لڑکیوں کو حصّہ نہیں دیتے بلکہ بھائی ہی دبا بیٹھتے ہیں جو سراسر ظلم کرتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنا حق مانگتی نہیں ہیں اور معاف کرانے سے معاف بھی کر دیتی ہیں۔

واضح رہے کہ حق نہ مانگنا دلیل اس بات کی نہیں کہ انہوں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور جیسی جھوٹی معافی ہوتی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ ہم کو ملنا تو ہے ہی نہیں لہٰذا معاف ہی کر دیتی ہیں اور اپنا حق طلب کرنے سے خاموش رہتی ہیں۔ اگر ان کا حصّہ بانٹ کر اُن کے سامنے رکھ دیا جائے کہ لو یہ تمہارا حصّہ ہے اور جائداد کی آمدنی جتنی بھی ان کے حصّہ کی ہو اُن کو دیدی جائے اور وہ اس کے باوجود معاف کر دیں تو معافی کا اعتبار ہوگا مجبوری رسمی معافی کا اعتبار نہیں۔

☆ بعض لوگ نفس کو یوں سمجھا لیتے ہیں کہ زندگی بھر اُن کو اُن کی سُسرال سے بُلائیں گے بچوں سمیت آئیں گی کھائیں گی پئیں گی۔ اس سے ان کا حق ادا ہو جائے گا۔ یہ سب خود فریبی ہے۔ اوّل تو اُن پر اتنا خرچ نہیں ہوتا جتنا میراث میں اُن کا حصّہ نکلتا ہے۔ دوسرے صلہ رحمی کرنا ہے تو اپنے پیسہ سے کرو۔ پیسہ اُن کا اور احسان آپ کا کہ ہم نے بہن کو بُلایا ہے اور خرچ کیا ہے۔ یہ کیا صلۂ رحمی ہوئی؟ تیسرے اُن سے معاملہ کرو کیا اس سودے پر وہ راضی ہیں؟

یکطرفہ فیصلہ کیسے فرمالیا ؟

(۵) اسی طرح مہر کو بھی سمجھو کہ رسمی طور پر بیوی کے معاف کردینے سے معاف نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے معاف نہ کردے۔ اگر اس نے یہ سمجھ کر زبانی طور پر معاف کردیا کہ معاف کروں یا نہ کروں ملتا تو ہے ہی نہیں تو اس معافی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے :-

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۔ (نساء)

"سو اگر تمہاری بیویاں نفس کی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو تم اس کو مرغوب اور خوشگوار سمجھتے ہوئے کھالو"

اس بارے میں بھی یہی صورت کریں کہ ان کا مہر ان کے ہاتھ میں دے دیں پھر وہ اپنی خوشی سے بخش دیں اس کو بے تکلف قبول کرلیں۔

(۶) لڑکیوں کی شادی کردی جاتی ہے اور اُن کا مہر والد یا دوسرا کوئی ولی وصول کرلیتا ہے۔ وصول کرلینا اور اس کی ملکیت جانتے ہوئے محفوظ رکھنا یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن لڑکی سے پوچھے بغیر اس کے مال کو اپنے تصرف میں لانا اور اپنا ہی سمجھ لینا پھر اس کو کبھی بھی نہ دینا یا اوپر کے دل سے جھوٹی معافی کرا لینا یہ حلال نہیں ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ صاحب شادی میں جو ہم نے خرچ کیا ہے اس کے عوض یہ رقم ہم نے وصول کرلی یا جہیز میں لگادی۔ حالانکہ والد یا کوئی ولی رواجی اخراجات کرتا ہے عموماً یہ سب کچھ نام کے لئے ہوتا ہے اور بہت سے کام شریعت کے خلاف بھی ہوتے ہیں۔ گانا بجانا اور رنڈی کے ناچ رنگ ہوتے ہیں۔ جہیز بھی دکھاوے کے لئے دیا جاتا ہے اور وہ وہ چیزیں جہیز میں دی جاتی ہیں جو زندگی بھر کبھی کام بھی نہ آئیں۔ سب جانتے ہیں کہ خلافِ شرع

اور دکھاوے کے لئے تو اپنا مال خرچ کرنا بھی حرام ہے۔ پھر بے زبان لڑکی کا مال اس طرح خرچ کرنا کیسے حلال ہو سکتا ہے؟ جو کچھ خرچ کریں موافق شرع کے خرچ کریں اور وہ بھی اپنے مال سے نہ کہ لڑکی کے مہر سے اس کے مال سے خرچ کرنا بلا اُس کی اجازت کے ظلم ہے۔ اس سے پُوچھتے تک نہیں اور اس کا مال اڑا دیتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ وہ خاموش رہتی ہے یہی اجازت ہے تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ رواجی خاموشی مالیات کے بارے میں معتبر نہیں ہے۔ اس کی رقم اس کو دیدو اس پر کسی قسم کا جبر نہ ہو اور بدنامی اور رواج کا ڈر نہ ہو پھر وہ خوشی سے جو کچھ آپ کو دیدے اس کو اپنا سمجھ سکتے ہیں۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ شرعاً شادی میں کوئی خرچہ نہیں ہے۔ ایجاب و قبول سے نکاح ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد رخصت کر دو۔ سواری کا خرچ شوہر دیگا۔ جو اپنی بیوی کو لے جائے گا۔ لڑکی یا اُس کے ولی کے ذمہ کچھ بھی خرچہ نہیں آتا۔ رواجی بکھیڑوں اور نام و نمود کے قصّوں نے خلافِ شرع کاموں میں لگا رکھا ہے۔

یوں کہنے والے بھی ملتے ہیں کہ ہم نے پیدائش سے لے کر آج تک خرچ کیا ہے وہ ہم نے وصول کر لیا۔ یہ بھی جاہلانہ جواب ہے۔ کیونکہ شرعاً آپ پر اس کی پرورش واجب تھی اس لئے آپ نے اپنا واجب ادا کیا جس کی ادائیگی اپنے مال سے واجب تھی اس کا عوض وصول کرنا خلافِ شرع ہے بلکہ خلافِ محبت ہے اور خلافِ شفقت بھی۔ گویا آپ جو کچھ اس کی پرورش پر خرچ کرتے آئے ہیں وہ ایک سودے بازی ہے اور ہے بھی بلا حساب جس کی لکھا پڑھی کچھ نہیں۔ پندرہ بیس سال خرچ کر کے اس کے مال سے وصول کر لیں گے۔ ادھار خرچ کر کے بعد میں وصول کر لینا یہ تو غیر بھی کر دیتے ہیں۔ آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ کون سا سلوک کیا ؟

(۷) بغیر بلائے کسی دعوت میں پہنچ کر کھا لینا حلال نہیں ہے۔ اگر مروت اور لحاظ کی وجہ سے کوئی منع نہ کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس خاموشی کو اجازت سمجھ لینا صریح غلطی ہے اور خود فریبی ہے۔ اگر کوئی شخص چار آدمی بلائے اور پانچواں بھی ساتھ چلا جائے اور صاحبِ خانہ لحاظ میں کچھ نہ کہے تو زائد آدمی کا کھا لینا حرام ہے۔

(۸) بعض لوگ مذاق میں کسی کی چیز لے کر چل دیتے ہیں اور پھر سچ مچ رکھ لیتے ہیں حالانکہ جس کی ملکیت ہوتی ہے وہ خوشی سے اس کو دینے پر راضی نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس طرح لینا حرام ہے۔ اگرچہ صاحبِ خانہ لحاظ میں خاموش رہ جائے۔

(۹) عموماً رواج ہے کہ کسی کے مرجانے پر اس کے مال سے فقراء اور مساکین کی دعوت کرتے ہیں اور اس کے کپڑے وغیرہ خیرات کی نیت سے دیدیتے ہیں حالانکہ ترکہ تقسیم کئے بغیر ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اول تو سب وارث بالغ نہیں ہوتے اور جو بالغ ہوں ان سب کا موجود ہونا ضروری نہیں ان میں بہت سے سفر میں یا ملازمتوں پر پردیس میں ہوتے ہیں۔ مشترک مال میں سب کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا درست نہیں ہے اور رسمی طور سے رواجی اجازت کا اعتبار نہیں ہے۔

مال تقسیم کر کے ہر ایک وارث کا حصّہ اس کے حوالے کر دو۔ پھر وہ اپنی خوشی سے جو چاہے ایصالِ ثواب کے لئے شریعت کے مطابق بلا ریاکاری کے خرچ کر دے اور یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ نابالغ کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہے اگرچہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے اجازت دیدے۔

(۱۰) بہت سے وارثین مرنے والے کے قرضے ادا نہیں کرتے خود ہی

سب دبا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ مرنے والے پر ظلم ہے کہ وہ بے چارہ قرضوں کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے آخرت میں پکڑا جائے گا اور اپنے اوپر بھی ظلم ہے کہ غیر کے مال پر قابض ہو گئے۔

شریعت کا قانون یہ ہے کہ ترکہ سے اولاً کفن دفن کے اخراجات کئے جائیں۔ پھر اس کے قرضے ادا کئے جائیں۔ پھر باقی مال میں سے ⅓ کے اندر اس کی وصیت نافذ کی جائے (اگر اس نے وصیت کی ہو) اور ⅔ مال وارثوں کو شریعت کی تقسیم کے مطابق دیدیا جائے۔ اگر قرض ترکہ سے زیادہ یا ترکہ کی برابر ہو تو کسی وارث کو کچھ بھی نہ ملے گا یہ شریعت کا اصول ہے۔

ہوتا یہ ہے کہ اگر قرضے ادا کر بھی دیئے تو مرنے والے کی وصیت نافذ نہیں کرتے۔ مرنے والے کو اختیار ہے کہ قرضوں سے جو مال بچے اس کے ⅓ میں وصیت کر سکتا ہے۔ جب مرنے والا وصیت کر دے تو وارثوں پر اس کی وصیت نافذ کرنا واجب ہے۔ اس کی وصیت کے بعد جو مال بچے اس کو آپس میں تقسیم کریں۔ البتہ ⅓ سے زائد میں وصیت نافذ کرنا واجب نہیں ہے اور جو وصیت خلاف شرع ہو اس کا نافذ کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے وصیت کی کہ دس ہزار روپے مسجد یا مدرسہ میں دیدیئے جائیں۔ تو ادائیگی قرض کے بعد جو بچے اگر اس کے ⅓ میں اس کی گنجائش ہو تو وصیت کے مطابق مسجد و مدرسہ میں بقدر وصیت کے مال دیدیں۔ اگر ⅓ میں دس ہزار کی گنجائش نہ ہو اور بالغ ورثاء اپنی خوشی سے اپنے حصہ سے دینا گوارا نہ کریں تو جس قدر ⅓ میں ہو سکتا ہو اسی قدر دیدیں خود دبا کر نہ بیٹھ جائیں۔

فائدہ :- اگر مرنے والے پر قرض نہ ہو تو کفن دفن کے بعد جو مال بچے اسی کے ⅓ میں وارثوں پر لازم ہے کہ مرحوم کی وصیت نافذ کر دیں۔ لوگ دکھاوے کے لئے ایصالِ ثواب کے نام سے دیگیں تو کھڑکا دیتے ہیں لیکن وصیت نافذ نہیں

کرتے اور قرضے ادا نہیں کرتے حالانکہ یہ چیزیں مرنے والے کا حق ہیں۔
بہت سے لوگوں پر حج فرض ہو جاتا ہے لیکن سستی کرتے رہتے ہیں اور اتنی تاخیر ہو جاتی ہے کہ مرض الموت دبا لیتا ہے یا اتنا بڑھاپا آجاتا ہے کہ حج کے سفر کے قابل نہیں رہتے۔ ان میں بعض لوگ وصیت کر دیتے ہیں کہ ہماری طرف سے ہمارے مال سے حج کرا دیا جائے۔ ان کے فرض کی ادائیگی کے لئے اُن کی وصیت پورا کرنا اور بعد ادائے قرضہ جات ترکہ کے ⅓ کے اندر ان کی طرف سے حج کرانا فرض ہے۔ وارثوں پر لازم ہے کہ اس کے گھر سے یا جہاں سے ⅓ میں گنجائش ہو حج بدل کے لئے آدمی بھیجیں۔ بعض وارثین پیسہ بچانے کے لئے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ ہی سے حج بدل کرا دیتے ہیں جس میں تھوڑے سے ریال خرچ ہوتے ہیں۔ ایسا کرنے سے مرحوم مرنے والے کی وصیت پوری نہیں ہوتی۔ پیسہ بچا کر خود رکھ لینا حرام ہے۔ اور ایسا کرنے سے حج بدل کے اصول کے مطابق حج نہیں ہوتا۔ چاہیئے تو یہ کہ وصیت نہ کی ہو تب بھی اولاد ماں باپ کی طرف سے ان کے ترکہ سے بلکہ اپنے مال سے حج کرا دے اور ترکے ⅓ سے حج نہ ہو سکتا ہو تو بخوشی اپنے مال سے ملا دے لیکن وصیت ہوتے ہوئے بھی وصیت کے مطابق ان کے حج پر خرچ نہ کرنا بڑا ظلم ہے۔

حقوق العباد کی رعایت بہت ضروری ہے اور اہم فریضہ ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں۔ ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ ہم کس کا حق کہاں اور کیسے دبا رہے ہیں؟ اس لئے ہم نے تفصیل سے یہ چند باتیں لکھ دی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بہت سے لوگ اس خیال میں رہتے ہیں کہ ہم نے حج کر لیا ہے اور سب گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں بندوں کے حقوق معاف ہونے کی بھی دُعا کی تھی اور وہ دُعا قبول ہو گئی تھی اس لئے اگر حقوق کی ادائیگی نہ کی تو کچھ حرج نہیں العیاذ باللہ۔ حدیث کا یہ مطلب سمجھ لینا نفس و شیطان کا کیسا پُر فریب جال ہے۔

ایک حاجی صاحب سے احقر کی مُلاقات ہوتی رہتی تھی اُن کے بعض عزیزوں کا اُن پر مالی حق تھا۔ مَیں توجہ دلایا کرتا تھا کہ آپ وہ حق ادا کریں بوڑھے ہو چکے ہو موت قریب ہے جلد سے جلد سبکدوشی حاصل کرنا لازم ہے۔ اس پر اُنھوں نے ایک دن یہ کہا کہ مزدلفہ میں وقوف کرنے اور دُعا کرنے سے سب حقوق معاف ہو جاتے ہیں۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ آپ نے حدیث کا مطلب غلط سمجھا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حج کرنے سے سارے حقوق العباد ختم ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم حج کرنے کے بعد اور خاص کر وہ صحابہ جنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تھا لوگوں کے اموال مار لیا کرتے اور خوب غصب کرتے اور بے جا لوگوں کی مار پٹائی کیا کرتے اور اس یقین پر کہ سب کچھ معاف ہے خوب لوگوں کے حق مارتے اور خیانتیں کرتے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو حدیث کا یہ مطلب نہیں سمجھا کہ دیدہ دانستہ لوگوں کے حق مار لو اور قدرت ہوتے ہوئے نہ حقوق کی ادائیگی کرو اور نہ معافی مانگ کر معاملہ صاف کرو۔ پھر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد سے لے کر آج تک

محدثین نے یا ائمہ مجتہدین نے یا کسی بھی مذہب کے کسی فقیہ یا مفتی نے یہ نہیں بتایا کہ حقوق اور مظالم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے موت سے پہلے ایک حج کرلو نہ کسی کو کچھ دینا پڑے گا نہ معافی مانگنی پڑے گی نہ قرضوں کی ادائیگی کی ضرورت ہوگی۔ اگر کسی جاہل نے حدیث کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ حقوق دباؤ اور مال مارو، لوگوں پر اچھی طرح ظلم ڈھاؤ۔ پھر ایک حج کرکے سب سے پاک صاف ہو جاؤ تو اس کی اپنی جہالت ہے۔ اگر ایسا ہو تو کوئی آدمی ہر سال ایک لاکھ روپیہ مختلف طریقہ سے غبن، خیانت، چوری قرض داری وغیرہ کے ذریعے حاصل کرلیا کرے پھر بیس ہزار خرچ کرکے حج کرلیا کرے اور آخرت کی گرفت سے بالکل مطمئن ہو کر اسّی ہزار کا نفع کمالیا کرے۔ شیطان بڑا استاد ہے کیسی کیسی پٹی پڑھاتا ہے۔

حدیث کا مطلب صرف اتنا ہے کہ عرفات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں یہ دُعا کی کہ "اے رب! آپ اگر چاہیں تو مظلوم کو جنّت دے دیں اور ظالم کی مغفرت فرمادیں"۔ یہ دُعا عرفات میں قبول نہیں ہوئی پھر صبح کو مزدلفہ میں پھر یہ دعا کی تو دُعا قبول ہو گئی۔ حدیث سنن ابن ماجہ میں مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں :-

قَالَ اَیْ رَبِّ اِنْ شِئْتَ اَعْطَیْتَ الْمَظْلُوْمَ مِنَ الْجَنَّۃِ وَ غَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ یُجَبْ عَشِیَّتَہٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَۃِ اَعَادَ الدُّعَاءَ فَاُجِیْبَ اِلٰی مَا سَاَلَ ط

اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ جو بھی کوئی شخص حج کرے گا اُس کے ذمہ جتنے بھی لوگوں کے حقوق اور قرضے ہوں گے اور جو کچھ بھی مظالم کئے ہوں گے وہ سب حج کرنے سے معاف ہو جائیں گے اور آخرت میں کوئی پکڑ اور حساب و کتاب اور لینا دینا نہ ہوگا۔ حدیث میں تو صرف اتنی بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے ظلم والے کی معافی کے لئے یہ قانون پاس کرا دیا کہ اللہ چاہے تو مظلوم کو اپنے پاس سے دیدے اور ظالم کی مغفرت فرما دے۔ معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر دار و مدار ہے۔ اللہ جس کے ساتھ چاہے گا ایسا احسان فرما دے گا اور یہ اللہ کا فضل جس کو چاہے شامل ہو سکتا ہے۔ سورۂ نساء میں ارشاد ہے :-

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ

"بے شک اللہ اس چیز کی مغفرت نہیں فرمائے گا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا جسکو چاہے گا بخش دے گا"

حدیث میں بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو اپنے پاس سے حقوق عنایت فرما کر ظالم کو ضرور بالضرور بخش ہی دے گا۔

بات تو اللہ کی مشیت ہی کی رہی وہ چاہے بخشے چاہے نہ بخشے، پھر یہ یقین کامل کہاں سے حاصل ہو گیا کہ جو بھی حج کر لے سارے حقوق اور قرضے اور مظالم بلا خوف و خطر معاف ہو جائیں گے۔

یہ تو بحث ہے حدیث کے مضمون کے متعلق جو اس کے الفاظ سے اچھی طرح واضح ہے لیکن ساتھ ہی حدیث کی سند بھی دیکھنی چاہیئے۔ حدیث کی سند میں عبداللہ بن کنانہ راوی ہے۔ اس کے بارے میں محشی سنن ابن ماجہ علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے زوائد ابن ماجہ سے نقل کیا ہے "قال البخاری لم یصح حدیثہ" (یعنی امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ ان کی روایت کردہ حدیث صحیح نہیں ہے) اور حافظ ابن جوزی نے عبداللہ بن کنانہ کے والد کنانہ کے بارے میں کہا ہے۔ "منکر الحدیث جداً" اور کنانہ کی وجہ سے اُنھوں نے حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ اگر موضوع نہیں تو ضعف سے پھر بھی خالی نہیں ہے۔

ایسی ضعیف حدیث کو بنیاد بنا کر لوگوں کے مال مارنا اور حقوق دبانا اور

حج کر کے اپنے کو پاک صاف کر لینا بہت بڑی غفلت اور نادانی اور فریب نفس ہے۔ اور کیا ذخیرۂ حدیث میں یہی ایک حدیث ہے جسے بعض محدثین نے موضوع اور بعض نے ضعیف کہا ہے؟ کثیر تعداد میں جو احادیث حقوق العباد کی تلافی کرنے کے بارے میں آئی ہیں ان کو کیوں بھلا رہے ہیں؟ کسی کی غیبت کرنے، کسی پر تہمت باندھنے یا آبرو ریزی کرنے یا قرضہ لے کر ادائیگی کا انتظام کئے بغیر مر جانے اور شریکوں کے آپس میں خیانت کرنے، اور کسی کی زمین دبا لینے یا کسی بھی طرح ظلم کرنے کے بارے میں جو صحیح السند احادیث میں وعیدیں وارد ہوئی ہیں ان کی طرف سے قصداً غافل ہو جانے سے کیا آخرت میں چھٹکارہ ہو جائے گا؟

اس طرح کی روایات ہم نے اپنی کتاب "کسب حلال اور ادائے حقوق"، میں لکھ دی ہیں اس کا مطالعہ کیا جائے۔

بہت سے لوگ مُرید ہو کر بھی غافل ہیں

مرید ہونے کی ضرورت کیا ہے؟ عموماً لوگ اس ضرورت ہی سے ناواقف ہیں۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی رواجی طور پر مرید ہو جاتے ہیں، اور کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کے دن پیر صاحب ہماری سفارش کر دیں گے۔ اس سے زیادہ کسی چیز کا تصور پیروں کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں عموماً نہیں پایا جاتا۔ بھلا بے عمل خلافِ شرع پیر کیا سفارش کر سکتے ہیں؟

مرید ہوتے وقت جو کسی شیخ کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہیں اس توبہ کے لوازم کا پورا کرنا لازم ہے (ان لوازم کا ذکر پیچھے گزر چکا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی جائے) اگر مرید ہوئے اور فرائض کا اہتمام نہ کیا، گناہوں

سے نہ بچے اور حرام وحلال کی تمیز نہ کی۔ حرام مال کماتے رہے یا حرام جگہ خرچ کرتے رہے یا لوگوں کے حقوق دباتے رہے۔ یا مال مارتے رہے تو ایسی مریدی والی توبہ سچی نہیں ہے۔

شیخ کے ہاتھ پر توبہ کر لینے کے بعد حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ نہ ہونے کا باعث یہ بھی ہے کہ عموماً بہت سے پیر جو آباؤاجداد کی گدیاں سنبھالے بیٹھے ہیں خود ہی فکرِ آخرت سے خالی ہیں، خالص دنیا دار ہیں۔ مال جمع کرنے کو مقصد زندگی بنا رکھا ہے۔ پیری مریدی بھی ایک دھندہ ہے جو کسب مال کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے فکرِ آخرت کے بجائے محبتِ دنیا میں اضافہ ہوتا ہے۔

مرید ہونے کا ارادہ کریں تو اول لازم ہے کہ ایسا مُرشد تلاش کریں جو شریعت کا پابند ہو اور آخرت کا فکر مند ہو۔ دنیا دار نہ ہو، دنیا سے محبت نہ رکھتا ہو۔ گناہوں سے بچتا ہو اور اس کے پاس بیٹھنے سے آخرت کی فکر بڑھتی ہو اور گناہ چھوٹتے ہو، نیکیوں کی رغبت ہوتی ہو۔ حرام سے بچنے کی طرف اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف طبیعت چلتی ہو اور فرائض وشرعی احکام کی طرف رغبت ہوتی ہو۔ اگر کوئی شخص مرید کرتا ہو لیکن فرائض وحقوق کا خیال نہ رکھتا ہو۔ اس کی زندگی گناہوں والی ہو تو اس قابل نہیں ہے کہ اس سے مرید ہوں۔ اس شخص سے دُور بھاگنا واجب ہے ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

تیسرا باب

استغفار کے فضائل

اس باب میں استغفار کے فضائل اور دینی و دنیاوی فوائد و منافع اور اس کے خصوصی مواقع ذکر کیے جاتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ توبہ کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اور استغفار کا معنیٰ ہے مغفرت طلب کرنا یعنی معافی مانگنا۔ حاصل دونوں کا ایک ہی ہے۔ زبان سے توبہ کے الفاظ ادا ہوں یا استغفار کے۔ اگر دل کی ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے پختہ عہد اور عزم کے ساتھ ہوں تو یہی توبہ ہے۔ اور اصلاح حال نیز تلافی و تدارکِ حقوق اللہ و حقوق العباد اس کے لوازم میں سے ہے۔ جیسا کہ بابِ اول اور بابِ دوم میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِستغفار کی کثرت محمود و محبوب ہے۔ گناہوں کی معافی کے عظیم فائدہ کے ساتھ استغفار کے اور بھی دینی و دنیاوی منافع ہیں۔ اگر حضورِیِ قلب کے بغیر بھی استغفار ہو تب بھی نفع سے خالی نہیں۔ جو شخص کثرت سے استغفار میں لگے اسے جہاں کثرتِ ذکر اللہ کی دولت ملے گی وہاں استغفار کے دیگر فوائد کثیرہ سے بھی مالا مال ہوگا۔

اس اجمال کی تفصیل اس باب کی احادیثِ شریفہ سے معلوم ہوگی۔ واللہ الموفق والمعین۔

گناہوں کی مغفرت کے لئے استغفار

(۲۰) وَعَنْ اُمِّ عِصْمَةَ الْعَوْصِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعْمَلُ ذَنْبًا اِلَّا وَقَفَ الْمَلَكُ ثَلٰثَ سَاعَاتٍ فَاِنِ اسْتَغْفَرَ مِنْ ذَنْبِهٖ لَمْ يَكْتُبْهُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُعَذِّبْهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد کما فی الترغیب ۔ ج ۲ ص ۴۶۹

"حضرت اُمِّ عصمت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے تو (جو) فرشتہ (اس کے لکھنے پر مامور ہے وہ) تین گھڑی (یعنی کچھ دیر) توقف کرتا ہے۔ پس اگر استغفار کر لیا تو وہ گناہ اس کے اعمالنامہ میں نہیں لکھتا اور اس پر اللہ تعالےٰ اس کو قیامت کے دن عذاب نہ دے گا۔"

(مستدرک حاکم)

تشریح اس حدیث پاک میں اللہ جلّ شانہٗ کی ایک بہت بڑی شان کریمی بیان فرمائی ہے اور وہ یہ کہ جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو گناہوں کا اندراج کرنے والا فرشتہ اس گناہ کو لکھنے سے توقف کرتا ہے اور انتظار کرتا ہے کہ یہ اس گناہ سے استغفار کرتا ہے یا نہیں؟ اگر اُس نے استغفار کر لیا تو وہ فرشتہ اس گناہ کو نہیں لکھتا۔ نہ فرشتہ لکھے گا نہ قیامت میں اس گناہ کی پیشی ہوگی نہ اس پر عذاب ہوگا۔ اللہ جلّ شانہٗ کی کتنی بڑی مہربانی ہے۔ ایک نیکی کی کم از کم دس گنتی لکھی جاتی ہے اور گناہ ہو جائے تو اوّل تو فرشتہ لکھنے میں دیر لگاتا ہے بندہ کے استغفار کا انتظار کرتا ہے۔ اگر استغفار کر لیا تو اس کا لکھا جانا ہی ختم ہوا اور اگر استغفار نہ کیا تو ایک گناہ ایک ہی لکھا جاتا

ہے۔ پھر صغیرہ گناہ حسنات کے ذریعہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے ہر وقت رحمتِ حق کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اللہ بڑا حلیم و کریم اور ستّار و غفّار ہے۔ اس کی شانِ کریمی کو جانتے ہوئے بھی کوئی شخص گناہ کی مغفرت کرلئے بغیر مر جائے تو بڑے خسارہ کی بات ہے۔

وہ شخص عمدہ حالت میں ہے جو اپنے صحیفہ میں استغفار کی کثرت پالئے

(۲۱) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا ۔ رواہ ابن ماجہ واسنادہ صحیح کما فی الترغیب ص۲۶۸ ج۲ وفی حاشیۃ السندی وفی الزوائد اسناد صحیح ورجالہ ثقات۔

”حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہت عمدہ حالت ہے اس شخص کے لئے جو (قیامت کے دن) اپنے اعمالنامہ میں کثیر استغفار پائے“۔

تشریح اس حدیث میں کثرت سے استغفار کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جس نے اپنے صحیفہ میں استغفار زیادہ تعداد میں پایا اس کے لئے عمدہ حالت کی خوش خبری ہے۔ کیونکہ ایسا شخص بہت نفع میں رہے گا اور کیوں اس کی حالت عمدہ نہ ہوگی جبکہ استغفار سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ اعمالِ صالحہ کی کوتاہی بھی دُور ہوتی ہے۔ اعمال کی اصلاح بھی ہوتی ہے جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ العزیز اسی باب کی احادیث سے معلوم ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جس نے دنیا میں زیادہ استغفار کیا ہوگا وہی قیامت کے دن اپنے اعمال نامہ میں زیادہ استغفار پائے گا۔

اعمالنامہ کے اوّل وآخر استغفار لکھا ہوا ہونیکا عظیم نفع

(۲۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ حَافِظَیْنِ یَرْفَعَانِ اِلَی اللّٰہِ فِیْ یَوْمٍ فَیَرٰی تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ اَوَّلِ الصَّحِیْفَۃِ اِسْتِغْفَارًا وَفِیْ اٰخِرِھَا اِسْتِغْفَارًا اِلَّا قَالَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ مَابَیْنَ طَرَفَیِ الصَّحِیْفَۃِ۔

رواہ البزار وفیہ تمام بن بخیح وثقہ ابن معین وغیرہ وضعّفہ البخاری وغیرہٗ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح کما فی مجمع الزوائد ص ۲۰۸ ج ۱۔

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نگرانی کرنے والے دو فرشتے (یعنی اعمال لکھنے والے) کسی بھی دن جب اللہ جلّ شانہٗ کے حضور (کسی کا اعمال نامہ) پیش کرتے ہیں اور اس کے اوّل اور آخر میں استغفار لکھا ہوتا ہے تو اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے اپنے بندہ کا وہ سب کچھ بخش دیا جو اس اعمال نامہ کے اول و آخر کے درمیان ہے۔“

(بزار)

تشریح جو فرشتے اعمال لکھنے کے لئے مقرر ہیں نماز فجر اور نماز عصر میں بدلتے ہیں۔ فجر میں رات والے چلے جاتے ہیں اور دن والے آجاتے ہیں اور عصر میں دن والے چلے جاتے ہیں اور رات والے آجاتے ہیں۔ یہ فرشتے جب بارگاہِ الٰہی میں بندوں کے اعمال نامے پیش کرتے ہیں تو ان میں بعض ایسے

اعمال نامے بھی ہوتے ہیں جو استغفار سے شروع ہوتے اور استغفار پر ختم ہوتے۔ اور یہ اسی شخص کے اعمال نامہ میں ہوگا جس نے صبح شام اپنے اعمال کی ابتداء استغفار سے کی ہوگی۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ جس اعمال نامہ کی ابتدا اور انتہا استغفار سے ہے اس اعمال نامہ والے کی مغفرت کی جاتی ہے اگرچہ اس کے اوّل و آخر کے درمیان گناہ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اوّل و آخر کے استغفار سے درمیانی گناہ معاف ہو گئے۔

اِنَّہٗ ھُوَ الغفار التواب ۔

جو استغفار کرتا رہے وہ گناہ پر اصرار کرنیوالوں میں شمار نہیں ہے

(۲۳) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَا اَصَرَّ مَنِ اَسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی اَلْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً ۔ رواہ الترمذی و ابوداؤد کما فی المشکوٰۃ ص۲۰۴)

(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار کرتا رہے وہ ان لوگوں میں شمار نہیں ہے جو گناہوں پر اصرار کرنیوالے ہیں اگرچہ ایک دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے (ترمذی و ابوداؤد)

تشریح گناہ کرنا وبال ہے اور مؤاخذہ و عذاب کا سبب ہے اور بار بار گناہ کرنا اور زیادہ بغاوت اور سرکشی کی بات ہے۔ اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا اس کو کبیرہ بنا دیتا ہے، لیکن اگر استغفار کا سلسلہ جاری رہے تو گناہ پر اصرار کرنے والوں میں شمار نہ ہوگا۔

اس حدیث میں مضمون بالا ارشاد فرمایا ہے اور اس میں ایک اور نکتہ بھی

ہے۔ وہ یہ کہ بار بار نادم ہوگا اور استغفار کرے گا تو کچھ دن میں گناہ چھوٹ ہی جائیں گے کیونکہ استغفار کی وجہ سے اللہ جل شانہٗ کی مدد بھی ہوگی اور نفس بھی گناہ کرنے سے شرمانے لگے گا۔

اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد کہ میں اپنے بندوں کو بخشتا ہی رہوں گا

(۲۴) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَالَ وَعِزَّتِکَ یَارَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِیْ عِبَادَکَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ اَجْسَادِھِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَھُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ۔

رواہ احمد کما فی المشکوٰۃ ص۲۰۴
وقال المنذری فی الترغیب ص۶۷، ج۴
رواہ احمد والحاکم من طریق دراج
وقال الحاکم صحیح الاسناد۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ شیطان نے کہا کہ اے رب! قسم ہے تیری عزت کی میں تیرے بندوں کو بہکاتا ہی رہوں گا جب تک کہ اُن کی رُوحیں ان کے جسموں میں رہیں گی، اس پر اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال اور رتبۂ بلند کی قسم ہے میں ان کو بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔"

تشریح شیطان انسان کا بہت بڑا دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ دوزخ میں جائیں اور عذاب بھگتیں۔ جب اللہ جلّ شانہٗ نے اس کو راندۂ درگاہ

فرمایا اور اس کو ملعون قرار دے دیا تو اس نے قیامت کے دن تک زندہ رہنے کی مہلت مانگی۔ جب اُسے وقتِ معلوم تک مہلت دیدی گئی تو کہنے لگا کہ میں آدم کی اولاد کو ورغلاؤں گا بہکاؤں گا اور راہِ حق سے ہٹاؤں گا۔* وہ اپنی بات پر ڈٹا ہُوا ہے اس کی ذرّیت جو کہ کروڑوں کی تعداد میں ہے اسی بہکانے ورغلانے اور گناہ کرانے کے کام پر لگی ہوئی ہے اور حق یہ ہے کہ اُس نے اور اس کی ذرّیت نے اپنی کرنی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ انسان بھی عجیب ہے جو اپنی حماقت اور بیوقوفی سے گناہ کرتا ہے اور اپنے دشمن کی بات مانتا ہے۔

جب شیطان نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ جب تک ان میں دم رہے گا ان کو بہکاتا ہی رہوں گا تو اللہ جلّ شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کو بخشتا رہوں گا جب تک استغفار کرتے رہیں گے۔

شیطان اول ایمان قبول کرنے نہیں دیتا، چاہتا ہے کہ لوگ کفر پر مریں اور ہمیشہ عذاب میں رہیں اور جو لوگ مسلمان ہیں ان کو بھی کفر کے وسوسوں میں مُبتلا کرتا ہے اور کم از کم صغیرہ و کبیرہ گناہوں پر تو آمادہ کر ہی دیتا ہے۔ انسان پر لازم ہے کہ اپنے دشمن سے چوکنا رہے۔ اس کی بات نہ مانے، اپنے نفع و نقصان کو سمجھے۔ اگر گناہ ہو جائے تو توبہ و استغفار میں لگے تاکہ شیطان ذلیل ہو اور گناہ گار کی بخشش دیکھ کر جلتا رہے۔

دل کی صفائی کے لئے استغفار کرنا

(۲۵) وَعَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ	حضرت اغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ

لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِىْ وَاِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِى الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔ (رواہ مسلم کما فی المشکوٰۃ صد ۲۰۳)

میرے دل پر مَیل آجاتا ہے اور بلاشبہ مَیں ضرور اللہ تعالیٰ سے روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔" (مسلم)

تشریح یہ جو آپ نے فرمایا کہ میرے دل پر مَیل آجاتا ہے اس کے بارے میں علماءِ محققین اور عارفین کاملین نے کئی باتیں لکھی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جہاد وغیرہ کے انتظامی امور اور اُمّت کی مصالح کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے جو ذرا سا دل بٹ جاتا اور حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف توجہ میں جو تھوڑا سا فرق آجاتا تھا (جو بلا شرکت غیرے ہونی چاہیئے) اس کو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مَیل سے تعبیر فرمایا۔ گو اُمّت کی مصالح کی طرف متوجّہ ہونا اور امورِ جہاد کا انجام دینا بھی بہت بڑی عبادت ہے۔ لیکن اس میں لگنے کی وجہ سے جو بارگاہِ ربوبیت کی حاضری بلا شرکتِ غیرے میں جو کمی آگئی ہے اور اس سے جو دل متاثر ہُوا اس اثر کو مَیل فرمایا۔ اس کو زائل فرمانے کے لئے آپؐ استغفار کیا کرتے تھے۔

جب حضور اقدس صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے اپنے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ میرے دل پر مَیل آجاتا ہے اور اس کو استغفار سے دھوتا اور صاف کرتا ہوں تو ہم لوگوں کو کس قدر استغفار کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اس کو خوب غور کریں اور استغفار کی طرف متوجّہ ہوں۔ کیونکہ ہم تو سراپا گناہوں میں لت پت اور خطاؤں میں ملوّث ہیں۔ ہم کو تو زیادہ سے زیادہ استغفار میں مشغول ہونا لازم ہے۔

(۲۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَةٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوَ قَلْبَهٗ فَذٰلِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی: کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝

(رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ و قال الترمذی ہذا حدیث صحیح کما فی المشکوٰۃ ص ۲۰۴)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب مومن بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے۔ پس اگر توبہ و استغفار کر لیتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر توبہ و استغفار نہ کیا بلکہ گناہوں میں بڑھتا چلا گیا تو یہ (سیاہ داغ) بھی بڑھتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے دل پر غالب آجائے گا۔ پس یہ داغ ہی وہ ران ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا "کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ" (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

تشریح یہ سورہ مطففین کی آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔"

حضرت اَغرّ مُزَنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے دل پر میل آجاتا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی وجہ سے دل پر زنگ آجاتا ہے۔ دل کا میل اور دل کا زنگ دور کرنے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کو تجویز فرمایا۔ دل کی صفائی ستھرائی کے لئے استغفار نسخۂ کیمیا ہے، دل کو

گناہوں کی آلائش سے صاف کرنا لازم ہے۔ لہٰذا اگر کبھی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ و استغفار کریں۔ جو لوگ توبہ و استغفار کی طرف متوجہ نہیں ہوتے گناہوں کی وجہ سے ان کے دل کا ناس ہو جاتا ہے۔ پھر نیکی بدی کا احساس تک نہیں رہتا اور اس احساس کا ختم ہو جانا بدبختی کی علامت ہے۔

لوگوں سے کثرت سے ملنا جلنا خاص کر فاسقوں اور فاجروں کے پاس اٹھنا بیٹھنا دل کی خرابی کا باعث ہے۔ عوام کے مجمعوں سے گریز کریں۔ اگر سفر وغیرہ میں کہیں اُن کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا پڑ جائے تو استغفار کرتے رہیں اور اُن سے جدا ہونے کے باوجود بھی استغفار جاری رکھیں تاکہ دل پر جو غلط اثرات ہوتے ہیں وہ زائل ہو جائیں۔

اصلاح اعمال کے لئے استغفار میں لگیں

(۲۷) وَعَنْ حذیفۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قَالَ کُنْتُ ذَرِبَ اللِّسَانِ عَلٰی اَهْلِی قُلْتُ: یارسول اللّٰہ قَدْ خَشِیْتُ اَنْ یُّدْخِلَ لِسَانِی النَّارَ قَالَ: این انت مِنَ الاستغفار؟ اِنِّی لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِی الیومِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قال ابو اسحاق فذکرتُ لذلک لابی بردۃ فقال واتوب الیہ (اخرجہ الحاکم ج ۱ ص ۱۱۵) وقال صحیح علی شرط الشیخین و اقرہ الذہبی۔

"حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں اپنے گھر والوں سے فحش کلامی کے ساتھ پیش آتا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ڈر ہے کہ میری زبان مجھے دوزخ میں داخل نہ کر دے۔ آپ نے فرمایا تم استغفار سے کیوں دور ہو؟ میں روزانہ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔" (مستدرک حاکم)

تشریح اس حدیث میں زبان کی اصلاح کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے اعمال کی اصلاح ہوتی ہے اور اعضاء و جوارح صحیح طریقہ پر کام کرتے ہیں۔

تکمیل اعمالِ صالحہ کے لئے استغفار کرنا

(۲۸) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عنه قال: كان رسول الله صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم اذا انصرف من صلوٰتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَقَالَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ رواہ مسلم کما فی المشکوٰۃ ص ۸۸۔

"حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو تین بار استغفار کرتے تھے اور یوں دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے تو بابرکت ہے اے جلال اور اکرام والے۔"

(۲۹) عَنْ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلٰوتِيْ قَالَ: قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا بتائیے جو میں نماز میں مانگا کروں۔ آپ نے فرمایا یوں کہو کہ اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا۔

الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ	اور گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا
مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ	ہے، لہٰذا تو مجھے اپنی مغفرت کے
وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ	ذریعہ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما
الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ	بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان
رواہ البخاری ومسلم کما فی المشکوٰۃ	ہے "۔
ص۸۳	(بخاری ومسلم)

تشریح حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیر کر تین بار استغفار کرتے تھے۔ بظاہر یہاں استغفار کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ کوئی بے جا کام نہیں کیا جس سے معافی مانگی جائے بلکہ نماز پڑھی ہے جس کے بعد استغفار ہو رہا ہے۔ نماز بھی کس نے پڑھی ہے؟ سیّد المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے! جن کی نماز کی خوبی اور خشوع وخضوع نیز اخلاص واحسان میں کوئی شک نہیں۔

دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں دعا کرنے کے لئے کوئی دعا پوچھی تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک دعا بتا دی۔ یہ دعا معروف ومشہور ہے۔ اکثر نماز کی کتابوں میں لکھی ہے اور بہت سے نمازی تشہد اور درود کے بعد اس کو پڑھتے بھی ہیں اس میں نماز کے اندر نماز سے فارغ ہونے کے قریب مغفرت طلب کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور اس کی ابتداء یہاں سے ہے کہ "اے رب! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے"۔ پڑھی ہے نماز، وہ بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے۔ اور اقرار ہو رہا ہے جان پر ظلم کرنے کا، اس میں کیا بھید ہے؟ یہ غور کرنے کی چیز ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی بارگاہ عالی بہت بلند ہے۔ اس کے شایانِ شان

کسی سے عبادت ہو ہی نہیں سکتی۔ عبادت میں جو کوتاہی رہ جائے استغفار سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد استغفار کرتے تھے اور قرآن مجید میں عرفات سے واپس ہو کر استغفار کرنے کا حکم ہے۔ حج کیا ہے اور اس کے بعد استغفار کا حکم ہوا ہے۔ اس میں بھی کوتاہی کی تلافی کا راز ہے۔

صحیح طریقہ یہی ہے کہ عبادت کئے جاؤ اور استغفار کئے جاؤ اسی میں خیر ہے صالحین کا یہی طریقہ ہے جو اُن کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع میں نصیب ہُوا ہے۔ گناہ ہو جانے پر تو سبھی توبہ و استغفار کرتے ہیں اور مخلصین کاملین نیکی کر کے استغفار کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید المعصومین ہیں ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ اللہ کے سب سے زیادہ مقرب بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے جو کچھ آپ کو عطا فرمایا کسی مخلوق کو نہیں دیا۔ آپ راتوں رات نماز میں کھڑے رہتے تھے حتیٰ کہ مبارک قدموں پر ورم آ گیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بلند کرنے کے لئے بڑی بڑی محنتیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا :-

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ	"سو آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے
وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ	اور اس سے مغفرت کی درخواست کیجئے
تَوَّابًا ۚ	بیشک وہ بڑا توبہ قبول فرمانیوالا ہے"

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے استغفار کرتے تھے۔ ہم سب کو بھی آپؐ کا اقتداء لازم ہے۔ اچھی سے اچھی نیکی کرو اور استغفار میں لگے رہو اور یہ یقین کرو کہ ہم کیسی ہی عبادت کر لیں اس میں کوتاہی ضرور رہ جائے گی۔ اور اللہ تعالےٰ کی بارگاہِ عالی کے لائق تو عبادت ہو ہی

نہیں سکتی [1]

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش
عذر بدرگاہِ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش
کس نتواند کہ بجا آورد
(سعدیؒ)

وضو کے بعد استغفار کرنا

(۳۰) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ کُتِبَ فِیْ رَقٍّ ثُمَّ جُعِلَ فِیْ طَابِعٍ فَلَمْ یُکْسَرْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط ورواتہ

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرکے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ پڑھ لے تو یہ الفاظ ایک مہر شدہ ظرف میں محفوظ کرکے عرش کے نیچے رکھ دیئے جائیں گے پھر قیامت تک یہ مُہر نہ توڑی

---

[1] ترجمہ:- بندہ وہی بہتر ہے جو بارگاہِ خداوندی میں اپنے قصوروں کی معذرت پیش کرتا ہے ورنہ اس کی مقدس ذات کے لائق عمل کرکے کوئی بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا ۔ ۱۲

رواہ الصحیح واللفظ لہ ورواہ النسائی و
جائے گی ۔"
قال فی آخرہ ختم علیھا بخاتم
(طبرانی ونسائی)
فوضعت تحت العرش فلم تکسر الی یوم القیامۃ وصوب
وقفہ علی ابی سعید کذا فی الترھیب والترغیب ج ۱ ص ۱۲۲) قلت
الموقوف فی مثل ھذا فی حکم المرفوع ۔

تشریح وضو ایک نیک عمل ہے جو صحتِ صلوٰۃ کے لئے شرط ہے کوئی نماز بلا وضو نہیں ہو سکتی اور وضو کے ذریعہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو ہاتھوں پاؤں اور آنکھوں اور کانوں اور ناک سے نکل جاتے ہیں ۔ جیسا کہ احادیث شریفہ میں وارد ہوا ہے اس کے باوجود وضو کے بعد کی دعائیں توبہ و استغفار کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ وضو میں کوئی بھی کمی سُنّت یا مستحب کے خلاف عمل کرنے سے ہو گئی ہو اس کی تلافی بھی ہو جائے ۔ جب کسی نے وضو کر کے مذکورہ بالا الفاظ پڑھ لئے تو یہ الفاظ لکھ لئے جائیں گے ۔ پھر مُہر لگا کر عرشِ الٰہی کے نیچے محفوظ کر دیئے جائیں گے ۔ ان کی مہر قیامت کے دن کھلے گی اور اس دن یہ کلمات پڑھنے والے کو کام دیں گے اور نجات کا سامان بنیں گے ۔ وضو کے بعد اور دعائیں بھی وارد ہوئی ہیں ۔ ان کے لئے "فضل مبین"، شرح حصن حصین ملاحظہ فرمائیں ۔

قضائے حاجت کے بعد استغفار کرنا

(۱۳۱) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر آتے تھے تو غُفْرَانَکَ کہتے تھے

قَالَ غُفْرَانَكَ ۔ رواہ الترمذی
وابن ماجہ والدارمی کما فی المشکوٰۃ
(ص ۳۴) وصححہ النووی فی کتاب الاذکار۔

(ترمذی - ابن ماجہ، دارمی)

تشریح قضائے حاجت کے بعد بیت الخلاء سے باہر آکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غُفْرَانَكَ کہتے تھے۔ یعنی اللہ جل شانہٗ سے مغفرت طلب کرتے تھے۔ بظاہر سوال پیدا ہوتا ہے کہ قضائے حاجت کرنا کوئی گناہ نہیں ہے پھر اس کے بعد مغفرت کا کیوں سوال کیا گیا؟ اس سوال کو حل کرنے کے لئے اہل علم نے متعدد امور لکھے ہیں :۔

اوّل : یہ کہ جتنی دیر بیت الخلاء میں رہنا ہوا زبان سے اللہ جل شانہٗ کا ذکر نہ کیا اور اس ذکر کی کوتاہی کی تلافی استغفار سے فرمائی ۔

دوم :۔ یہ کہ اللہ جل شانہٗ نے جو کھانے کی نعمت عطا فرمائی پھر اس کو معدہ میں پہنچا دیا اور بدن میں لگا دیا۔ پھر اس کا فضلہ آسانی سے باہر نکال دیا۔ ان نعمتوں کے شکریہ میں جو کوتاہی ہوئی اس کی تلافی استغفار سے کر دی ۔

سوم :۔ یہ کہ جب اپنی ظاہری ناپاکی کی طرف ذہن جائے گا تو اس سے باطنی نجاست یعنی گناہوں کی طرف ذہن منتقل ہو گا۔ استحضار ہو جانے پر استغفار کرنے کی تعلیم دی گئی ۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اعلم ۔

بیت الخلاء آنے جانے کی دعائیں ہماری کتاب "فضائل دعا" میں ملاحظہ فرمائیں ۔

ہر مجلس میں استغفار کرنا

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ مِائَةَ مَرَّةٍ ؕ	(۳۲)
رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجه کما فی المشکوٰۃ ص ۲۰۵ ۔	

(۳۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ بلاشبہ ہم ہر مجلس میں یہ شمار کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سو مرتبہ یہ الفاظ ادا فرماتے ہیں رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ ۔

تشریح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کثرت سے استغفار کرتے تھے ۔ جس کا متعدد احادیث میں ذکر ہے ۔ آپ تو معصوم تھے پھر بھی اس قدر استغفار کی طرف آپ کی توجہ تھی ۔ اس حدیث میں ہے کہ آپؐ ہر مجلس میں سَو مرتبہ کلماتِ بالا ادا فرماتے تھے اور حدیث ۲۶ و حدیث ۲۸ میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں روزانہ سَو مرتبہ استغفار کرتا ہوں ۔ اس میں کوئی تعارض نہیں ہے، ممکن ہے پہلے روزانہ سو مرتبہ استغفار فرماتے ہوں ۔ پھر ہر مجلس میں سو مرتبہ استغفار کرنے کا اہتمام شروع فرما دیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ روزانہ سَو مرتبہ جس استغفار کا ذکر ہے وہ ہر مجلس والے استغفار کے علاوہ ہو ۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ سَو کا عدد تحدید کے لئے نہ ہو بلکہ راوی نے تکثیر کے لئے ذکر کیا ہو ۔

بہر حال ہم کو تو یہ دیکھنا ہے کہ جب سیّد المقربین صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم اس

قدر کثیر استغفار فرماتے تھے تو ہم کو اس میں کس قدر لگنے کی ضرورت ہے ؟ ہر شخص اپنے حالِ زار کو دیکھے اور کتنا استغفار کرتا ہے اس پر بھی نظر ڈالے۔
واللہ الموفق والمعین ۔

مجلس کی باتوں کے کفارہ کے لئے استغفار کرنا

(۳۳) وَعَنْ اَبِیْ بُرْزَۃَ اَلْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا یَقُوْلُ بِاٰخِرِہٖ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنَ الْمَجْلِسِ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّکَ لَتَقُوْلُ قَوْلًا مَا کُنْتَ تَقُوْلُہٗ فِیْمَا مَضٰی فَقَالَ کَفَّارَۃٌ لِّمَا یَکُوْنُ فِی الْمَجْلِسِ ۔
رواہ ابوداؤد، کذا فی الترغیب ۔
(ج ۲ ص ۱۱۴)

"حضرت ابوبُرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو اس کے آخر میں یہ کلمات فرماتے تھے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ ط ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایسے کلمات فرماتے ہیں جو پہلے نہیں فرماتے تھے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ یہ مجلس میں ہونے والی باتوں کا کفارہ ہیں۔"
(سنن ابی داؤد)

تشریح اسی مضمون کی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عائشہ اور حضرت جُبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجلس میں اچھی باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات اُن کے لئے مہر بن جائیں گے۔ اور اگر بُری باتیں کی ہوں گی تو یہ ان کے لئے کفارہ بن جائیں گے۔

بعض روایات میں ان کلمات کا تین بار پڑھنا بھی وارد ہوا ہے (کما فی الترغیب) ان کو مجلس سے اٹھنے سے پہلے پہلے پڑھ لینا چاہیئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں "قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ" (کھڑے ہونے سے پہلے پہلے) کے الفاظ آئے ہیں۔ آج کل کی مجلسیں عموماً لغویات اور فضولیات سے بھری ہوتی ہیں بلکہ صریح گناہوں کی باتیں کرتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ان کلمات کو ہر مجلس سے اُٹھنے سے پہلے پہلے پڑھ لیا جائے تاکہ بُری اور لغو باتوں کا کفارہ ہو جائے۔ البتہ حقوق العباد (غیبت وغیرہ) کی معافی کے لئے صاحبِ حق سے معافی مانگنا ہوگا۔

جس کی غیبت کی ہو اس کے لئے استغفار

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ کَفَّارَۃِ الْغِیْبَۃِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنِ اغْتَبْتَہٗ تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غیبت کا ایک کفارہ یہ ہے کہ تُو اس کے لئے استغفار کرے جس کی تو نے غیبت کی ہے (اس کے لئے

وَ لَہٗ۔ رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر و قال فی اسناد ھذا الحدیث ضعف کما فی المشکوٰۃ ص ۴۱۵ ۔

استغفار کرتے ہوئے) یوں کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَہٗ (اے اللہ ہمیں اور اسے بخش دے) بیہقی فی الدعوات الکبیر)

تشریح یہ تو سب کو معلوم ہے کہ کسی کی غیبت کرنا اور غیبت سُننا حرام ہے اس سے بچنے کا اہتمام کرنے والے بہت ہی کم ہیں۔ اوّل غیبت کا معنیٰ سمجھیں کہ اکثر لوگ اس کے مفہوم شرعی سے ناواقف ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ حضرات صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اُسکا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا (غیبت یہ ہے کہ) تُو اپنے بھائی کو اس طریقہ سے یاد کرے جو اُس کو بُرا لگے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ یہ ارشاد فرمائیے کہ اگر وہ بات میرے بھائی کے اندر موجود ہو جس کو میں ذکر کر رہا ہوں (کیا یہ بھی غیبت ہے؟) آپؐ نے فرمایا اگر تُو نے اپنے بھائی کے حق میں وہ بات کہی جو اُس کے اندر موجود ہے (اور اس کا ذکر اس کو ناگوار ہے) تب تو تُو نے اس کی غیبت کی اور اگر تُو نے اس کے بارے میں وہ بات کہی جو اس کے اندر نہیں ہے تو اس صورت میں تُو نے اس پر بہتان باندھا۔ (مشکوٰۃ عن مسلم)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ غیبت یہ ہے کہ کسی کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ اُسے ناگوار ہو۔ اس سے ان لوگوں کی جہالت واضح ہوگئی جو یہ کہہ کر غیبت کو حلال کرنے کی غلط کوشش کرتے ہیں کہ ہم نے جھوٹ تو نہیں کہا۔ حقیقت ظاہر کی ہے۔ یہ عیب اور خرابی اس کے اندر موجود ہے جس کے بارے

ہیں ہم نے کہا ہے ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو عیب اور خرابی اور برائی کسی کے اندر موجود ہو اس کا بیان کرنا ہی تو غیبت ہے ۔ اگر جھوٹ کہہ دیا کہ فلاں شخص میں فلاں عیب اور فلاں برائی ہے حالانکہ وہ اس سے بری ہے تو یہ بہتان ہے ۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ میں اس کے منہ پر کہہ دوں گا اور کہہ بھی دیتے ہیں لیکن اس سے غیبت کرنا حلال نہیں ہو جاتا ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ کسی کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ اُسے ناگوار ہو ۔ معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں گناہ کی بنیاد دل دکھنے اور ناگوار ہونے پر ہے ۔ سامنے برائی کی جائے تب گناہ ہے اور پیچھے برائی کی جائے تب گناہ ہے ۔

قرآن مجید میں غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر بتایا ہے ۔ سورۂ حجرات میں ارشاد ہے :۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝	”اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، پس اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے ۔“
(حجرات ع ۲)	

مطلب یہ ہے کہ جس طرح مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے نفرت ہے، اسی طرح اس کی غیبت سے نفرت کرو ۔

غیبت کرنا اور غیبت سننا دونوں ظلم کی فہرست میں آجاتے ہیں ۔ ظلم

صرف یہی نہیں ہے کہ بے جا مار پیٹ کر دے اور رقم چھین لے بلکہ کسی کو بے آبرو کرنا سامنے ہو یا پیچھے یہ سب ظلم ہے۔ بندوں پر جو ظلم ہو جائے اس کی معافی جب ہی ہوتی ہے جب بندہ سے معافی مانگ لی جائے یا اس کا حق ادا کر دیا جائے۔ مالی حق تو مال دے کر ادا ہو جاتا ہے اور صاحبِ حق مر جائے تو اس کے وارثوں کو مال پہنچا کر یا اُن سے معافی مانگ کر سبکدوشی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر کسی کی غیبت کی یا غیبت سُنی تو یہ صرف اُسی کے معاف کرنے سے معاف ہو سکتی ہے جس کی غیبت ہوئی ہے اُس کو وارث بھی معاف نہیں کر سکتے۔ جو شخص وفات پا چکا یا کہیں ایسی جگہ ہے جہاں ڈاک نہیں جا سکتی اور خود بھی نہیں پہنچ سکتے یا باوجود انتہائی کوشش کے اس کا پتہ نہیں چل سکتا اور ہم اس کی غیبت کر چکے ہیں یا سُن چکے ہیں تو اب اس کی تلافی اس طرح ہو سکتی ہے کہ اس کے لئے بار بار استغفار کیا جائے یعنی اللہ تعالےٰ سے اس کے لئے مغفرت کی دُعا کی جائے جس سے دل مطمئن ہو جائے کہ اس کی غیبت کی تلافی ہو چکی ہے۔ حدیث بالا میں اس کے لئے یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَہٗ (اے اللہ! ہماری اور اس کی مغفرت فرما)۔

علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اگر اس کو غیبت کی خبر مل چکی ہے تو اس سے معافی مانگنا لازم ہے اور اگر اس کو غیبت کا پتہ نہیں چلا ہے تو اس کے لئے استغفار کریں اور اتنا استغفار کریں کہ غیبت کی تلافی ہو جائے اور دل مطمئن ہو جائے کہ اگر اس کو غیبت اور استغفار دونوں کا پتہ چل جائے تو دل سے راضی ہو جائے گا، اس میں مصلحت یہ ہے کہ اگر اس کو غیبت کا پتہ نہیں چلا ہے پھر اس سے جا کر کہیں گے کہ ہم نے تیری غیبت کی ہے تو اس کو تکلیف پہنچے گی۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس کو غیبت کا علم نہ ہوا ہو تو استغفار

کرکے تلافی کردی جائے۔

خوب سمجھ لیں کہ غیبت کرنے اور غیبت سُننے کا سخت وبال ہے۔ اس میں بہت سے ایسے لوگ بھی مبتلا ہیں جو دیندار سمجھے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کی تو روٹی ہضم نہیں ہوتی جب تک کسی کی غیبت نہ کرلیں۔ ایسے لوگ بہت خسارہ میں ہیں جو غیبت کرکے اپنی نیکیاں دوسروں کے حوالہ کرتے رہتے ہیں۔

میدانِ آخرت میں نیکیوں اور گناہوں سے لین دین ہوگا وہاں درہم و دینار نہ ہوگا۔ جن کی غیبت کی ہوگی یا سُنی ہوگی یا تہمت باندھی ہوگی نیکیاں لے اُڑیں گے۔ اور غیبت کرنے والے کی نیکیوں سے پُورا نہ پڑا تو جس کی غیبت کی ہے اس کے گناہ لے کر غیبت کرنے والے کے سر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا جیسا کہ حقوق العباد کے بیان میں ہم اس مضمون کی حدیثیں نقل کر آئے ہیں۔ جس کسی کو کسی بھی طرح تکلیف پہنچائی ہو، آبرو ریزی کی ہو یا کوئی حق دبایا ہو اس سے معافی مانگیں اور حق ادا کریں اور عمومی طور پر سب کے لئے یہ دُعا کیا کریں :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَّخِذُ	"اے اللہ! میں آپ سے ایک درخواست
عِنْدَکَ عَھْدًا لَنْ تُخْلِفَنِیْہِ	کرتا ہوں کہ جو امید ہے آپ ضرور ہی
فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ	قبول فرمائیں گے وہ یہ کہ میں ایک
اٰذَیْتُہٗ شَتَمْتُہٗ لَعَنْتُہٗ	انسان ہوں پس جس کسی کو میں نے تکلیف
جَلَدْتُّہٗ فَاجْعَلْھَا لَہٗ صَلٰوۃً	دی، بُرا بھلا کہا، لعنت کی، کوڑا مارا تو
وَّ زَکٰوۃً تُقَرِّبُہٗ بِھَا اِلَیْکَ	میرے اس عمل کو آپ اس کے لئے رحمت
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ	اور پاکیزگی اور اپنی نزدیکی کا ذریعہ بنا دیں

جس کے ذریعہ آپ قیامت کے دن اس کو اپنے قرب سے نوازیں "

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ہے جسے امام مسلم[1] رحمہ اللہ نے بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے، بہت ہی ضرورت اور کام کی چیز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید المتقین تھے کسی کو تکلیف دینے کا وہاں تصور بھی نہ تھا پھر بھی مذکورہ بالا دعا کو اختیار فرمایا۔ ہم لوگوں سے تو طرح طرح کی زیادتی مخلوقِ خدا پر ہوتی رہتی ہے۔ لہٰذا حقوق کی ادائیگی کا فکر کرتے ہوئے اس دُعا کو بھی جاری رکھیں۔ یاد بھی نہیں ہے کہ کس کس پر کیا کیا زیادتی کی ہے اس دعا سے بہت کچھ تلافی ہو گی۔ واللہ الموفق والمستعان۔

مرحوم والدین کے لئے استغفار کرنا

(۳۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُھُمَا وَاِنَّہٗ لَعَاقٌّ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْ لَھُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی یَکْتُبَہٗ بَارًّا۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان کما فی المشکوٰۃ ۔ ص ۲۰۵

”حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ (ایسا ہوتا ہے کہ کسی بندہ کے ماں باپ وفات پا جاتے ہیں یا دونوں میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے، اس حال میں کہ یہ شخص ان کی زندگی میں ان کی نافرمانی کرتا رہا اور ستاتا رہا اب موت کے بعد ان کے لیے دعا کرتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں میں لکھ دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح از بیہقی)

[1] فی باب البر ج ۲ ص ۳۲۴ ۔ ۱۲

(۳۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذِہٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ۔

رواہ احمد کما فی المشکوٰۃ ص ۲۰۵

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ جل شانہ، جنّت میں نیک بندہ کا درجہ بلند فرما دیتے ہیں، وہ عرض کرتا ہے کہ اے رب! یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا؟ اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہوتا ہے کہ تیری اولاد نے جو تیرے لئے مغفرت کی دعا کی یہ اس کی وجہ سے ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح از احمد

اموات مسلمین کے لئے استغفار کرنا

(۳۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَیُدْخِلُ عَلٰی اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت قبر میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسے ڈوبنے والا فریادی ہو میت دُعا کا انتظار کرتا رہتا ہے جو اُسے اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے پہنچ جائے۔ پس جب اسکو کوئی دعا پہنچ جاتی ہے تو ساری دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس کو اس سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین والوں کی

دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ۔ رواہ البیهقی فی شعب الایمان کما فی المشکوٰۃ ص ۲۰۶

دُعا کی وجہ سے قبر والوں پر پہاڑوں کی برابر (ثواب اور انعام واکرام) داخل فرماتے ہیں اور بلاشبہ زندوں کا ہدیہ اموات کے لئے یہ ہے کہ ان کے لئے مغفرت کی دُعا مانگیں"۔ (شعب الایمان بیہقی)

عام مؤمنین ومؤمنات کے لئے استغفار کی فضیلت

(۳۸) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً۔ رواہ الطبرانی و اسنادہ جید کما فی مجمع الزوائد۔ ص ۲۱۰ ج ۱۰

"حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے یہ سُنا ہے کہ جو شخص مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے استغفار کرے، اللہ تعالےٰ اس کے لئے ہر مؤمن اور مؤمنہ (کے استغفار) کے عوض ایک نیکی لکھ دے گا۔ (طبرانی)

تشریح اس حدیث میں عام مؤمنین ومؤمنات کے لئے استغفار یعنی دُعائے مغفرت کرنے کی فضیلت کا ذکر ہے۔ عام مؤمنین زندہ ہوں یا مُردہ سب کے لئے مغفرت کی دُعا کرے۔ جتنے مسلمانوں کے لئے دعا کرے گا سب کی تعداد کے بقدر ایک ایک نیکی لکھ دی جائے گی۔ یہ کتنا سستا سودا ہے۔

ذرا سے وقت میں دُعائے مغفرت ہوسکتی ہے اور لاکھوں کروڑوں نیکیاں مل سکتی ہیں ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ط الاحیاء منھم والاموات ۔

استغفار عذاب کے روکنے کا ذریعہ ہے

(۳۹) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیَّ اَمَانَیْنِ لِاُمَّتِیْ " وَمَا كَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ط فَاِذَا مَضَیْتُ تَرَكْتُ فِیْهِمُ الْاِسْتِغْفَارَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ۔

رواہ الترمذی فی تفسیر سورۃ انفعال وقال حدیث غریب واسماعیل بن ابراھیم یضعف فی الحدیث ۔

"حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے مجھ پر میری امت کے لئے دو امانیں نازل فرمائی ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے، وَمَا كَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ط پس جب میں وفات پاجاؤں گا تو ایک امان اٹھ جائے گی اور دوسری امان یعنی استغفار قیامت کے دن تک کے لئے اپنی اُمّت کے اندر چھوڑ جاؤں گا۔"

(ترمذی)

تشریح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے ایک مرتبہ اللہ پاک سے یہ دُعا مانگی کہ اے اللہ! اگر یہ (قرآن) آپ کی طرف سے

واقعی ہے تو ہم پر (اس کے نہ ماننے کی وجہ سے) آسمان سے پتھر برسا دے یا ہم پر کوئی دردناک عذاب واقع کر دے۔ اس پر اللہ جلّ شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ [1] (اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ اُن کے اندر آپؐ کے موجود ہوتے ہوئے اُن کو عذاب دے اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا جس حالت میں کہ وہ استغفار کرتے رہتے ہیں۔ درمنثور از بخاری بیہقی فی الدلائل وغیرہ)

آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ دنیا میں عذاب نہ بھیجے گا اور استغفار کرنے والوں کو بھی عذاب نہ دے گا۔

عذابِ دنیاوی سے محفوظ رہنے کے لئے دو چیزیں ارشاد فرمائیں۔ ایک غیر اختیاری یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی دنیا میں تشریف فرما ہونا، یہ امر بندوں کے اختیار میں نہیں جب اللہ تعالیٰ نے چاہا اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کو بلا لیا۔ دوسری اختیاری یعنی استغفار کرتے رہنا۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جلّ شانہٗ نے دنیا سے کہ اٹھا لیا جس کی وجہ سے امان کا ایک ذریعہ جاتا رہا اور دوسرا ذریعہ باقی ہے جو اپنے اختیار میں ہے یعنی استغفار کرتے رہیں اور عذاب سے بچتے رہیں۔

حدیث بالا میں حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا یہی ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو امانیں نازل فرمائیں جن میں سے ایک آپ کا وجودِ گرامی ہے اور دوسرا استغفار ہے۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد قیامت تک کے لئے اُمت کے لئے ایک امان یعنی استغفار باقی ہے۔

اہل مکّہ مشرک تھے، ابوجہل ان کا سردار تھا اس نے پتھر برسنے یا دردناک عذاب

---

[1] سورۂ انفال ع ۴۔

آنے کی دُعا مانگی تھی۔ اللہ جل شانہٗ نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے اور استغفار میں مشغول ہوتے ہوئے اُن پر عذاب بھیجے۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے اُن کے اندر موجود تھے یہ تو ظاہر ہی ہے اور استغفار کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ زمانہ شرک میں جو حج کرتے تھے اُس میں غُفْرَانَكَ غُفْرَانَكَ کہتے جاتے تھے۔ یہ الفاظ طلبِ مغفرت کے لئے بولے جاتے ہیں۔ جب مشرکوں کو امان دی گئی کہ جب تک استغفار کرتے رہیں گے عذابِ دنیا میں مبتلا نہ ہوں گے تو مومنین بطریقِ اَولیٰ استغفار کی وجہ سے عذابِ دنیا سے محفوظ رہیں گے۔

درِ منثور میں آیت بالا کی تفسیر میں مسند احمد سے بروایت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اَلْعَبْدُ اٰمِنٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مَا اسْتَغْفَرَ اللّٰہَ (یعنی بندہ عذابِ خداوندی سے امن میں ہے جب تک کہ استغفار کرتا رہے)

آیت بالا کی تفسیر اور احادیث کی تشریح سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ استغفار میں لگا رہنا عذابِ خداوندی سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ استغفار کی وجہ سے دنیا میں عذاب سے محفوظ رہیں گے اور اگر اصول کے مطابق پختہ توبہ ہو تو آخرت کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ وَقَانَا اللّٰہُ مِنْ عَذَابِہٖ فِي الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط

ہر دشواری سے نکلنے اور ہر فکر کے دُور ہونے کے لئے استغفار کرنا

(۴۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجًا وَّمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۔ رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ کما فی المشکوٰۃ ص ۲۰۴۔

ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار میں لگا رہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر دشواری سے نکلنے کے لئے راستہ بنادیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی فرمادیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو دھیان بھی نہ ہوگا۔" (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

تشریح اس حدیثِ پاک میں کثرتِ استغفار کی برکات بتائی ہیں اور ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص استغفار میں لگا رہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہر دشواری سے نکلنے کا راستہ بنادیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی فرمادیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو دھیان بھی نہ ہو۔

کتنے بڑے فوائد ہیں جو کثرتِ استغفار پر نصیب ہوتے ہیں، ہر دشواری کا دور ہوجانا، ہر فکر کا کافور ہوجانا اور ایسی جگہ سے رزق ملنا جہاں سے رزق ملنے کا دھیان بھی نہ ہو، اللہ کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں۔ لوگ دشواریوں کے ختم ہونے اور تفکرات سے نجات پانے اور رزق حاصل ہونے کے لئے کیا کیا جتن کرتے ہیں لیکن استغفار میں نہیں لگتے جو بہت آسان نسخہ ہے جس کے استعمال سے کامیابی یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ استغفار میں لگنے سے بندہ عظیم منافع وفوائد سے مالا مال ہوگا۔

اے مسلمانو! دفعِ مصائب کے لئے اللہ کی طرف رجوع کرو اور توبہ و استغفار میں لگو، پھر دیکھو زندگی کیسی عمدہ اور آرام وسکون سے گزرتی ہے۔

چوتھا باب

اس باب میں توبہ و استغفار کے وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جو قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں۔ یوں تو جس زبان میں اور جن الفاظ کے ذریعہ اللہ جلّ شانہٗ کے حضور میں توبہ کی جائے اور جن الفاظ میں مغفرت طلب کی جائے وہ سب توبہ و استغفار ہے لیکن قرآن وحدیث میں جو الفاظ وارد ہوئے ہیں ان کے ذریعہ توبہ و استغفار کرنا زیادہ افضل اور اقرب الی القبول ہے۔ اسی لئے ہم نے اس باب میں قرآن وحدیث سے اقتباس کرکے وہ دُعائیں جمع کی ہیں جن میں توبہ و استغفار کے الفاظ وارد ہوئے ہیں سب دعاؤں کا احصاء و استقصاء تو نہیں کیا البتہ بقدر ضرورت مذکورہ دعائیں جمع کر دی ہیں۔ یہ باب دو حصوں پر منقسم ہے پہلے حصہ میں قرآن مجید کی دُعائیں اور دوسرے حصہ میں حدیث شریف کی دُعائیں جمع کی گئیں ہیں۔

واللہ الموفق و ہو المستعان

قرآن مجید میں توبہ واستغفار کے الفاظ

(۱) وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ (بقرہ ع ۱۵)

"اور ہم کو ہمارے حج کے احکام سکھائیے اور ہماری توبہ قبول فرمائیے بیشک آپ ہی ہیں بہت زیادہ توبہ قبول فرمانیوالے اور بہت مہربانی فرمانے والے۔"

یہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی دعا ہے جو کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کی تھی۔

(۲) سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى

"ہم نے سُن لیا اور مان لیا ہم آپ کی بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت ہو، ہر جان کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا اور اس پر وہی پڑتا ہے جو اس نے کیا اے ہمارے رب! ہماری گرفت نہ فرما اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں اے ہمارے رب! ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے احکام بھیجے تھے اے ہمارے رب! اور ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈالئے جس کی ہم کو طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرمائیے اور ہم کو بخش دیجئے اور ہم پر

اَلْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ط

(بقرہ، آخری رکوع کی آخری آیات)

رحم فرمائیے۔ آپ ہمارے کارساز ہیں پس ہماری مدد فرمائیے کافر قوم کے مقابلہ میں۔"

(۳) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ط

(آل عمران ع ۱۵)

"اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں حد سے بڑھ جانے کو بخش دیجئے اور ہمارے قدموں کو ثابت قدم رکھئے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائیے۔"

(۴) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔

(آل عمران آخری رکوع)

"اے ہمارے رب! بیشک ہم نے سنا ایک پکارنے والے سے جو ایمان کے لئے ندا دے رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے پس بخش دے تو ہمارے گناہوں کو اور کفارہ فرما دے ہماری برائیوں کا اور ہم کو نیک بندوں میں شامل فرما کر موت دینا۔"

(۵) رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(آل عمران ع ۲)

"اے ہمارے رب! بے شک ہم ایمان لائے سو آپ ہمارے گناہ بخش دیجئے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرمائیے۔"

(۶) رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ط

(اعراف ع ۲)

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہ فرمائیں گے تو واقعی ہم خسارہ والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

یہ دُعا حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السّلام نے کی تھی۔ جب ان کو ایک درخت کھا لینے کے نتیجے میں زمین پر بھیج دیا گیا تھا۔ دونوں کو اپنی خطا پر بہت زیادہ ندامت ہوئی اور پشیمانی تھی۔ کیونکہ جو درخت کھا لیا تھا اس کے کھانے کی اللہ جلّ شانہٗ نے ممانعت فرما دی تھی دونوں برابر معافی مانگتے رہے اور مغفرت طلب کرتے رہے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے مذکورہ بالا کلمات القاء فرمائے۔ ان کے ذریعہ دعا کی۔ اللہ جلّ شانہٗ نے توبہ قبول فرمائی۔

(۷) اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ

(اعراف ع ۱۹)

"تو ہمارا کارساز ہے پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تُو سب بخشنے والوں سے بہتر بخشنے والا ہے۔"

(۸) رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ

(قصص ع ۳)

"اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا پس تُو مجھے بخش دے۔"

مذکورہ بالا دونوں دُعائیں حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کی تھیں۔

(۹) رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔

(مومنون ع ۶)

"اے میرے رب! مغفرت فرما اور رحم فرما، بیشک آپ رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر رحم فرمانے والے ہیں۔"

(۱۰) یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

(سورۂ یوسف ع ۱۱)

"اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔"

یہ دُعا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے لئے کی تھی۔

(۱۱) رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَ

"اے میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے بھائی کو اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما

اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۔ (اعراف ع ۱۸)

اور تُو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے "۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا ہے جو اُنہوں نے اپنے لئے اور اپنے بھائی کے لئے کی تھی ۔

(۱۲) رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ۔ (نوح ع ۲)

"اے میرے رب ! مجھے اور میرے والدین کو اور جو شخص میرے گھر میں بحالتِ ایمان داخل ہو اس کو اور تمام مؤمنین و مؤمنات کو بخش دے اور ظالموں کی بربادی اور بڑھا دیجئے "۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا ہے جو انہوں نے اپنے لئے اور اپنے والدین اور مومن مردوں و مومن عورتوں کے لئے کی تھی اور ظالموں کی بربادی کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا ۔

(۱۳) رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ؕ (سورۂ ابراہیم ع ۶)

"اے ہمارے رب ! مجھے اور میرے والدین کو اور اہلِ ایمان کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو گا "۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دُعا ہے جو اُنہوں نے اپنے لئے اور اپنے والدین اور اہلِ ایمان کے لئے کی تھی ۔

(۱۴) رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۔ (سورۂ مومن ع ۱)

"اے ہمارے رب ! وسیع ہے ہر چیز کو تیرا رحم اور تیرا علم ، پس تُو بخش دے ان کو جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور بچا ان کو دوزخ کے عذاب سے "۔

(۱۵) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

(حشر ع ۱)

"اے ہمارے رب! بخشدے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور نہ کر ہمارے دلوں میں کدورت ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے"

(۱۶) رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (سورۂ تحریم ع ۲)

"اے ہمارے رب! کامل کر دے ہمارے لئے ہمارا نور، اور بخش دے ہم کو، بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے"

احادیث شریفہ میں توبہ استغفار کے الفاظ

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سید الاستغفار یوں ہے :۔

(۱) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ

"اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا فرمایا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا میں نے جو گناہ کئے اُن کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا

(۱۵) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ (حشر ع ۱)

"اے ہمارے رب! بخشدے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور نہ کر ہمارے دلوں میں کدورت ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے"

(۱۶) رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (سورۂ تحریم ع ۲)

"اے ہمارے رب! کامل کر دے ہمارے لئے ہمارا نور، اور بخش دے ہم کو، بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے"

احادیث شریفہ میں توبہ استغفار کے الفاظ

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سید الاستغفار یوں ہے:۔

(۱) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ

"اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا فرمایا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا میں نے جو گناہ کئے اُن کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا

بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۔ | ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا ۔"

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو سیّد الاستغفار فرمایا اور اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جس نے صدقِ دل سے دن میں اس کو پڑھا اور پھر اسی دن شام ہونے سے پہلے پہلے مرگیا تو اہلِ جنت سے ہوگا اور جس نے صدقِ دل سے رات کو پڑھا پھر صبح ہونے سے پہلے پہلے مرگیا تو اہلِ جنت سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۴ باب الاستغفار عن البخاری)

(۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ دُعا کرتے ہوئے سُنا:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ [1] | "اے اللہ! میں آپ سے اُن سب گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں جو میں نے پہلے کئے اور بعد میں کئے اور جو ظاہر میں کئے اور پوشیدہ طریقے پر کئے۔ آپ آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ ہر چیز پر قادر ہیں ۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس میں سو بار یہ کلمات پڑھتے تھے ۔

(۳) رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ | "اے میرے رب ! میری مغفرت فرمادے

---

[1] اخرجہ الحاکم ص ۵۴۴ ج ۱ وقال الصحیح علی شرط الشیخین واقرہ الذہبی ۱۲

إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ؕ
(سنن ترمذی وابی داؤد) [1]

اور میری توبہ قبول فرما۔ بے شک آپ بہت توبہ قبول فرمانے والے ہیں اور بہت بخشش فرمانے والے ہیں"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یوں کہا :۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔ [2]

"اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ میدانِ جہاد سے بھاگا ہو"۔

(سنن ترمذی و ابوداؤد)

مستدرک حاکم میں اس کو تین بار پڑھنے کا ذکر ہے اور اس میں أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کے بعد لفظ الْعَظِيْمَ کا بھی اضافہ ہے۔ باقی الفاظ اسی طرح سے ہیں جیسے اوپر لکھے ہیں۔ [3]

نیز سنن ترمذی میں اس کو سوتے وقت تین بار پڑھنے کا بھی ذکر ہے اور اس کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے (کما فی المشکوٰۃ ص۲۱۱)

شیخ ابن السنی کی عمل الیوم واللیلۃ میں بروایت حضرت براء بن عازب رض ہر نماز کے بعد اس کا تین بار پڑھنا نقل کیا ہے۔

---

[1] فی کتاب الاذکار للنووی قال الترمذی حدیث حسن صحیح ۱۲

[2] میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اُس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔ ۱۲

[3] مستدرک حاکم ص۵۱۱ ج ۱ وقال صحیح علیٰ شرط الشیخین لکن قال الذہبی ابوسنان الراوی لم یخرج لہ البخاری اھ ومع ذٰلک ہو ثقۃ کما فی التقریب ۱۲

(۵) اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ[۱]

"اے اللہ! آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور آپ کی رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر امید کرنے کے لائق ہے۔"

یہ دعا پہلے حدیث نمبر کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

(۶) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ[۲]

"اے اللہ! میری خطا اور میری نادانی اور میرا اپنے کام میں حد سے بڑھ جانا اور وہ سب گناہ بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔"

(۷) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ وَخَطِيْئَتِيْ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ۔[۳]

"اے اللہ! جو گناہ مجھ سے سچ مچ ارادہ سے صادر ہوئے اور جو ہنسی سے صادر ہوئے اور خطاءً صادر ہوئے اور جو دانستہ طور پر صادر ہوئے سب کو بخش دے اور یہ سب مجھ ہی سے صادر ہوا۔"

(۸) اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ

"اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو گناہوں سے ایسا صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف فرمایا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا

---

[۱] اخرجہ الحاکم فی المستدرک ص ۵۴۴ ج ۱

[۲] حصن حصین از بخاری و مسلم و ابن ابی شیبۃ ۱۲

[۳] حصن حصین از بخاری و مسلم ۱۲

وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ [۱]
فاصلہ تُو نے مشرق و مغرب کے درمیان رکھا ہے "

(۹) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ۔ [۲]
"اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما اور مجھے ہدایت پر قائم رکھ۔

(۱۰) رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَ اغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَ اَجِبْ دَعْوَتِيْ۔ [۳]
"اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہوں کو دھو دے اور میری دُعا قبول فرما "

(۱۱) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَ نَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ۔ [۴]
"اے اللہ! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہو جا اور ہماری عبادات قبول فرما اور ہم کو جنت میں داخل فرما اور ہم کو دوزخ سے نجات دے اور ہمارا سب حال درست فرما دے "

(۱۲) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَ مَا اَنْتَ
"اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے اور جو میں نے پوشیدہ طور پر کئے اور جو اعلانیہ طور پر کئے

---

[۱] حصن حصین از بخاری و مسلم ۱۲
[۲] حصن حصین از مسلم ۱۲
[۳] حصن حصین از سنن اربعہ ۱۲
[۴] حصن حصین از ابن ماجہ و ابوداؤد - ۱۲

	اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ ۔ ؎۱	اور جن کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے "
(۱۳)	اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَدْخِلْنِیَ الْجَنَّۃَ ۔ ؎۲	" اے اللہ! میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے جنت میں داخل فرما "
(۱۴)	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَاَسْتَھْدِیْكَ لِمَرَاشِدِ اَمْرِیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ ؎۳	" اے اللہ! میں آپ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے خیر کے کاموں میں آپ کی رہنمائی طلب کرتا ہوں اور آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں لہٰذا میری توبہ قبول فرمائیے بلاشبہ آپ میرے رب ہیں "
(۱۵)	رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِنِی السَّبِیْلَ الْاَقْوَمَ ؎۴	" اے پروردگار! بخش دے اور رحم فرما اور مجھے سیدھی راہ پر چلا "
(۱۶)	اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْیَیْتَنَا ؎۵	" اے اللہ! نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب! مجھے بخش دے اور میرے دل سے غصّہ نکال دے اور جب تک تُو مجھے زندہ رکھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے محفوظ فرما "

؎۱ حصن حصین از مستدرک حاکم و مستدرک احمد ۱۲

؎۲ حصن حصین از طبرانی ۱۲ ؎۳

؎۴ حصن حصین از مسند احمد و ابو یعلی ۱۲

؎۵ حصن حصین از مسند احمد ۱۲

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ [ع] "اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے

(۱۷) وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَ (قبر کے) گھر کو وسیع بنا اور میرے رزق

بَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ [لہ] میں برکت دے"

لہ اخرجہ بہذا اللفظ ابن السنی فی "عمل الیوم واللیلۃ" ۱۲

عہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے وضو فرمایا۔ اس موقعہ پر میں نے آپ کو یہ دُعا پڑھتے ہوئے سُنا (جو اوپر درج ہوئی) اس کو وضو کے درمیان پڑھے یا آخر میں پڑھے دونوں احتمال ہیں (کتاب الاذکار للنووی) اور عام حالات میں پڑھنے کے لئے بھی بہت خوب اور جامع دُعا ہے۔ ۱۲

خاتمۃ الکتاب

اب ہم اس کتاب کو ختم کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اس کتاب کو بار بار پڑھیں۔ خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھوائیں اور محض پڑھ کر الماری کے سپرد نہ کر دیں بلکہ عمل کرنے کی کوشش کریں اور اپنی آخرت سدھارنے کے لئے فکر کریں۔ آج کل غفلت کا دور ہے۔ امورِ آخرت میں کسل مندی اور سستی ہے۔ کتاب پڑھ بھی لیتے ہیں اور مصنف کو داد بھی دیدیتے ہیں کہ خوب لکھا اور اچھا لکھا لیکن عمل کے لئے اپنے نفس کو آمادہ نہیں کرتے۔

سب کو معلوم ہے کہ مرنا ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے، میدانِ حشر میں حساب کتاب ہے، سوال وجواب ہے، نیکیوں کا بدلہ جنت ملے گی اور گناہ عذابِ دوزخ کا ذریعہ بنیں گے۔ یہ سب جانتے اور مانتے ہوئے گناہوں سے باز نہیں آتے۔ توبہ کرنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ کچھ لوگ زبان سے توبہ توبہ کر لیتے ہیں لیکن دل کی گہرائی سے یہ فیصلہ نہیں کرتے کہ ہم آئندہ گناہ نہیں کریں گے۔ اور اگر پختگی کے ساتھ آئندہ گناہ نہ کرنے کا فیصلہ کر بھی لیا تو توبہ کی شرائط میں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کرنا ہے اس سے غفلت برتتے ہیں، توبہ کر لی جو نمازیں قضا ہیں اور جو روزے چھوڑے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دی ہے اور جو فرائض و واجبات ترک کئے ہیں جن کی تلافی ممکن ہے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے، حقوق العباد جو اپنے ذمہ واجب ہیں اُن کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ لوگوں کے قرضے ادا کریں اگرچہ قرض خواہ بھول

چکے ہوں۔ جو رشوتیں لی ہوں واپس کریں، جو غیبتیں کی ہوں یا سُنی ہوں اُن کی تلافی کریں یعنی لوگوں سے معافی مانگیں۔ غیبت کر کے جن کا گوشت کھایا ہے معافی مانگنا ممکن نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ لوگ فوت ہو چکے ہوں یا اُن کا پتہ معلوم نہیں ہے تو اُن کے لئے اس قدر مغفرت کی دُعا کریں جس سے دل مطمئن ہو جائے کہ اگر ان کو ہمارے غیبت کرنے یا سُننے کا پتہ چل جاتا تو اس کے عوض اس دعائے مغفرت سے خوش ہو جائے۔

بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ جس کی غیبت کی ہو یا سُنی ہو اگر اس کو غیبت کا پتہ نہ چلا ہو تب بھی اس کے لئے بہت زیادہ دعائے مغفرت کرے۔ کیونکہ یہ جا کر کہنا کہ مَیں نے تمہاری غیبت کی ہے تو اس سے اس کو تکلیف ہوگی جو بے خبری کی صورت میں اب تک نہ ہوئی تھی۔

جس کسی کو ظلماً مارا پیٹا ہو یا کسی کو گالی دی ہو، زمین و جائداد دبالی ہو کسی بھی طرح سے حق تلفی کی ہو اس سب کی تلافی کرنا فرض ہے۔ ایسی توبہ جس سے گناہ نہ چھوٹے اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی تلافی نہ ہو تو وہ توبہ نہیں ہے توبہ کا دھوکہ ہے۔

ہم نے اس رسالہ میں حقوق العباد کی نشان دہی کر دی ہے جو تیسرے باب میں ہے اس کو بار بار پڑھیں اور غور کریں اور ہر شخص غور کرے کہ میرے ذمہ کس کس کے کیا حقوق نکلتے ہیں؟ اگر یہاں ادائیگی نہیں کی تو آخرت میں ادا کرنا ہوگا اور یہاں معافی مانگ کر یا روپیہ پیسہ دے کر تلافی ہو سکتی ہے۔ لیکن آخرت میں اصحاب حقوق کو نیکیاں دینا ہوں گی اور ان کے گناہ اپنے سر لینے ہوں گے جس کا انجام بُرا ہوگا۔

جب تک جان میں جان ہے اس دنیا میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی

تلافی ممکن ہے۔ آنکھیں بند ہوتے ہی دوسرا جہاں نظر آئے گا اور تلافی کا امکان ختم ہو جائے گا۔ موت کا پتہ نہیں کب آجائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جلد از جلد سچی توبہ کی جائے اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی تلافی کی جائے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے :-

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ
مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ ط

یعنی ہوشیار وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور بے وقوف وہ ہے جو نفس کو اس کی خواہشات کے پیچھے لگائے رہے اور اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں رکھے۔

بد عملی کے ساتھ مغفرت کی آرزوئیں رکھنا بے وقوفی ہے جیسا کہ حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ بہت سے لوگ گناہوں میں اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ اُن کے نزدیک گناہوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ فسق و فجور ہی کو زندگی کا مقصد بنائے ہوئے ہیں، نہ توبہ کرتے ہیں، نہ توبہ کی ضرورت سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کو توبہ کا کبھی کبھی خیال تو آتا ہے لیکن نفس اور شیطان یہ سمجھاتے ہیں کہ ابھی گناہ کرتے رہو بہت زندگی پڑی ہے اخیر عمر میں توبہ کرلیں گے حالانکہ موت کا وقت معلوم نہیں۔ ہر منٹ اور سیکنڈ میں یہ احتمال ہے کہ شاید یہی عمر کا آخری لمحہ ہو۔

آج کل ایسے حوادث اکثر ہوتے رہتے ہیں کہ اچانک موت آجاتی ہے۔ آئندہ توبہ کرنے کی امید پر گناہ کرتے رہنا اور توبہ کا موقعہ ہوتے ہوئے توبہ نہ کرنا بہت بڑی نادانی اور بے وقوفی ہے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں یہ احساس ہے کہ گناہ بری بات ہے اور

یہ پکڑ کا ذریعہ ہے لیکن ان کا نفس اندر سے یہ سمجھاتا ہے کہ اللہ بڑا رحیم و کریم ہے وہ بخش دے گا۔ لیکن یہ نہیں خیال کرتے کہ اللہ شدید العقاب بھی ہے جبار و قہار بھی ہے، ضروری نہیں کہ بخش ہی دے۔ سمجھ دار آدمی اس طرح سوچتا ہے کہ نہ بخشا تو کیا ہوگا؟ جب بدعملی کرتا رہے، فرائض و واجبات ضائع کرے۔ گناہوں سے نہ باز آئے اور مغفرت کی امید باندھے رہے اس کو حدیث میں بے وقوف بتلایا۔

دنیا کے حالات اور معاملات بدلتے دیکھتے ہیں کہ ذرا ذرا سے احتمال پر غور و فکر کرتے ہیں۔ سفر میں جاتے ہیں تو ضرورت سے زیادہ رقم لے کر جاتے ہیں کہ ممکن ہے زیادہ ضرورت پڑ جائے یا کوئی حادثہ پیش آجائے، کوئی شخص مریض ہو جائے تو متعدد حکیموں ڈاکٹروں کو دکھاتے ہیں ہر دو، چار دن میں علاج بدلتے ہیں کہ شاید اس کی سمجھ میں مرض آجائے اور شاید فلاں دوا سے فائدہ ہو جائے۔ لیکن آخرت کے معاملات میں محض آرزو سے کام چلاتے ہیں یہ نفس اور شیطان کا دھوکہ ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:۔

مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ هِيَ الْجَنَّةُ۔

یعنی جس شخص کو ڈر ہوتا ہے کہ شاید منزل تک نہ پہنچ سکیں وہ اندھیری رات میں اُٹھ کر چل دیتا ہے اور جو اندھیری رات سے سفر میں جاتا ہے منزل کو پالیتا ہے۔ پھر فرمایا:۔ ”خبردار اللہ کا سودا مہنگا ہے! خبردار! اس کا سودا جنت ہے“

جس کو جنت لینا ہے وہ غفلت میں پڑا رہے، گناہوں میں مُبتلا رہے

اور فرائض و واجبات کو ضائع کرتا رہے اور توبہ کو کل پر ٹالتا رہے، اس سے بڑھ کر کوئی احمق اور بے وقوف نہیں۔

مومن بندے کا کام یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ عبادت کرے اور عبادات و طاعات میں مشغول ہوتے ہوئے استغفار کرتا رہے کیونکہ استغفار سے عبادات کی کمی اور کوتاہی کی تلافی ہوتی ہے اور گناہ سے دُور بھاگے۔ اگر کبھی کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کر لے۔ آخرت کی فکر لازم ہے اس سے غافل ہونا وہاں کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ گناہوں میں ذرا سا مزہ ہے اور آخرت میں اس کی سزا بہت زیادہ ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ! اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لمن کان قلبٌ او القی السمع وھو شھید۔

وَھٰذا آخر الکلام وھو مسكُ الختام والحمد للہ علی التمام والصّلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالأنام وعلیٰ آلہ وصحابتہ البررۃ الکرام وَعلیٰ من تبعھم باِحسانٍ إلیٰ یوم القیامۃ

ضمیمہ

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کا ایک وعظ "ملت ابراہیم" کے نام سے چھپا ہوا ہے، اس میں کم ہمتوں کے لئے ایک طریقۂ علاج تجویز فرمایا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اگر اس پر عمل کریں تو انشاء اللہ تعالےٰ بہت جلد زندگی میں انقلاب آجائے گا اور گناہ چھوٹنے لگیں گے اور سچی توبہ کی توفیق نصیب ہوگی

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیّت سے پڑھ کر یہ دُعا مانگو!

"اے اللہ! مَیں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں، مَیں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں، مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے، مَیں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔

اے اللہ! مَیں سخت نالائق ہوں، سخت گناہ گار ہوں، مَیں تو عاجز

ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں۔ آپ ہی قوت دیجئے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں۔ آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجئے۔

اے اللہ! جو گناہ مَیں نے اب تک کئے ہوں انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو مَیں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا۔ مَیں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔"

اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اور اپنی اصلاح کی دُعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد انشاء اللہ تعالیٰ غیب سے ایسا سامان ہو گا کہ ہمّت بھی قوی ہو جائے گی۔ شان میں بھی بٹہ نہ لگے گا۔ دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جاوے گا کہ آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

(ملّت ابراہیم)

تَحذِیرُ العَشائر

عَن

اِرتکَابِ الکبائر وَالصَّغائر

یعنی

گناہوں کی فہرست

تالیف

الحاج مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی

ناشر

اِدارۂ اسلامیات انارکلی لاہور ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الیہ المصیر والصلوٰۃ والسلام علٰی سیدنا محمد البشیر النذیر وعلٰی اٰلہٖ وصحبہ الذین اھتدوا بھدیہ فنالوا الاجر الکبیر، ومن تبعھم باحسان الٰی یوم یحاسب فیہ القطمیر والنقیر۔

امّا بعد!

جب احقر نے رسالہ "فضائل توبہ و استغفار" لکھنا شروع کیا تو اثناءِ تحریر میں بار بار خیال آتا رہا کہ گناہوں کی فہرست بھی لوگوں کے سامنے آنی چاہیئے کیونکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو رواج کی وجہ سے بہت سے کام کر گزرتے ہیں مگر ان کا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوتا کہ ہمارا یہ فعل کہیں گناہ تو نہیں ہے اور بہت سے لوگ اپنے اعمال کو گناہ تو سمجھتے ہیں مگر چونکہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس درجہ کا گناہ ہے اس لئے کبیرہ گناہوں کو معمولی سمجھ کر کرتے رہتے ہیں۔ احقر نے "فضائل توبہ و استغفار" کے اختتام سے پہلے ہی یہ رسالہ لکھنا شروع کر دیا تھا جو الحمد للہ آج مکمل ہو گیا۔ یہ رسالہ گویا "فضائل توبہ و استغفار" کا تکملہ ہے۔ دونوں رسالے مطالعہ میں رکھے جائیں تو انشاء اللہ تعالےٰ ناظرین کو بہت فائدہ ہو گا۔

اس رسالہ کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ عمومی

زندگی میں آج کل جن اعمال نے جگہ پکڑ رکھی ہے ان میں کون کون سے اعمال گناہ ہیں اور ان گناہوں پر کیا کیا وعیدیں ہیں اور ان کے ارتکاب سے دنیا و آخرت کا کیا نقصان ہے۔

رسالہ ہذا میں احقر نے وہ احادیث جمع کی ہیں جن میں کسی عنوان سے گناہوں کا ذکر ہے۔ روایات عموماً مشکوٰۃ المصابیح سے لی گئی ہیں۔ صرف چند احادیث ایسی ہیں جو حافظ منذری کی کتاب الترغیب والترہیب سے مستدرک حاکم سے ماخوذ ہیں۔ ہر حدیث کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔ کوشش یہ کی ہے کہ احادیث کا سلیس ترجمہ بامحاورہ اردو زبان میں اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کے سامنے آجائے۔ عموماً عبارتِ حدیث اور ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ ضرورت سمجھ کر کہیں کہیں تشریح کے طور پر بھی کچھ لکھ دیا ہے۔

گناہِ کبیرہ کیا کیا ہیں اور صغیرہ گناہ کون سے ہیں اس میں مفسرین اور محدثین نے بہت کچھ لکھا ہے چونکہ یہ علمی باتیں ہیں اس لئے احقر اس تفصیل میں نہیں گیا بلکہ ممنوعات اور منہیات جمع کر دی ہیں جسے عمل کرنا ہے اُسے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت بھی نہیں ہے کہ صغیرہ کیا ہے اور کبیرہ کیا ہے۔ مومن کا کام یہ ہے کہ ہر گناہ چھوڑ دے تاکہ عذاب سے بچے اور آخرت درست ہو۔

گناہ، گناہ ہی ہے اگرچہ صغیرہ ہو۔ زہر، زہر ہی ہے اگرچہ تھوڑا سا ہو۔ علماء نے بتایا ہے کہ صغیرہ گناہ کو کرتے رہیں تو وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے اور جو لوگ کسی صغیرہ گناہ میں مُبتلا ہیں عام طور سے اس کو کرتے ہی رہتے ہیں لہٰذا جس کو صغیرہ سمجھتے ہیں اگر کبیرہ نہ ہو تب بھی وہ کبیرہ ہی ہو جاتا ہے۔ پھر صغیرہ گناہ کی عادت ہو جائے تو نفس و شیطان کبیرہ گناہوں تک پہنچا دیتے ہیں

اس لئے صغیرہ وکبیرہ ہر گناہ سے پرہیز کریں اور جو کوئی گناہ ہو جائے خواہ صغیرہ ہی ہو فوراً توبہ کریں۔

اس رسالہ میں جن گناہوں کی فہرست دی ہے عموماً گناہِ کبیرہ ہی ہیں۔ چند ایک ہی ایسے ہیں جن کو صغیرہ کہا جاسکتا ہے۔ قارئین اس رسالہ کو خود پڑھیں اور دوسروں کو سنائیں اور اپنی زندگیوں کا جائزہ لیتے رہیں۔ جس گناہ میں مبتلا ہوں اُسے ترک کریں۔ نفس وشیطان کی نافرمانی کریں اور نفس کو سمجھائیں کہ دیکھ گناہ کا بُرا انجام ہے۔ برزخ اور میدانِ حشر اور دوزخ کے عذاب کی سہار ہے تو گناہ کرتا رہ، اگر سہار نہیں ہے تو گناہ چھوڑ دے اور توبہ کرلے اسی میں خیر ہے۔ اگر اس کتاب کا مطالعہ اور نفس کا مراقبہ اور محاسبہ کرتے رہیں گے تو انشاء اللہ تعالےٰ ایک دن توبہ کی توفیق ہو جائے گی اور گناہ چھوٹ جائیں گے۔

جو حضرات اس رسالہ سے مستفید ہوں احقر کو اور احقر کے والدین اور مشائخ اور اساتذہ کو خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

وباللہ التوفیق

العبد المحتاج الی رحمتہ ربہ

محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ وعافاہ

المدینۃ المنورّہ

۱۷/۸/۱۴۰۳ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سات ہلاک کرنے والے گناہ

شرک[۱]، جادو[۲]، قتل نفس[۳]، سود خوری[۴]، یتیم[۵] کا مال کھانا، میدانِ[۶] جہاد سے پیٹھ پھیرنا، پاک[۷] دامن عورتوں کو تہمت لگانا۔

(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم اجتنبُوا السبع المُوبقات! قالُوا یارسولَ اللّٰہ! وَمَا ھُنَّ؟ قَال: الشِّرۡکُ باللّٰہِ وَالسِّحۡرُ وَقتلُ النَّفسِ الّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بالحقِّ واکلُ الرِّبٰوا وَ اکلُ مالِ الیتیمِ وَالتَّوَلِّیۡ یومَ الزَّحفِ وَقَذفُ المحصناتِ المُؤمناتِ الغافلات متفق علیہ

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! وہ سات گناہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا (کہ وہ یہ ہیں)

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو۔ ہاں اگر حق کے ساتھ قتل ہو (مثلاً یہ کہ اس نے کسی کو قتل کر دیا ہو تو قصاص میں حکم شرعی کے مطابق قتل کر دیا جائے گا)۔ (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) میدانِ جہاد سے پُشت پھیر کر چل دینا (۷) پاکدامن باایمان عورتوں کو تہمت لگانا جن کو بُرائی کا دھیان تک نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷ از بخاری و مسلم)

زنا، چوری، شراب خوری، لُوٹ مار، مالِ غنیمت میں خیانت

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
(۲) علیہ وسلم لا یزنی الزّانی حین یزنی وھو مومنٌ وّلا یسرق السّارق
حین یسرق وھو مؤمنٌ وّلا یشربُ الخمرحین یشربُھا وھومومنٌ
وّلا ینتھبُ نھبۃً یرفع النّاس الیھا ابصارھم حین ینتھبھا
وَھو مؤمِنٌ وَّ لَا یَغُلُّ احدکم حین یغل وَھو مومنٌ فایّاکم
اِیّاکُمْ۔ متفق علیہ۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور جو شخص شراب پی رہا ہو وہ شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا۔ جو شخص مال لُوٹ رہا ہو۔ جس کی طرف لوگ (حیرانی سے) آنکھیں اٹھائے ہوئے ہوں وہ لُوٹتے وقت مومن نہیں ہوتا اور جو شخص مالِ غنیمت میں خیانت کر رہا ہو وہ خیانت کرتے وقت مومن نہیں ہوتا۔ لہٰذا تم ان گناہوں سے بچو۔ ان گناہوں سے بچو۔

(مشکواۃ المصابیح ص ۱۷)

از

بخاری ومسلم

منافقت کی چار خصلتیں

(۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنْھُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَھَا اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا عَاھَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ ۔ متفق علیہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہوگی جب تک کہ اسے چھوڑ نہ دے

(وہ چار خصلتیں یہ ہیں) :-

۱- جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۲- جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳- جب عہد کرے تو دھوکہ دے۔

۴- جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۷ از بخاری ومسلم)

نماز کی پابندی نہ کرنا

(۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ

يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّ بُرْهَانًا وَّ نَجَاةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّ كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ ۔ رواہ احمد والدارمی والبیھقی فی شعب الایمان ۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ (ایک مرتبہ) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز کی پابندی کی اس کے لئے قیامت کے دن نماز نور ہو گی اور (اس کی ایمان کی) دلیل ہو گی اور (اس کی) نجات (کا سامان) ہو گی اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی اس کے لئے نماز نہ نور ہو گی نہ (اس کے ایمان کی) دلیل ہو گی نہ (اس کی) نجات (کا سامان) ہو گی اور یہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون (اور اس کے وزیر) ہامان اور (مشہور مشرک) ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۵۹ از احمد، دارمی
بیہقی فی شعب الایمان)

قصدًا نماز چھوڑنا، شراب پینا

(۵) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّ اِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ

فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ ۔ رواہ ابن ماجہ ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اگرچہ تیرے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تجھے جلا دیا جائے اور فرض نماز قصداً مت چھوڑ ۔ کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے (اللہ کا) ذمہ بری ہو گیا اور شراب مت پی کیونکہ وہ ہر برائی کی چابی ہے "۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۹ از ابن ماجہ)

منافق کی نماز

(۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْكَ صَلوٰۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ وَکَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَّا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا ۔ رواہ مسلم ۔

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ یہ منافق کی نماز ہے (جو) بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس میں زردی آجاتی ہے اور وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو (سجدہ کا نام کرنے کے لئے) چار ٹھونگیں مار لیتا ہے ۔ ان ٹھونگوں میں اللہ تعالیٰ کو ذرا سا یاد کر لیتا ہے ۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۶۰ از مسلم)

ف :۔ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج چھپنے سے پہلے شیطان اس کے سامنے کھڑے ہو کر سینگوں کو ہلاتا

ہے جس سے جگمگاہٹ محسوس ہوتی ہے اور سورج کے بجائے اس کی عبادت کرتے ہیں۔

نماز کی چوری

(۷) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَۃً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ؟ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا۔

(رواہ احمد)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ چوری کرنے کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے بُرا شخص وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز سے کیسے چوری کرتا ہے؟ فرمایا کہ نماز کا رکوع اور سجدہ پورا ادا نہیں کرتا (یہ نماز کی چوری ہے)۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۸۳ از احمد)

جماعت ترک کرنا

(۸) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبُ ثُمَّ اٰمُرُ بِالصَّلٰوۃِ فَیُؤَذَّنُ لَھَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ

إِلَى رِجَالٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلٰوةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ رواه البخاري ولمسلم نحوه.

د حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پس لکڑیاں جمع کر دی جائیں پھر میں نماز کا حکم دوں جس کے بعد نماز کے لئے اذان دے دی جائے پھر میں کسی کو حکم دوں جو لوگوں کا امام بن جائے پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے پس اس حال میں کہ وہ گھروں کے اندر ہوں ان کے گھروں کو جلادوں۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے (جو لوگ باجماعت نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے) ان میں سے اگر کسی کو پتہ چل جائے کہ اُسے گوشت کی ایک چکنی ہڈی مل جائے گی یا بکری کے دو اچھے کھر مل جائیں گے تو ضرور عشاء (کی نماز) میں حاضر ہو جاتا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۹۵ از بخاری ومسلم)

ف :- جو لوگ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے ان کے بارے میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے اور ایسے لوگوں کی صفت حبّ دنیا اور خِسّتِ طبع ظاہر کی گئی ہے کہ ذری چکنی ہڈی یا بکری کے دو کھروں کے لئے آسکتے ہیں مگر مسجد میں نہیں آتے۔

نماز جمعہ چھوڑنا

(۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰی رِجَالٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ بُیُوْتَھُمْ ۔ رواہ مسلم ۔

" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا جو جمعہ کی نماز سے رہ جاتے ہیں کہ البتہ تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو حکم دوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان لوگوں کے گھر جلادوں جو جمعہ (کی نماز) سے رہ جاتے ہیں (یعنی جمعہ میں نہیں آتے) اور اس حال میں جلاؤں جبکہ یہ لوگ گھروں میں موجود ہوں "

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۱ از مسلم)

(۱۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علیہ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلٰی اَعْوَادِ مِنْبَرِہٖ لَیَنْتَھِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِھِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْلَیَخْتِمَنَّ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ ثُمَّ لَیَکُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ ۔ رواہ مسلم ۔

" حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جمعوں کے چھوڑنے سے لوگ باز آجائیں ورنہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیگا پھر ضرور بالضرور غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۱ از مسلم)

دکھاوے کے لئے عبادت کرنا

(۱۱) وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ ۔ رواه احمد

حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے دکھاوے کے طور پر نماز پڑھی اُس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے طور پر روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے طور پر صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۵۵ از احمد)

(۱۲) وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِيَّاكُمْ وَشِرْكَ السَّرَائِرِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا شِرْكُ السَّرَائِرِ قَالَ يَقُوْمُ الرَّجُلُ فَيُزَيِّنُ صَلٰوتَهٗ جَاهِدًا لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ النَّاسِ اِلَيْهِ فَذٰلِكَ شِرْكُ السَّرَائِرِ ۔ رواه ابن خزيمة فى صحيحه ۔

"حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم (ایک مرتبہ باہر) تشریف لائے اور فرمایا کہ اے لوگو! پوشیدہ شرک سے پرہیز کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پوشیدہ شرک کیا ہے؟ فرمایا" انسان نماز

پڑھنے کھڑا ہوتا ہے پھر اپنی نماز کو خوب کوشش کر کے عمدہ بناتا ہے کیونکہ لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پس یہ پوشیدہ شرک ہے۔

(الترغیب والترہیب ص۶۵ ج ۱ از ابن خزیمہ)

(۱۳) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الرِّيَاءُ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا جَزَى النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ اِذْهَبُوْا اِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاءُوْنَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً۔

رواہ احمد باسناد جید۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ مجھے تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر (چھوٹے شرک) کا خوف ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ریاکاری (شرک اصغر ہے) جس دن اللہ جلّ شانہٗ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا (تو ریاکاروں سے) فرمائے گا کہ تم ان لوگوں کی طرف جاؤ جن کو تم دنیا میں دکھاتے تھے۔ پھر دیکھو کیا ان کے پاس کوئی بدلہ ہے۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۸ ج ۱)

ف:- ایک حدیث میں اس طرح سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا جس کے واقع ہونے میں کوئی شک

نہیں ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک مُنادی پکار کر کہے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لئے کیا ہو اور اس میں کسی دوسرے کو بھی شریک کر دیا ہو تو وہ اپنے اس عمل کا ثواب اُسی دوسرے شخص سے لے لے (جس کو شریک کیا تھا) کیونکہ اللہ تعالےٰ ساجھے کے معاملہ میں سب شریکوں سے بڑھ کر بے نیاز ہے۔ (ترغیب از ابی سعیدؓ)

غیر اللہ کے لئے نیک عمل

(۱۴) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِصُحُفٍ مُخَتَّمَۃٍ فَتُنْصَبُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَیَقُوْلُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَلْقُوْا ھٰذِہٖ وَاَقْبَلُوْا ھٰذِہٖ فَتَقُوْلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ مَا رَاَیْنَا اِلَّا خَیْرًا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ ھٰذَا کَانَ لِغَیْرِ وَجْھِیْ وَاِنِّیْ لَا اَقْبَلُ اِلَّا مَا ابْتُغِیَ بِہٖ وَجْھِیْ۔ رواہ البزار والطبرانی باسنادین رواۃ احدھما رواۃ الصحیح ۔

(حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن مُہر کئے ہوئے اعمالنامے لائے جائیں گے جن کو اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔ فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ ان کو ڈال دو اور ان کو قبول کر لو۔ اس پر فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کی عزت و جلال کی قسم ہم نے تو ان رد کئے ہوئے اعمال ناموں

کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانا۔ اس پر اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہوگا کہ بلاشبہ (ان میں جو اعمال درج ہیں) میری رضا کے لئے نہ تھے اور میں صرف وہی عمل قبول کرتا ہوں جو میری رضا کے لئے ہو۔

(الترغیب والترہیب ص ۲۳ ج ۱)

آخرت کے اعمال دُنیا کے لئے کرنا

(۱۵) وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ قال قال رسول اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم بَشِّرْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِالسَّنَاءِ وَالرِّفعۃِ وَالتَّمکِیْنِ فِی الْاَرضِ فمن عمِلَ منھم عمل الْاٰخِرَۃِ للدُّنیا لَمْ یکن لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ نَصِیْبٌ۔

رواہ احمد وابن حبان فی صحیحہ والحاکم والبیہقی وقال الحاکم صحیح الاسناد۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اس اُمّت کو اس بات کی خوش خبری سنا دو کہ ان کو بلندی اور رفعت نصیب ہوگی اور (ان کا) دین (غالب ہوگا) اور زمین میں ان کو اقتدار نصیب ہوگا۔ پس جو شخص آخرت والا عمل دُنیا کے لئے کرے گا آخرت میں اس کے لئے کچھ بھی حصّہ نہ ہوگا۔"

(الترغیب والترہیب ص ۲۴ ج ۱ از احمد وابن حبان و حاکم و بیہقی)

شہرت کے لئے عمل کرنا

(۱۶) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَقَالَ اَرَأَیْتَ رَجُلاً غَزَا یَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّکْرَ مَالَہٗ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا شَیْءَ لَہٗ فَاَعَادَھَا ثَلٰثَ مِرَارٍ وَّ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا شَیْءَ لَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصًا وَّابْتُغِیَ وَجْہُہٗ - رواہ ابوداؤد والنسائی باسناد جیّد -

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! ارشاد فرمائیے ایک شخص جہاد کرتا ہے (اور) اس کا مقصد یہ ہے کہ ثواب (بھی) ملے اور شہرت (بھی) ہو۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے کچھ بھی (ثواب) نہ ملے گا۔ اس نے تین مرتبہ یہی سوال کیا اور آپ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے رہے کہ اسے کچھ بھی (ثواب) نہ ملے گا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزّ وجل صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو صرف خالص اسی کے لئے ہو اور صرف اسی کی رضا مطلوب ہو۔

(الترغیب ص ۵۵، ج ۱)

(۱۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَحَقَّرَهٗ وَصَغَّرَهٗ

رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنی شہرت چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو (بُرائی کے ساتھ) مشہور کر دے گا اور اس کو (لوگوں کی نظروں میں) حقیر اور صغیر (چھوٹا) بنا دے گا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۴۵ از بیہقی)

فرض ہوتے ہوئے زکوٰۃ نہ دینا

(۱۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَیْهِ یَعْنِیْ بِشِدْقَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا کَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا "وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ" الْاٰیَة

(رواہ البخاری)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس

نے اس کی زکوٰۃ نہ دی تو قیامت کے دن اس کا مال (خوب زہریلا) گنجا سانپ بنادیا جائے گا (زہر کی وجہ سے جس کے سر کے بال اُڑ گئے ہوں گے) اس کی دونوں آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے وہ سانپ قیامت کے دن اس کے گلے کا طوق بنادیا جائے گا۔ پھر وہ اس کی دونوں باچھوں کو پکڑے گا پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے (اپنی اس بات کی تائید میں) یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ آخر تک۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۵ از بخاری)

مقدور ہوتے ہوئے حج نہ کرنا

(۱۹) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا وَّ اِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا۔ رواہ الدارمی

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو حج کرنے سے کسی مجبوری نے یا ظالم بادشاہ نے یا روکنے والے مرض نے نہ روکا پھر وہ بغیر حج کئے مر گیا اور حج نہ کیا تو وہ چاہے تو یہودی ہونے کی حالت میں مر جائے اور اگر چاہے تو نصرانی ہونے کی حالت میں مر جائے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۲۲ از دارمی)

رمضان کا روزہ چھوڑنا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
(۲۰) صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ
مِنْ غَیْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ
الدَّهْرِ کُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ - رواہ الترمذی وابوداؤد -

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بغیر شرعی اجازت اور بغیر مرض کے رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو ساری عمر کے روزے رکھنے سے بھی اُس کی تلافی نہیں ہو سکتی، اگرچہ اس کی قضاء بھی رکھ لے (کیونکہ رمضان میں روزے رکھنے سے جو فضیلت حاصل ہوتی ہے وہ بلا رمضان حاصل نہیں ہوتی اگرچہ ایک روزے کے بدلے ایک روزہ رکھ لینے سے فقہی اعتبار سے قضا کی تعمیل ہو جائے گی۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۷۷ از ترمذی ابوداؤد وغیرہ)

ف :- رمضان کے روزے رکھنا فرض ہے، ان ارکانِ اسلام میں سے ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ رمضان المبارک کا ایک روزہ بغیر عذر شرعی کے چھوڑ دینا سخت گناہ ہے۔

قرآن پڑھ کر بھول جانا

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُوْرُ أُمَّتِيْ حَتّٰى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوْبُ أُمَّتِيْ فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ أَوْ اٰيَةٍ أُوْتِيْهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا۔

رواہ الترمذی وابوداؤد۔

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر میری اُمت کے ثواب کے کام پیش کیے گئے یہاں تک کہ تنکا وغیرہ مسجد سے کوئی شخص نکال دے (تو میں نے اس کو بھی ثواب کے کاموں میں دیکھا) اور مجھ پر میری اُمت کے گناہ (کے کام) پیش کیے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت دیدی جائے پھر وہ اس کو بھول جائے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۶۹ از ترمذی وابوداؤد)

(۲۲) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِءٍ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَجْذَمَ۔ رواہ ابوداؤد والدارمی

"حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے پھر بھول جاتا ہے وہ ضرور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ وہ کوڑھی ہو گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۱ از ابوداؤد دارمی)

بدعت جاری کرنا

(۲۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ۔ متفق علیہ۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی تو وہ بات مردود ہے"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷ از بخاری ومسلم)

علمیت جتانے یا لوگوں کو معتقد بنانے کے لئے علمِ دین حاصل کرنا

(۲۴) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ۔ رواہ الترمذی۔

"حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جس نے اس لئے علم حاصل کیا کہ عالموں سے مقابلہ کرے یا بے وقوفوں سے جھگڑا کرے یا لوگوں کو اپنی طرف جھکائے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل فرمائے گا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۴ از ترمذی)

دنیا کے لئے علم دین حاصل کرنا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
(۲۵) اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْماً مِمَّا
یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا یَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضاً
مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَعْنِیْ
رِیْحَهَا ۔ رواه احمد وابوداؤد وابن ماجه ۔

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کی جاتی ہے ایسے علم کو جس نے دنیا کا کچھ سامان ملنے کے لئے حاصل کیا تو یہ شخص جنّت کی خوشبو (بھی) نہ پائے گا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۴ از احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

علمِ دین چھپانا

وعن ابی هُرَیْرَةَ رضِیَ اللّٰهُ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰهِ
(۲۶) صلَّی اللّٰهُ تعالیٰ علیه وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ
عَلِمَهٗ ثُمَّ کَتَمَهٗ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ
نَّارٍ ۔ رواه احمد وابوداؤد والترمذی ۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا ہے پھر اس نے اس کو چھپا دیا تو

قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام لگائی جائے گی -
(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۴ از احمد، ابوداؤد، ترمذی)

ف :- اس سے قرآن و حدیث اور دینی مسائل مراد ہیں کہ جو شخص واقف ہوتے ہوئے معلوم کرنے پر دینی بات نہ بتائے اس کا یہ حشر ہوگا جو اُوپر حدیث میں مذکور ہے -

جو بات حدیث نہ ہو اس کو حدیث کہہ کر بیان کرنا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
(۲۷) صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ - رواہ مسلم -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے -
(صحیح مسلم ص۷ جلد اوّل)

(۲۸) اولیاء اللہ سے دشمنی کرنا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ - رواہ البخاری والحدیث اختصرتہ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا فرمان

ہے کہ جو شخص میرے کسی دوست سے دشمنی کرے میں اس کو جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۷ از بخاری)

ف :- جو لوگ اخلاص کے ساتھ دینی علوم و اعمال میں لگے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اُن سے دشمنی کتنی بڑی بدبختی ہے؟ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔

حرام مال کھانا

(۲۹) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ۔ رواہ احمد والدارمی والبیھقی فی شعب الایمان۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جنّت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام سے پلا ہو اور ہر وہ گوشت جو حرام سے پلا ہو دوزخ ہی اس کی زیادہ مستحق ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۲ از احمد، دارمی، بیہقی)

حرام مال کما کر پیچھے چھوڑ جانا

(۳۰) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَکْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَیَتَصَدَّقُ مِنْہُ فَیُقْبَلُ مِنْہُ وَلَا یُنْفِقُ مِنْہُ فَیُبَارَکُ لَہٗ فِیْہِ وَلَا

يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ إِلَّا كَانَ زَادَهٗ إِلَى النَّارِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُوْ السَّيِّئَ بِالسَّيِّئِ وَلٰكِنْ يَمْحُوْ السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ إِنَّ الْخَبِيْثَ لَا يَمْحُوْ الْخَبِيْثَ ۔ رواہ احمد

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بندہ حرام مال کمائے گا پھر اس میں سے صدقہ کرے گا تو وہ قبول نہ ہوگا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہ ہوگی اور مال حرام کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا تو یہ مال اس کے لئے دوزخ میں لے جانے والا توشہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۲۴۲ از احمد)

سود کھانا

(۳۱) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيْلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ زِنْيَةً ۔ رواہ احمد والدارقطنی ۔

"حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کا ایک درہم جسے انسان کھالے اور وہ جانتا ہو (کہ یہ سود کا ہے) تو (اس کا گناہ) چھتیس۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۲۴۵ از احمد، دارقطنی)

سُود کا کاتب اور گواہ بننا

(۳۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُؤْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ۔ رواہ مسلم۔

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے لعنت بھیجی سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہ بننے والوں پر اور فرمایا کہ (گناہ میں) یہ سب برابر ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح صـ ۲۴۴ از مسلم)

دُوسرے کی زمین دبا لینا

(۳۳) وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّہٗ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ۔ متفق علیہ۔

"حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بالشت بھر بھی زمین کا کوئی حصّہ ظلم کے طور پر لے لیا، قیامت کے دن اس حصّہ کا اس کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا اور یہ طوق ساتوں زمینوں کا ہو گا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح صـ ۲۵۴ از بخاری و مسلم)

وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ
(٣٤) رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٌ ظَلَمَ شِبْرًا
مِّنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَّحْفِرَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ
اٰخِرَ سَبْعِ اَرْضِيْنَ ثُمَّ يُطَوَّقُهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقْضٰى
بَيْنَ النَّاسِ ـ رواہ احمد ـ

حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی بھی شخص نے بطور ظلم بالشت بھر زمین لے لی اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن حکم دیں گے کہ اس کو اتنا کھودے کہ ساتویں زمین کے آخر تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد زمین کے اس حصہ کو اس کے گلے کا طوق بنا دیں گے جو قیامت کے دن کے ختم ہونے تک اس کے گلے کا طوق رہے گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلے ہوں۔
(مشکوٰۃ المصابیح ص۲۵۶ از احمد)

بغیر بلائے دعوت میں جانا

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عنهما قال
(٣٥) قَالَ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ
يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرسوله، وَمَنْ دَخَلَ على غَيْرِ دَعْوَةٍ
دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِيْرًا ۔ رواہ ابوداؤد

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو دعوت (طعام)

دی گئی پھر اس نے اس کو قبول نہ کیا تو اُس نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی اور جو شخص بغیر بلائے آ کر کھانے میں شریک ہو گیا) وہ چور ہو کر داخل ہوا اور لٹیرا بن کر نکلا۔"[1]

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۸ از ابوداؤد)

شراب، مُردار، سؤر اور بُتوں کو فروخت کرنا

(۳۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهٗ تُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا أَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَأَكَلُوْا ثَمَنَهٗ۔ متفق علیہ۔

---

[1] چور ہو کر داخل ہونا تو واضح ہے کیونکہ جو شخص بغیر بلائے جاتا ہے وہ صاحبِ خانہ کی بے خبری میں داخل ہوتا ہے اور اگر صاحب خانہ لحاظ میں خاموش رہ جائے تو کم از کم اس کی اپنی نیت تو یہ ہوتی ہے کہ صاحب خانہ مجھے نہ دیکھے اور ایسا شخص جب کھا کر نکل جائے تو اسے لٹیرا اس لئے فرمایا کہ لوٹ مار کرنیوالوں کی طرح سب کے سامنے دوسرے کا مال پیٹ میں بھر کر چل دیا۔"

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر جبکہ آپ مکہ میں تشریف فرما
تھے یوں ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
نے حرام فرمایا شراب کی بیع کو اور مُردار کی بیع کو اور سوٴر کی بیع کو،
اور بتوں کی بیع۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! مُردار کی چربیوں
کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ کیونکہ یہ کشتیوں کو ملی جاتی ہیں اور
چمڑوں کو لگائی جاتی ہیں اور اُن کے ذریعہ لوگ (چراغ جلاکر)
روشنی حاصل کرتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ (ان کو بھی کام میں نہ لو کیونکہ)
یہ بھی حرام ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے یہودیوں پر،
کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر مُردار کی چربیوں کو حرام فرما
دیا تو ان کو پکا اور پگھلا کر اور اُن میں کچھ ملاکر) خوب صورت بنا
لیا (تاکہ چربی کی ظاہری صورت باقی نہ رہے) پھر اس کو فروخت
کرکے اس کی قیمت کھا گئے۔

(مشکوٰۃ المصابیح صہ۲۴۱ از بخاری و مسلم)

ناپ تول میں کمی کرنا

(۳۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْكَيْلِ وَالْمِيْزَانِ اِنَّكُمْ قَدْ وُلِّيْتُمْ اَمْرَيْنِ هَلَكَتْ فِيْهِمَا الْاُمَمُ السَّابِقَةُ قَبْلَكُمْ۔ رواہ الترمذی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپنے اور تولنے والوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بلاشبہ دو ایسی چیزیں تمہارے سپرد کی گئی ہیں جن کے بارے میں تم سے پہلے گذشتہ امتیں ہلاک ہو چکی ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۲۵۰ از ترمذی)

ف:۔ ناپ تول میں کمی کرنا حرام ہے۔ گذشتہ امتیں اس فعلِ بد کی وجہ سے ہلاک ہو چکی ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ یہ قوم ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔

رشوت کا لینا دینا اور اس کا واسطہ بننا

(۳۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّاشِیَ وَالْمُرْتَشِیَ۔

رواہ ابوداؤد وابن ماجہ۔

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے پر"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۲۶ از ابوداؤد، ابن ماجہ)

ف:۔ اس مضمون کی حدیث حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جو شخص رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے کا واسطہ بنے اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۲۶ از مسند احمد و بیہقی فی شعب الایمان)

ٹیکس وصول کرنا

(۳۹) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَکْسٍ یعنی الَّذِی یَعْشُرُ النَّاسَ ۔ رواہ احمد و ابوداؤد والدارمی ۔

"حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ٹیکس وصول کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا ۔"

(مشکواۃ المصابیح ص۳۲۲ از احمد، ابوداؤد، دارمی)

ف :- جن مالوں کا وصول کرنا شرعاً جائز نہیں ہے (جیسے کسٹم ڈیوٹی) شہروں اور قصبوں میں داخل ہونے پر چونگی، انکم ٹیکس وغیرہ سب اس میں شامل ہیں) وصول کرنے والے اور وصول کرانے والے سب حرام کے مرتکب ہیں ۔

جھوٹی قسم کے ذریعے کسی کا حق مارنا

(۴۰) وَعَنْ اَبِی اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِیَمِیْنِہٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَیْہِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ وَاِنْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! قَالَ وَاِنْ کَانَ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاكٍ ۔ رواہ مسلم ۔

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے کسی مسلمان کا حق اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعہ حاصل کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ واجب فرما دے گا اور اس پر جنّت حرام فرما دے گا۔ یہ سُن کر ایک شخص نے کہا کہ اگرچہ معمولی سی چیز ہو؟ آپؐ نے فرمایا اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک قچی ہی ہو۔"

(مشکوٰۃ المصابیح صـ۳۲۶ از مسلم)

کسی کے مال پر جھوٹا دعویٰ کرنا

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ رواہ مسلم۔ (۱۸۹)

"حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے تو وہ شخص ہم میں سے (یعنی مسلمانوں کے گروہ سے) نہیں ہے اور اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح صـ۳۲۷ از مسلم)

ضرورت کے وقت غلّہ روکنا

وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَّالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ۔ رواہ ابن ماجہ والدارمی۔

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دوسری جگہ سے (شہر یا بستی میں) غلّہ لے کر آئے جس سے لوگوں کو خوراک ملتی ہے) ایسا شخص مرزوق ہے (یعنی اللہ اس کو رزق دے گا) اور جو شخص (ضرورت کے وقت) غلّہ روک کر رکھے (مہنگائی کا انتظار کرتا ہے) ایسا شخص ملعون ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۲۵۱ از ابن ماجہ، دارمی)

جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی

(۳۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْکَبَائِرُ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ۔

رواہ البخاری وفی روایۃ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و شہادۃ الزور بدل الیمین الغموس۔ متفق علیہ۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، ماں باپ کو تکلیف پہنچانا، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا (جس کے قتل کی شرعاً اجازت نہ ہو) جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں جس کے راوی حضرت انسؓ ہیں الیمین الغموس کے بجائے شہادۃ الزور کا ذکر ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۷ از بخاری ومسلم)

ف :- جھوٹی قسم کو یمینِ غموس فرمایا ہے، مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے اول قسم اس کو گناہ میں گھسا دیتی ہے پھر قیامت کے دن دوزخ میں گھسا دے گی اس لئے اس کا یہ نام رکھا گیا۔

شَہَادَۃُ الزُّوْرِ یعنی جھوٹی گواہی دینا بھی سخت گناہ ہے۔ بہت سے لوگ کسی کا مال دبانے کے لئے یا کسی عزیز قریب کو مقدمہ جتانے کے لئے جھوٹی گواہی دیتے ہیں اور بعض لوگوں نے تو یہ پیشہ بنا رکھا ہے کہ روزانہ کچہری میں چلے گئے اور چند روپے لئے اور جھوٹی گواہی دے آئے۔ جھوٹی گواہی دینا اور اس پر پیسے لینا دونوں سخت حرام ہیں۔ جھوٹی قسم کھا کر جو رقم لی گئی وہ بھی حرام ہے۔

اس حدیث میں چند بڑے گناہ شمار کرائے ہیں۔ دوسری احادیث میں دوسرے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم کھانا

(۱۴۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ۔

(رواہ الترمذی)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹۶ از ترمذی)

گناہ کی نذر ماننا

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
(۴۵) تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ
وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ ۔ رواہ البخاری

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی نذر مانی تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے (یعنی نذر پوری کرے) اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (یعنی کسی گناہ) کی نذر مانی تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹۷ از بخاری)

ف :۔ گناہ کی نذر ماننا گناہ ہے اور اس نذر کا پورا کرنا بھی گناہ ہے، جو شخص گناہ کی نذر مان لے وہ اس کو پورا نہ کرے اور اس کا وہی کفارہ دیدے جو قسم کا کفارہ[1] ہے۔

خودکشی کرنا

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ
(۴۶) رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ

---

[1] ومن کان نذر فی معصیۃ فذلک للشیطان ولا وفاء فیہ ویکفرہ ما یکفر الیمین ۔ رواہ النسائی ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۹۹)

فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ یَتَرَدّٰی فِیْهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰی سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسَمُّهٗ فِیْ یَدِهٖ یَتَحَسَّاهُ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِیْدَةٍ فَحَدِیْدَتُهٗ فِیْ یَدِهٖ یَتَوَجَّأُ بِهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا۔ متفق علیہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے پہاڑ سے گر کے خودکشی کی وہ ہمیشہ ہمیش دوزخ کی آگ میں (پہاڑ سے) گرتا رہے گا اور جس نے زہر پی کر خودکشی کی اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور ہمیشہ ہمیش دوزخ کی آگ میں اس کو پیتا رہے گا اور جس نے کسی لوہے کے ذریعے خودکشی کی تو اس کا لوہا اس کے ہاتھ میں ہو گا جسے وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیش اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹۹ از بخاری و مسلم)

ف :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرلے وہ دوزخ میں اپنا گلا گھونٹے گا اور جو شخص نیزہ کے ذریعے خودکشی کرلے وہ دوزخ میں اپنے اندر نیزہ گھونپے گا۔

(بخاری)

قتلِ مومن

(۴۷) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ ذَنْبٍ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّغْفِرَہٗ اِلَّا مَنْ مَّاتَ مُشْرِکًا اَوْ مَنْ یَّقْتُلُ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا۔

(رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ ہر گناہ کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا سوائے اس شخص کے جو مشرک ہونے کی حالت میں مرے یا وہ شخص جو کسی مومن کو قصداً قتل کر دے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۰۱ از ابوداؤد، نسائی)

(۴۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَھْلَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اشْتَرَکُوْا فِیْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَکَبَّھُمُ اللّٰہُ فِی النَّارِ۔

(رواہ الترمذی)

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اگر آسمان و زمین والے سب مل کر کسی مومن کے خون میں شریک ہوں (یعنی اسے قتل کر دیں) تو ضرور اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ کر کے دوزخ میں ڈال دے گا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۰۱ از ترمذی)

(۴۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ شَطْرَ کَلِمَۃٍ لَقِیَ اللّٰہَ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ۔

(رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی مومن کے قتل میں ذرا سے کلمہ کے ذریعہ بھی مدد کی تو وہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ "یہ اللہ کی رحمت سے نا امید ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۰۲ از ابن ماجہ)

خیانت کرنا

(۵۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا۔ رواہ البخاری وزاد مسلم وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔

"حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہم پر (یعنی مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہمارے ساتھ خیانت کا معاملہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۰۵ از مسلم)

(٥١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رَفَعَہٗ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَا لَمْ یَخُنْ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ فَاِذَا خَانَہٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِھِمَا۔ رواہ ابو داؤد۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ شرکت میں جو دو آدمی کام کر رہے ہیں میں ان کا تیسرا ہوتا ہوں (یعنی دونوں کی مدد کرتا ہوں) جب تک کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کی خیانت نہ کرلے۔ پس جب ان میں سے کوئی خیانت کرلیتا ہے تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں۔“

(مشکوٰۃ المصابیح ص۲۵۴ از ابوداؤد)

بدعہدی کرنا

(٥٢) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ کم ایسا ہوا ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہم سے خطاب کیا ہو اور یہ نہ فرمایا ہو کہ اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو عہد کا پورا نہیں۔“

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۵ از بیہقی)

دھوکہ دینا

(۵۳) وَعَنْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِيْرِ عَامَّةٍ. رواه مسلم۔

"حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ہر دھوکہ دینے والے کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکہ کے بقدر بلند کیا جائے گا (پھر فرمایا کہ) خبردار! جو شخص عوام کا امیر ہو اس کے غدر یعنی دھوکہ سے بڑھ کر کسی کا غدر نہیں۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۳ از مسلم)

ف:- دوسری روایات میں ہے کہ قیامت کے دن ہر غدر کرنے والے (یعنی دھوکہ دینے والے) کے لئے ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے پائخانہ کے مقام پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اس کے ذریعہ پہچانا جائے گا اور یوں کہا جائے گا کہ فلاں کے بیٹے فلاں کا دھوکہ ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۳ از بخاری و مسلم)

رعیت کے حق میں خیانت کرنا

وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ وَّالٍ

يَلِيْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَّهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ۔ متفق علیہ ۔

"حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو بھی کوئی شخص مسلمانوں میں سے کسی رعیت کا والی (حاکم) بنا پھر اس حال میں مر گیا کہ وہ ان کے حق میں خیانت کرنے والا تھا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس پر جنت حرام فرمادے گا" (مشکوٰۃ المصابیح صہ۳۲۱ از بخاری و مسلم)۔

امام عادل اور امام ظالم

(۵۵) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَقْرَبُهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ وَاِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَشَدَّهُمْ عَذَابًا وفی روایۃ اَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ جَائِرٌ ۔ رواہ الترمذی ۔

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا اور سب سے زیادہ قریب وہ امام ہوگا جو انصاف کرنیوالا تھا۔ (امام سے وہ شخص مراد ہے جسے اقتدار اعلیٰ حاصل ہو) اور بلاشبہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور سب سے زیادہ سخت عذاب والا امام ظالم ہوگا" (مشکوٰۃ المصابیح صہ۳۲۲ از ترمذی)

فیصلوں میں ظلم کرنا

وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ
(۵۶) رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقُضَاةُ
ثَلَاثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَاَمَّا الَّذِي
فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ، وَ
رَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي
النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ
رواہ ابن ماجه وابوداؤد۔

"حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ فیصلہ کرنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں ان میں سے ایک جنت میں ہوگا اور دو دوزخ میں ہوں گے۔ پس جو جنت میں ہوگا وہ شخص ہوگا جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور (ان میں سے) ایک وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور ظلم کا فیصلہ کیا۔ سو یہ شخص دوزخ میں ہوگا اور (ان میں سے) ایک وہ ہے جو جہالت کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے۔ (اس کو حق اور ناحق کا کچھ پتہ نہیں) سو یہ (بھی) دوزخ میں ہوگا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۴ از ابوداؤد، ابن ماجہ)

صاحبِ اقتدار لوگوں کی ظلم پر مدد کرنا

(۵۷) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَرَاءُ سَيَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ بِظُلْمِهِمْ فَلَيْسُوْا مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَنْ يَّرِدُوْا عَلَیَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَّمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ۔

رواہ الترمذی والنسائی۔

حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ عنقریب میرے بعد (ظلم والے) امیر (صاحبِ اقتدار لوگ) ہوں گے جو شخص اُن کے پاس گیا اور اُن کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ظلم پر اُن کی مدد کی تو وہ (امیروں کے پاس جانے والے) مجھ سے نہیں اور میں اُن سے نہیں (یعنی میں اُن سے بے تعلّق ہوں) اور ایسے لوگ میرے پاس حوض پر نہ آئیں گے اور جو شخص ان لوگوں کے پاس نہ گیا اور اُن کے جھوٹ کی تصدیق نہ کی اور ظلم پر اُن کی مدد نہ کی تو وہ لوگ (یعنی ظالم امیروں سے بچنے والے) میرے ہیں اور میں اُن کا ہوں اور یہ لوگ میرے پاس حوض پر آئیں گے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۲
از ترمذی، نسائی)

ظلم اور بُخل

(۵۸) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ۔ رواہ مسلم۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ تم لوگ ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیریاں بن کر سامنے آئے گا اور بُخل (کنجوسی) سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا اُن کو اس پر آمادہ کیا کہ خون بہائیں اور حرام کاموں کا ارتکاب کریں“

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۴ از مسلم)

ف :- اس حدیث میں ظلم اور بُخل دو چیزوں سے منع فرمایا اور ان کے انجامِ بد سے باخبر فرمایا۔

اوّل :- ظلم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ ظلمات بن کر سامنے آئے گا یعنی جس طرح اچھے اعمال قیامت کے دن روشنی کا ذریعہ ہوں گے اسی طرح ظلم اندھیری اور تاریکی کا سبب بنے گا جیسے اندھیرے میں انسان راہ نہیں پاتا۔ اسی طرح ظلم کرنے والے میدانِ قیامت میں نجات کا راستہ نہ پائیں گے جب تک کہ مظلوموں کے حقوق ادا نہ کر دیں۔[1]

---

[1] حقوق کی ادائیگی کا طریقہ حدیث ۷۵ میں آرہا ہے۔ ۱۲

بعض حضرات نے "ظلمات" کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ ظلم قیامت کے دن سختیاں اور مصائب بن کر سامنے آئے گا۔ یہ ترجمہ بھی ٹھیک ہے اور مآل اس کا بھی وہی ہے جو اُوپر ذکر ہُوا۔

دوسرے بخل یعنی کنجوسی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس کی وجہ سے پہلی اُمتیں ہلاک ہوگئیں۔ کنجوسی کی وجہ سے ان لوگوں نے آپس میں خون ریزیاں کیں اور اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو حرام قرار دیا تھا ان کی خلاف ورزی کر کے حرام کاموں کے مرتکب ہوئے۔ بات یہ ہے کہ کنجوسی مال کی محبّت کی وجہ سے ہوتی ہے اور مال کی محبّت میں انسان اتنا آگے بڑھ جاتا ہے کہ اُس کی وجہ سے کُشت و خون تک سے باز نہیں آتا اور بڑی لاپرواہی سے گناہ کرتا چلا جاتا ہے۔ پھر یہ چیزیں ہلاکت اور بربادی کا سبب بنتی ہیں۔ جہاں جہاں مال خرچ کرنا فرض یا واجب ہے وہاں خرچ نہ کرنا بدترین کنجوسی ہے اور گناہِ کبیرہ ہے اور مستحبات میں خرچ نہ کرنا ثواب سے محرومی ہے۔

بندوں کے حقوق تلف کرنا

(۵۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّوَاوِيْنُ ثَلٰثَةٌ دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ الْاِشْرَاكَ بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ

شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ (قیامت کے دن) تین قسم کے دفتر ہوں گے۔ ایک دفتر تو وہ ہوگا جس میں لکھے ہوئے گناہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا اور یہ شرک کا گناہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہ فرمائے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور ایک دفتر ایسا ہوگا (کہ اللہ تعالیٰ (اس میں) لکھی ہوئی چیزوں کے فیصلے ضرور فرمائے گا اور فیصلے کئے بغیر) نہ چھوڑے گا۔ یہ بندوں کے آپس کے مظالم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے سے بدلہ دلائے گا۔ اور ایک دفتر ایسا ہوگا جس میں وہ زیادتیاں (درج) ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی وجہ سے بندوں سے سرزد ہوئی ہوں گی۔ پس اس دفتر کی چیزیں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ پر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ چاہے اُن کو عذاب دے اور چاہے تو اُن کو معاف فرما دے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۵ از بیہقی)

ف:۔ اس سے معلوم ہُوا کہ بندوں نے آپس میں جو ایک دوسرے پر کسی طرح مالی یا جانی یا آبرو کے متعلق کوئی زیادتی کی ہوگی اس کی معافی نہ ہوگی جب تک کہ اُن کے بدلے نہ دلائے جائیں اور ان بدلوں کا لین دین نیکیوں اور بدیوں کے ذریعے ہوگا جیسا کہ آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

(۶۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِیْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْشَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ فَاِنْ کَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَیْهِ - رواہ البخاری -

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے کسی طرح کا کوئی ظلم اپنے بھائی پر کر رکھا ہو خواہ آبروریزی کا ظلم ہو خواہ کسی دوسری طرح کا (مثلاً قرض لے کر نہ دیا ہو یا خیانت چوری سے مال لے لیا ہو یا رشوت لی ہو) سو وہ آج ہی (حق ادا کر کے یا معافی مانگ کر یا بدلہ دے کر) حلال کر لیوے اس (دن) سے پہلے جب کہ نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا۔ پس اگر ظلم کرنے والے کے نیک اعمال ہوں گے تو ظلم کے بقدر اس سے لے لئے جائیں گے (اور مظلوم کو دیدیئے جائیں گے) اور اگر ظالم کے نیک اعمال نہ ہوئے تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے (جن کی وجہ سے دوزخ کا عذاب بھگتے گا۔)

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۳۵ از بخاری)

ف:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ حضرات صحابہؓ سے دریافت) فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس (غریب بے پیسہ والا) کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم تو مفلس

اُسے سمجھتے ہیں جس کے پاس درہم نہ ہو اور مال اور سامان نہ ہو۔ آپ نے فرمایا بلاشبہ میری اُمّت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور (ساتھ ہی اس حال میں) آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی دوسرے کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ لہٰذا اس کی نیکیاں کچھ اس کو دے دی جائیں گی (اور کچھ اس کو دے دی جائیں گی) پس اگر اس کی نیکیاں لوگوں کے حقوق ادا ہونے سے پہلے ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس کے سر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۵ از مسلم)

قرض ادا کئے بغیر مرجانا

M-Jmp

(۶۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُغْفَرُ لِلشَّہِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنُ ۔ رواہ مسلم ۔

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ قرض کے علاوہ شہید کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص۲۵۲ از مسلم)

ف :۔ مطلب یہ ہے کہ جس نے بندوں سے قرض لیا اور اس کو ادا نہ کیا اور نہ ادائیگی کا انتظام چھوڑا تو باوجودیکہ شہادت کا بڑا درجہ ہے اور شہید کا ہر گناہ معاف ہے مگر قرض کی معافی نہیں ہے کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔

(۶۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ یَّلْقَاہُ بِھَا عَبْدٌ بَعْدَ الْکَبَائِرِ الَّتِیْ نَھَی اللّٰہُ عَنْھَا اَنْ یَّمُوْتَ رَجُلٌ وَّعَلَیْہِ دَیْنٌ لَا یَدَعُ لَہٗ قَضَاءً۔

رواہ احمد و ابوداؤد۔

"حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ جن کبیرہ گناہوں سے اللہ جلّ شانہٗ نے (خصوصیت اور اہمیت کے ساتھ) روکا ہے (جیسے شرک، سحر، قتلِ ناحق، عُقُوق الوالدین وغیرہ) کے بعد سب سے بڑا گناہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ آدمی اس حال میں مر جائے کہ اُس پر قرضہ ہو اور اس نے اس کی ادائیگی کا انتظام نہ چھوڑا ہو"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۲۵۳ از احمد، ابوداؤد)

بدگمانی کرنا اور دوسروں کے حالات کا تجسّس کرنا

(۶۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا تَنَافَسُوْا۔

متفق علیہ۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ گمان کرنے سے بچو کیونکہ گمان سب باتوں سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور دوسروں کے حالات معلوم کرنے کے لئے آنکھ، کان وغیرہ کا استعمال نہ کرو اور کسی کے حالات کی ٹوہ میں نہ لگو اور دوسرے کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ اور آپس میں حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ (ایک دوسرے کے مفاد کو نقصان پہنچاتے ہوئے اپنے مفاد کو سامنے رکھ کر) مقابلہ بازی نہ کرو"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۷ از بخاری و مسلم)

قطع تعلّق کرنا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اُتْرُکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا۔ رواہ مسلم

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ ہفتہ میں دو بار (درگاہِ خداوندی میں) لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، ایک پیر کے دن اور ایک جمعرات کے دن۔ پس ہر مومن بندے کی

بخشش کر دی جاتی ہے سوائے ایسے شخص کے جس کے دل میں اس
کے بھائی کی طرف سے دشمنی ہو۔ اُن کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے
کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو جب تک کہ اپنی دشمنی سے باز نہ
آجائیں"۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۸ از مسلم)

(۶۵) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنه قالَ قالَ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ علیه وسلَّم لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّهْجُرَ مُؤْمِنًا
فَوْقَ ثلٰثٍ فَاِنْ مَرَّت بِهٖ ثلٰثٌ فَلْیَلْقَهٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ
فَاِنْ رَدَّ علیه السَّلَامَ فقد اشترکا فِی الاَجرِ وان لَّمْ
یَرُدَّ فَقَدْ بَاءَ بِالاِثْمِ وَخَرَجَ المُسَلِّمُ مِنَ الْهِجرۃِ۔
رواہ ابو داؤد۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ کسی مومن کے لئے یہ حلال نہیں
ہے کہ کسی مومن سے تین دن سے زیادہ ترکِ تعلّق کرے۔ پس اگر تین
دن گزر جائیں تو اس سے ملاقات کر کے سلام کرے۔ پس اگر اس
دوسرے شخص نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں
شریک ہو گئے اور اگر اُس نے سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار رہا
اور سلام کرنے والا قطع تعلق (کے گناہ) سے نکل گیا"۔
(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۸ از ابو داؤد)

(۶۶) وَعَنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْهُ قَالَ قالَ رسولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیه وسلَّم دَبَّ الیکم دَاءُ الاُمَمِ
قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ وَهِیَ الحالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ

الشَّعْرَ وَلٰكِن تَحلِقُ الدِّيْنَ - رواہ احمد والترمذی -

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ پہلی قوموں کا مرض تمہارے پاس آ پہنچا ہے وہ حسد ہے، اور بغض کی صفت مونڈ دینے والی ہے۔ (پھر فرمایا کہ) میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈ دیتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈ دیتی ہے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۸ از احمد و ترمذی)

حسد کرنا

(۶۷) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالحَسَدَ فَاِنَّ الحسدَ يَأْكُلُ الحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الحَطَبَ - رواہ ابوداؤد -

"حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۸ از ابوداؤد)

ف :- اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ اپنے بندوں کو نعمتوں سے نوازتا ہے اور حسد کرنے والے حسد میں جلے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کو جو چاہے دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ لیکن حاسد کو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ منظور نہیں۔ لہٰذا حسد میں جلتا رہتا ہے۔ نعوذ باللہ من شرِّ حَاسِدٍ۔

مُسلمان کو نقصان پہنچانا یا اس کے ساتھ مکّاری کرنا

(۶۸) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَکَرَ بِہٖ ۔ رواہ الترمذی ۔

"حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مومن کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر کرے "

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۸ از ترمذی)

کسی کی آبروریزی کرنا

(۶۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَّھُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُحَاسٍ یَخْمِشُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَصُدُوْرَھُمْ فَقُلْتُ مَنْ ھٰٓؤُلَآءِ یَا جِبْرَئِیْلُ قَالَ ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِھِمْ ۔ رواہ ابوداؤد ۔

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات میرے رب نے مجھے معراج کرائی میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے تانبے کے ناخن تھے (جن سے) وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے، میں نے

کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں اور ان کی آبرو ریزی کرتے ہیں"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۹ از ابوداؤد)

ف :۔ کسی بھی طرح سے بے آبرو کرنا مثلاً آگے پیچھے کسی کے بارے میں بُرے کلمات کہنا، غیبت کرنا، طعن وتشنیع کرنا، یہ وعید اِن سب صُورتوں کو شامل ہے۔

کسی کو تُہمت لگانا

(۷۰) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمٰی مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰہُ مَلَکًا یَّحْمِیْ لَحْمَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ نَّارِ جَھَنَّمَ وَمَنْ رَمٰی مُسْلِمًا بِشَیْءٍ یُرِیْدُ بِہٖ شَیْنَہٗ حَبَسَہُ اللّٰہُ عَلٰی جِسْرِ جَھَنَّمَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔ رواہ ابوداؤد۔

"حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جس نے کسی منافق کی بدگوئی سے بچاتے ہوئے کسی مومن کی حمایت کی اللہ تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن اس کے لئے ایک فرشتہ بھیجے گا جو اُس کو دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان پر کسی چیز کی تُہمت لگائی جس سے اُس کو عیب دار بتانا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کو دوزخ کے پُل پر روک دیگا یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نکل جائے۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۸ از ابوداؤد)

ف :- "دل کی ہوئی بات سے نکل جائے" یعنی کسی پر جو تہمت کہی ہے اس کو صحیح ثابت کر دے اور جھوٹی بات کو صحیح ثابت کرنا ممکن نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اب یہی صورت ہو سکتی ہے کہ جس پر تہمت رکھی ہے اس کو راضی کرے یا اس کے گناہ اپنے سر لے کر سزا بھگتے۔ جیسا کہ حدیث ۷۰ میں گزرا۔

جُوا کھیلنے والا اور احسان جتانے والا

(۱۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَاقٌّ وَلَا قَمَّارٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ۔ رواہ الدارمی -

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ عاق اور جوئے باز اور (کچھ دے کر) احسان جتانے والا اور شراب کی عادت رکھنے والا یہ لوگ جنّت میں داخل نہ ہوں گے"

(مشکوٰۃ المصابیح صـ۳۱۸ از دارمی)

ف :- جو شخص ماں باپ کو ستائے ان کی نافرمانی کرتا ہو اُن کے حقوق ادا نہ کرتا ہو وہ عاق ہے بلکہ جو شخص دوسرے رشتہ داروں سے قطع رحمی کا معاملہ رکھے لفظ عاق اس کو بھی شامل ہے۔ حدیث کے شارحین نے عقوق کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔ اس حدیث میں عاق اور جُوئے باز اور احسان جتانے والے اور شراب کی عادت رکھنے والے کے بارے میں فرمایا ہے کہ جنّت میں داخل نہ ہوں گے ۔

شراب والے دس آدمیوں پر لعنت

(۷۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمْرِ عَشَرَۃً عَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا وَشَارِبَھَا وَحَامِلَھَا وَالْمَحْمُوْلَۃَ اِلَیْہِ وَسَاقِیَھَا وَبَائِعَھَا وَاٰکِلَ ثَمَنِھَا وَالْمُشْتَرِیَ لَھَا وَالْمُشْتَرٰی لَہٗ۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی۔ (۱) شراب بنانے والے پر (۲) شراب بنوانے والے پر۔ (۳) اس کے پینے والے پر (۴) اس کے اٹھانے والے پر۔ (۵) جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جائے اُس پر (۶) اس کے پلانے والے پر (۷) اس کے بیچنے والے پر (۸) اس کی قیمت کھانے والے پر (۹) اُس کے خریدنے والے پر (۱۰) جس کے لئے خریدی جائے اُس پر۔" (مشکوٰۃ صد ۲۴۲ از ترمذی، ابن ماجہ)

ف:۔ ہر شخص غور کرے کہ خود وہ یا اس کے گھر کا کوئی فرد، یا کوئی عزیز و قریب یا دوست کسی حیثیت سے مذکورہ اسبابِ لعنت میں تو گرفتار نہیں؟

نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے

(۷۳) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ

اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَھُوَ نَبِیْذُ الْعَسَلِ فَقَالَ کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَھُوَ حَرَامٌ - متفق علیہ -

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پینے کی جو بھی چیز نشہ لائے وہ حرام ہے"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۱۷ از بخاری ومسلم)

نشہ لانے والی چیز کم ہو یا زیادہ سب حرام ہے

(۷۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ -

(رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کا زیادہ حصّہ نشہ لائے اس کا تھوڑا سا حصّہ بھی حرام ہے"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۱۷ از ترمذی، ابوداؤد ابن ماجہ)

نشہ پینے والے کی سزا

(۷۵) وَعَنْہُ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنَ الْیَمَنِ فَسَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ یَشْرَبُوْنَہٗ بِاَرْضِھِمْ مِنَ الذُّرَۃِ یُقَالُ لَہُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمُسْکِرٌ ھُوَ؟ قَالَ نَعَمْ!

قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ اِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ يَّشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَّسْقِيَهٗ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ قَالَ عِرْقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ۔ رواہ مسلم ۔

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ عہد فرما لیا ہے کہ جو شخص نشہ لانے والی چیز پیئے گا اللہ تعالیٰ اس کو طِیْنَۃَ الخبال پلائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! طینۃ الخبال کیا ہے؟ فرمایا دوزخیوں کا پسینہ یا (فرمایا) دوزخیوں کے جسم کا نچوڑ"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۱۷ از مسلم)

باجے بجانا

(۷۶) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ وَ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَحَلَفَ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ بِعِزَّتِیْ لَا يَشْرَبُ عَبْدٌ مِّنْ عَبِيْدِیْ جُرْعَةً مِّنْ خَمْرٍ اِلَّا سَقَيْتُهٗ مِنَ الصَّدِيْدِ مِثْلَهَا وَلَا يَتْرُكُهَا مِنْ مَخَافَتِیْ اِلَّا سَقَيْتُهٗ مِنْ حِيَاضِ الْقُدُسِ۔

(رواہ احمد)

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب جہانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب عزیز و جلیل نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ گانے بجانے کے سامان مٹادوں اور بتوں کو اور صلیب کو بھی مٹادوں (عیسائی جس کی تعظیم کرتے ہیں) اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ جاہلیت کے کاموں کو مٹادوں اور میرے رب عزیز و جلیل نے قسم کھائی ہے کہ بندوں میں سے جو بھی کوئی بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا اس کو ضرور اسی قدر پیپ پلاؤں گا اور جو بھی کوئی بندہ شراب کو میرے خوف سے چھوڑے گا اس کو مقدّس حوضوں سے پلاؤں گا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۱۸ از احمد)

M. Amb

ڈھولک بجانا

(۷۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَمْرٍو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ النَّبِی صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم نھیٰ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَالْکُوْبَۃِ وَالْغُبَیْرَاءِ وقال کل مسکرٍ حَرَامٌ۔

(رواہ ابوداؤد)

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا شراب سے اور جوئے سے اور ڈھولک سے اور غبیراء سے اور فرمایا کہ نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۱۸ از ابوداؤد)

ف:- غبیراء اس زمانے میں ایک شراب تھی جسے اہلِ حبشہ جوار سے بنایا کرتے تھے۔ ان چند روایات سے معلوم ہُوا کہ شراب کی ہر قسم حرام ہے کم ہو یا زیادہ اور گانا بجانا بھی حرام، ڈھولک، سارنگی اور ہارمونیم وغیرہ گانے بجانے کا سامان "معازف ومزامیر" میں شامل ہے جس کے بارے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کو مٹانے کے لئے آیا ہوں۔

دیّوث بننا

(۷۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تعالیٰ عنهما اَنَّ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلّم قَالَ ثَلٰثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ علیهم الجنّةَ مُدْمِنُ الخمر والعاقُّ والدَّیُّوثُ اَلَّذِی یُقِرُّ فِی اَهْلِهِ الْخُبْثَ۔

(رواہ احمد والنسائی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تین شخص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرمادی ہے۔ اوّل وہ شخص جو شراب پیتا رہتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے، تیسرا دیوث جو اپنے اہل وعیال میں بُرے کام (یعنی زنا اور زنا کے متعلق چیزوں کو) ہونے دیتا ہے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۱۸ از احمد ونسائی)

کسی کو فاسق یا کافر کہنا

(۷۹) وَعَن اَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَا یَرمِی رَجُلٌ رَجُلًا بِالفُسُوقِ وَلَا یَرمِیہِ بِالکُفرِ اِلَّا ارتَدَّت عَلَیہِ اِن لَّم یَکُن صَاحِبُہٗ کَذٰلِکَ ۔ رواہ البخاری

"حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ کوئی شخص جب کسی دوسرے کو فاسق کہے یا کافر کہے تو اس کا یہ کلمہ اسی پر لوٹ آتا ہے اگر وہ ایسا نہ ہو جس کے بارے میں فاسق یا کافر کہا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۱ از بخاری)

گالی دینا

(۸۰) وَعَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ مَسعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ المُسلِمِ فُسُوقٌ وَّ قِتَالُہٗ کُفرٌ ۔ متفق علیہ ۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مسلمان سے گالی گلوچ کرنا بڑی گناہ گاری ہے اور اس سے قتال یعنی جنگ کرنا کفر ہے"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۱ از بخاری و مسلم)

جھوٹ بولنا

(۸۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِہٖ۔

(رواہ الترمذی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ جھوٹ بولے تو فرشتہ اس کی بات کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دُور چلا جاتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۳ از ترمذی)

چُغلی کھانا

(۸۲) وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ۔ متفق علیہ۔

"حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ چغلخور جنّت میں داخل نہ ہو گا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۱)

(از بخاری و مسلم)

دوغلہ پن اختیار کرنا

وَعَنْ عَمَّارٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ
(۸۳) رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ
ذَا وَجْہَیْنِ فِی الدُّنْیَا کَانَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ
لِسَانٌ مِّنْ نَّارٍ۔

(رواہ الدارمی)

"حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ دنیا میں جس کے دو چہرے تھے قیامت کے دن اس کی زبان آگ کی ہو گی"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۳ از دارمی)

طعن کرنا

(۸۴) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ
بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِّ۔
رواہ الترمذی۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مومن طعن کرنے والا اور لعنت بکنے والا اور بدعمل اور بدزبان نہیں ہوتا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۳ از ترمذی)

کسی پر لعنت کرنا

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
(۸۵) صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا
وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یَکُوْنَ لَعَّانًا۔

(رواہ الترمذی)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن لعنت بکنے والا نہیں ہوتا"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۳ از ترمذی)

وَعَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
(۸۶) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَۃِ اللّٰہِ وَلَا بِغَضَبِ اللّٰہِ وَلَا بِجَہَنَّمَ
وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا بِالنَّارِ۔ رواہ الترمذی
وابوداؤد۔

"حضرت سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ آپس میں یوں نہ کہو کہ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو اور نہ ایک دوسرے کو یوں کہو کہ تجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو اور نہ یوں کہو کہ تو دوزخ میں جائے"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۳
از ترمذی، ابوداؤد)

M. Amp

کسی کی نقل اُتارنا

(۸۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِیَّةَ کَذَا وَکَذَا تَعْنِیْ قَصِیْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ کَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ۔

(رواہ احمد والترمذی)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک واقعہ بیان فرمایا، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی (ایک دوسری بیوی) صفیہ کا چھوٹا قد بتانے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ اتنی سی ہے۔ یہ سُن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تُو نے ایک ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو اس کو بگاڑ کر رکھ دے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۴ از احمد، ترمذی)

والدین کو ستانا

(۸۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسُخْطُ الرَّبِّ فِیْ سُخْطِ الْوَالِدِ۔

رواہ الترمذی۔

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ خدا تعالےٰ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور خدا تعالےٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۹، از ترمذی)

(۸۹) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ الذُّنُوْبِ یَغْفِرُ اللّٰہُ مِنْہَا مَاشَاءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّہٗ یُعَجِّلُ لِصَاحِبِہٖ فِی الْحَیٰوۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ - رواہ البیہقی فی شعب الایمان -

"حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جتنے بھی گناہ ہیں اللہ تعالےٰ چاہے گا تو اُن کو معاف فرمادے گا۔ لیکن ماں باپ کا ستانا ایسا گناہ ہے کہ اللہ تعالےٰ موت سے پہلے زندگی میں اس کی سزا دیتا ہے"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۱ از بیہقی)

قطع رحمی کرنا

(۹۰) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْہِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ - رواہ البیہقی -

"حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس قوم میں کوئی قطع رحمی کرنے والا موجود ہو اُن پر رحمت نازل نہیں ہوتی "

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۰ از بیہقی)

ف :- والدین اور دیگر رشتہ داروں سے تعلق نہ رکھنے کو قطع رحمی کہا جاتا ہے اس کا بڑا وبال ہے۔ دیکھئے سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسے لوگوں پر رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔

پڑوسی کو ستانا

(۹۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ ۔ رواہ مسلم۔

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۲ از مسلم)

کاہن یا نجومی وغیرہ سے غیب کی باتیں معلوم کرنا

(۹۲) وَعَنْ حَفْصَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَأَلَہٗ شَیْئًا لَّمْ یُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً۔

(رواہ مسلم)

"حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی ایسے شخص کے پاس آیا جو غیب کی خبریں بتاتا ہو تو چالیس رات اس کی کوئی نماز قبول نہ ہو گی (اس سے رات مع چالیس دن مراد ہیں۔ عربی کے محاورہ میں جب اس طرح بولتے ہیں تو چالیس رات دن کا عرصہ مراد ہوتا ہے)۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۹۳ از مسلم)

جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنا

(۹۳) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَۃٌ لَّا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ ، قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ۔ رواہ مسلم۔

"حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کو (نظر رحمت

سے) دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا"۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ محروم ہوں اور نقصان میں پڑیں یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ:۔

(۱) جو کپڑا ٹخنے سے نیچے) لٹکاتا ہو۔

(۲) جو (کسی کے ساتھ سلوک کر کے) احسان جتاتا ہو۔

(۳) جو اپنے بیچنے کے سامان کو جھوٹی قسم کے ذریعہ چالو کرتا ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح صد ۲۴۳ از مسلم)

عیب چھپا کر بیچ دینا

(۹۷) وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُنَبِّهْهُ لَمْ يَزَلْ فِيْ مَقْتِ اللّٰهِ اَوْ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تَلْعَنُهُ۔

(رواہ ابن ماجہ)

"حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی (چیز کو) عیب (کے ساتھ) فروخت کر دیا جس سے خریدار کو آگاہ نہیں کیا تو برابر اللہ تعالےٰ کی ناراضگی میں رہے گا۔ یا (فرمایا کہ) اس پر فرشتے لعنت کرتے رہیں گے۔

(مشکوٰۃ المصابیح صد ۲۴۹ از ابن ماجہ)

غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا اور زمین کی حدبندی کی نشانی چرانا

(۹۵) وَعَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا - رواہ مسلم -

"حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو زمین کی نشانی چرائے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو اپنے باپ پر لعنت کرے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو کسی ایسے شخص کو ٹھکانا دے جس نے (دین اسلام میں عمل یا عقیدہ کے اعتبار سے) کوئی نئی چیز نکالی ہو۔"

(صحیح مسلم ص ۱۶۰ ج ۲)

ف :- اس حدیث میں چند لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اوّل ۔ وہ شخص جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے یعنی جس طرح اللہ تعالے کی خوشنودی کے لئے قربانی کرتے ہیں یا حج میں جانور ذبح کرتے ہیں اسی طرح بُت یا پیر فقیر کے لئے ذبح کرے تاکہ وہ خوش ہو جائے یہ شرک جلی ہے۔

دوم :- اس پر لعنت بھیجی جو زمین کی نشانی چرائے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں سَرَقَ کی جگہ لفظ غَيَّرَ بھی وارد ہوا ہے۔ یعنی اس پر اللہ تعالیٰ

کی لعنت ہو جو زمین کی نشانی بدل دے۔ یہ کام زیادہ تر دیہاتی کاشت کار کیا کرتے ہیں۔ کھیتوں کے درمیان جو مینڈھ بنادی جاتی ہے اس کو کاٹ کر دوسرے کے کھیت کا حصہ اپنے کھیت میں ملانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کھیتوں کے درمیان فاصلہ قائم کرنے کے لئے جو نشانیاں قائم کردی جاتی ہیں ان کو چرا کر ضائع کر دیتے یا اُن کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دیتے ہیں تاکہ پتہ نہ چلے کہ کس کی زمین کہاں تک ہے۔ پھر موقعہ پاکر راتوں رات دوسرے کی زمین اپنی زمین میں ملا لیتے ہیں، یا پٹواری کو کچھ لے دے کر نقشہ بدلوا کر یا کسی طرح دوسرے کی زمین اپنے نام کرا لیتے ہیں۔ یہ سب لعنت کے کام ہیں۔

سوّم:۔ اس پر لعنت فرمائی جو اپنے والد پر لعنت کرے۔ اس کا مطلب واضح ہے۔ اس گناہ میں بہت سے بے پڑھے اور پڑھے لکھے مہذب لوگ مبتلا ہیں۔

چہارم:۔ اُس پر لعنت فرمائی جو کسی ایسے شخص کو ٹھکانہ دے جس نے دینِ اسلام میں کوئی نئی بات نکالی۔ بدعت اعتقادی ہو یا عملی دونوں قسم کی بدعت مردود ہے جو شخص کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے وہ اس کا مددگار ہے اس لئے مستحق لعنت ہوا۔

بیوی کو شوہر سے متنفر کرنا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
(۹۶) صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلٰی
زَوْجِهَا اَوْ عَبْدًا عَلٰی سَیِّدِهٖ ۔ رواہ ابوداؤد

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے حق میں بگاڑ دے یا کسی غلام کو اس کے آقا کے حق میں بگاڑ دے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح صہ ۲۸۲ از ابوداؤد)

ف:۔ "شوہر کے خلاف بگاڑ دے"، یعنی سمجھا بجھا کر اُسے شوہر کے خلاف چڑھا دے اور بہکا کر پھسلا کر اس کی مخالف بنا دے۔ بہت سے لوگوں کو لڑوانے کی عادت ہے۔ یہ لوگ میاں بیوی کو لڑوانے سے بھی نہیں چُوکتے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کی بیوی کو اس کے خلاف کر دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

نسب بدلنا

(۹۷) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ۔ متفق علیہ۔

"حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے جانتے ہوئے اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا باپ بتایا تو اس پر جنت حرام ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح صہ ۲۸۷ از بخاری ومسلم)

ف :- آج کل نسب بدلنے کی بُری وباء چلی ہے۔ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ لوگ سادات یا شیوخ صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، رضوی بن جاتے ہیں۔ اس حدیث میں ایسے لوگوں کے لئے خاص تنبیہ اور وعید شدید ہے۔

مُتکبّروں کا حشر

(۹۸) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِىْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِىْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةِ الْخَبَالِ۔

رواہ الترمذی ـــــــــ۔

"حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ تکبّر والوں کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی طرح ہوگا (جسم چیونٹیوں کے برابر ہوں گے اور) صورتیں انسانوں کی ہوں گی، ہر طرف سے اُن پر ذلّت چھائی ہوئی ہوگی۔ ان کو دوزخ کے جیل خانہ کی طرف چلایا جائے گا جس کا نام بُولس ہے۔ ان پر آگوں کو جلانے والی آگ چڑھی ہوگی۔ ان کو دوزخیوں کے جسم کا نچوڑ پلایا جائے گا، (جس کا نام) طینۃ الخبال ہے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۳۳ از ترمذی)

زناکاری

(۹۹) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ عَلٰی فِرَاشِ مَغِیْبَۃٍ قَیَّضَ اللّٰہُ لَہٗ ثُعْبَانًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط الکبیر من روایۃ ابن لھیعۃ۔

"حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جو شخص کسی ایسی عورت کے بستر پر بیٹھا کہ جس کا شوہر موجود نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر ایک اژدہا مسلّط فرمادے گا"

(الترغیب والترہیب ص ۲۷۹/۳ عن الطبرانی فی الاوسط الکبیر)

ف:۔ چونکہ زنا عموماً شوہر والی عورت سے اسی صورت میں ہوتا ہے جب کہ شوہر موجود نہ ہو۔ اس لئے مذکورہ بالا حدیث میں یہ فرمایا کہ جس کا شوہر موجود نہ ہو۔ اگر کسی کا شوہر موجود ہو اور دیّوث ہو اور زناکاری کی اجازت ہو تو زنا تب بھی حرام ہے۔

دیّوث کی وعید حدیث نمبر ۸۷ میں گزر چکی ہے۔

زنا اور سود بربادی کا سبب ہیں

(۱۰۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ظَھَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِیْ قَرْیَۃٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِھِمْ

M: Amp عَذَابَ اللہِ ۔

رواہ الحاکم و قال صحیح الاسناد ۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جب کسی آبادی میں زنا اور سود خوری کا رواج ہو جائے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں پر اللہ کا عذاب نازل کر لیا ۔

(الترغیب والترہیب ص ۲۷۸ ج ۳ عن مستدرک الحاکم)

(۱۰۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَنَا اَوْ شَرِبَ الْخَمْرَ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْهُ الْاِیْمَانَ كَمَا یَخْلَعُ الْاِنْسَانُ الْقَمِیْصَ مِنْ رَأْسِهٖ ۔ رواہ الحاکم ۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جس نے زنا کیا اور شراب پی اللہ تعالیٰ اُس سے ایمان کو اس طرح نکال دے گا جیسا کہ انسان اپنے سر سے کُرتے کو نکال دیتا ہے ۔

(الترغیب والترہیب ص ۲۷۳ ج ۳ از مستدرک حاکم)

ف :۔ بعض روایات میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جس نے زنا کیا ایمان اس کا نکل گیا پس اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا ۔

(و عند الطبرانی الرجل من الصحابة عن النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من زنی خرج منه الایمان فان تاب تاب اللہ علیه ۔)

بڑھاپے میں زنا کرنا

(۱۰۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ۔

رواہ مسلم والنسائی۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہ فرمائے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف (نظرِ رحمت سے) دیکھے گا اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ ۱ بوڑھا زناکار ۲ جھوٹا بادشاہ ۳ تنگ دست متکبّر۔

(الترغیب والترہیب ص ۲۷۵ ج ۳ از مسلم ونسائی)

ف :- زنا، جھوٹ اور تکبّر تینوں گناہِ کبیرہ ہیں۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث میں تین شخصوں کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ بوڑھے آدمی کو زنا کرنے کا کوئی خاص داعیہ نہیں۔ اس کا گناہ زیادہ سخت ہے۔ اسی طرح بادشاہ یا کوئی بھی صاحبِ اقتدار جسے اختیارات حاصل ہیں اسے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس کچھ بھی نہیں بالکل فقیر محض ہے تکبّر کا کوئی سامان نہیں پھر بھی تکبّر کرتا ہے۔ یوں تو مالدار کو بھی تکبّر کرنا گناہ ہے لیکن تنگ دست کا متکبّر ہونا بہت زیادہ بُرا ہے جیسا کہ اُوپر کی حدیث سے معلوم ہوا۔

کسی مرد یا عورت سے اغلام کرنا سببِ لعنت ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
(۱۰۳) صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَّنْ اَتٰی امْرَاَتَهٗ
فِیْ دُبُرِهَا۔ رواہ احمد و ابو داؤد۔

"حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی کے پیچھے والے حصہ میں شہوت پوری کرے "

(مشکوٰۃ ص۲۷۶ از احمد و ابو داؤد)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
(۱۰۴) صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ
اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً فِیْ دُبُرِهَا۔

(رواہ الترمذی والنسائی وابن حبانٍ فی صحیحہ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کی طرف نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا جس نے کسی مرد یا کسی عورت سے پیچھے کے واسطے سے شہوت پوری کی "

(الترغیب والترہیب ص۲۸۹ ج ۳
از ترمذی، و نسائی و ابن حبان)

ف:۔ اپنی بیوی سے یا کسی لڑکے یا کسی مرد سے اغلام کرنا سخت حرام ہے۔

(۱۰۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَی النِّسَاءَ فِیْ اَعْجَازِهِنَّ فَقَدْ کَفَرَ ۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط ورواتہ ثقات)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جوشخص عورتوں کے پیچھے والے واسطے میں آیا (یعنی اس جگہ اپنی شہوت پوری کی) تو اُس نے کفر کا کام کیا۔

(الترغیب والترہیب ص۲۹ ج ۳ عن الطبرانی فی الاوسط)

(۱۰۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ غَیَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ کَمَهَ اَعْمٰی عَنِ السَّبِیْلِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ سَبَّ وَالِدَیْهِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیْهِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ قَالَهَا ثَلٰثًا فِیْ عَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ ۔

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ والبیہقی)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے، اور اللہ نے اس پر لعنت کی ہے جو زمین کے نشانات بدل دے، اور اللہ تعالیٰ نے اس پر

لعنت کی ہے جو نابینا کو راستے سے ہٹادے (یعنی صحیح راستہ سے ہٹا کر غلط راستہ تبلا دے) اور اللہ نے لعنت کی اُس شخص پر جو اپنے ماں باپ کو گالی دے اور اللہ نے لعنت کی اُس شخص پر جو اپنے موالی کو چھوڑ کر دوسروں سے ولاء کا تعلق جوڑ لے، اور اللہ نے لعنت کی اُس شخص پر جو حضرت لوط علیہ السّلام کی قوم والا عمل کرے۔ اس آخری بات کو آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔"

(الترغیب والترہیب صفحہ ۲۹۰ ج ۳ از ابن حبان والبیہقی)

ف:۔ اپنے موالی چھوڑ کر دوسروں سے ولاء کا تعلق قائم کرنا، اس بات کو سمجھنے کے لئے باندی اور غلاموں کے مسائل جاننا ضروری ہیں۔ جو شرعی غلام اور باندی ہوتے تھے ان کو آزاد کرنے کے بعد ایک خاص تعلق باقی رہ جاتا تھا اس کو ولاء کہتے تھے۔ جب سے مسلمانوں نے شرعی جہاد چھوڑا ہے تو غلام باندیوں سے محروم ہو گئے۔

اس حدیث کے اکثر مضامین حدیث نمبر میں گزر چکے ہیں۔ اس میں حضرت لوط علیہ السّلام کی قوم کے عمل اغلام کرنے والوں پر جناب رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے تین بار لعنت بھیجی ہے اس لئے یہاں یہ حدیث نقل کی گئی۔

عورت کا خوشبو لگا کر مردوں پر گزرنا زنا ہے

(۱۰۷) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ وَ

وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً ۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

" حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ (غیر محرم کو دیکھنے والی) ہر آنکھ زانیہ ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر کسی مجلس کے قریب سے گزرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی (ایسی ایسی کہہ کر) زانیہ مراد لیا ۔

(الترغیب والترہیب ص۸۴ ج ۳ از ابوداؤد والترمذی)

بدنظری زنا ہے

(۱۰۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَالْفَرْجُ يَزْنِي ۔ رواہ احمد باسناد صحیح ۔

" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں اور دونوں پاؤں زنا کرتے ہیں اور شرمگاہ زنا کرتی ہے "

(الترغیب والترہیب ص۳۶ ج ۳ از احمد)

ف :۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے ۔ کانوں کا زنا سننا ہے ۔ ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے ۔ اور دل خواہش کرتا ہے اور آرزو رکھتا ہے اور شرم کی جگہ اس خواہش

کو سچی یا جھوٹی کر دیتی ہے (یعنی موقع لگ گیا تو اصل گناہ ہو جاتا ہے ورنہ رہ جاتا ہے۔ لیکن دوسرے اعضاء کا زنا جو ہوا اس کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ نفسانی خواہش سے جو نظر ڈالی جائے، جو بات سُنی جائے یا جو بات کی جائے اور جو چھُوا جائے اور جو بُری جگہ چل کر جایا جائے یہ سب اعضاء کا زنا ہے۔

غیروں کی مشابہت اختیار کرنا

(۱۰۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ۔ رواہ احمد و ابوداؤد۔

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ اُن ہی میں سے ہے"

(مشکوٰۃ المصابیح صـ۳۷۵ از احمد، ابوداؤد)

ف:۔ جو شخص اعتقاد یا عمل یا شکل وصورت میں کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اُن ہی میں سے شمار ہو گا۔

ڈاڑھی مُنڈانا یا کاٹنا

۱۱۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰی وَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِیْ رِوَایَۃ

اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی۔

(متفق علیہ)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ڈاڑھیوں کو خوب بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب اچھی طرح سے کاٹو۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۰ از بخاری ومسلم)

ف :۔ ڈاڑھی مونڈنا یا ایک مُشت سے کم کرنا حرام ہے۔

مُونچھیں بڑھانا

(۱۱۱) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ یَأْخُذْ مِنْ شَارِبِہٖ فَلَیْسَ مِنَّا۔

(رواہ احمد والترمذی والنسائی)

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی مونچھیں نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۱ از احمد، ترمذی، نسائی)

ف :۔ ان لوگوں کو اس سے نصیحت حاصل کرنا لازم ہے جو خوب بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں اور مونچھیں کاٹنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔

M. Amp

عورتوں کا بالوں میں بال ملانا اور جسم گودوانا

(۱۱۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَۃَ وَالْمُسْتَوْصِلَۃَ وَالْوَاشِمَۃَ وَالْمُسْتَوْشِمَۃَ۔ رواہ البخاری ومسلم وغیرھما۔

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے لعنت بھیجی بالوں میں بال ملانے والی پر اور بالوں میں بال ملوانے والی اور گودنے والی پر اور بال گدوانے والی پر۔"

(الترغیب والترہیب ص ۱۲۰ ج ۳ از بخاری ومسلم)

ف:۔ عرب میں یہ دستور تھا کہ سر کے بال پھلانے اور بڑے کرنے کے لئے عورتیں دوسری عورتوں کے بال ملوا لیا کرتی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ملانے والی ملوانے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور کچھ عورتیں جسم گودا کرتی تھیں اور کچھ عورتیں گدوایا کرتی تھیں جس کا طریقہ یہ تھا کہ سوئی وغیرہ سے جسم میں نشان کر کے سرمہ وغیرہ بھر دیتی تھیں اور یہ طریقہ اب بھی جاری ہے۔ ہندوستان کے ہندوؤں میں پہلے دیکھا کرتے تھے اب مسلمانوں نے بھی اختیار کر لیا ہے جو کہیں کہیں نظر آتا ہے۔

بالوں میں بال ملانا بھی مذموم طریقہ ہے اور لعنت کا سبب ہے اس نے بھی بہت رواج پالیا ہے اور بہت سے مرد بھی اس کو اپنا لیتے ہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کو نہیں دیکھتے صرف رواج کو دیکھ کر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

M1. Amp

(۱۱۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنه انّه قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علیه وسلّمَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ، فَقَالَت لَهُ امْرَأَةٌ فِی ذٰلِكَ، فقالَ وَمَا لِیَ لَا اَلْعَنُ مَن لَعَنَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیه وسلّم۔ وفی کتاب اللّٰہ قَالَ اللّٰہ تعالیٰ: وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسول فَخُذُوہ وَمَا نَهَاکُم عنه فانتهوا۔ رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجه۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے لعنت بھیجی گود نے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر، اور لعنت بھیجی اُن عورتوں پر جو حُسن کے لئے دانتوں کو گھِس کر باریک بناتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والی ہیں۔ یہ سُن کر ایک عورت نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کچھ اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس پر کیوں لعنت نہ بھیجوں جس پر اللہ تعالیٰ کے رسول نے لعنت بھیجی اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی ملعون ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتہوا (اللہ کا رسول جس چیز کا تم کو حکم دے

اس کو قبول کرو اور جس چیز سے تم کو روکے اس سے رک جاؤ۔"

(الترغیب والترہیب جلد۳ ص۱۲۰ از بخاری ومسلم وغیرہما)

ف :- اس سے پہلی روایت میں بالوں میں بال ملانے اور بالوں میں بال ملوانے پر لعنت کا تذکرہ تھا - اس حدیث میں بال اکھاڑنے والی پر لعنت فرمائی جیسا کہ بہت سی عورتیں بھوؤں کو خمدار بنانے کے لئے موچنے سے اکھاڑتی ہیں - نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے دانتوں کو گھس کر دانتوں کے درمیان میں خلا پیدا کرتی ہیں -

مردوں کو زنانہ پن اور عورتوں کو مردانہ وضع اختیار کرنا

(۱۱۴) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ - رواہ البخاری -

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اُن مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی عورتوں جیسی شکل صورت بنائیں یا ان کے جیسا پہناوا پہنیں) اور اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی اُن عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۸۰ از بخاری)

نام و نمود کے لئے لباس پہننا

(۱۱۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذِلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جس نے نام و نمود کے لئے دنیا میں لباس پہنا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ذلّت کا لباس پہنائے گا"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۷۵ از احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

دکھاوے کے لئے زیور پہننا

(۱۱۶) وَعَنْ أُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ بِهِ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی)

"حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک بہن سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ "اے عورتو! کیا چاندی کا زیور پہن کر تمہارا کام نہیں چل سکتا؟

(یعنی چاندی سے کام چلانا چاہیئے اس میں فخر اور تکبّر نہیں ہوتا پھر فرمایا کہ) خبردار! تم میں سے جو عورت سونے کا زیور پہن کر دکھاوا کرے گی تو اس کو اس کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۹ از ابوداؤد، نسائی)

M. Ashraf

ننگی عورتیں

(۱۱۷) وَعَنْ ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه قال قال رسُول الله صلّی الله تعالٰی علیه وسلّم صِنفان مِن اهل النّارِ لَمْ اَرَهُما قومٌ معهم سیاطٌ کاذناب البقر یَضرِبون بها النّاس ونساءٌ کاسِیاتٌ عاریاتٌ مُمیلاتٌ مَائلاتٌ رُءُوسُهُنّ کاسنمة البخت المائلة لَا یَدخُلنَ الجَنّةَ وَلَا یَجِدْنَ رِیحَهَا وَاِنّ رِیحَهَا لَتُوجَدُ مِن مَسِیرَةِ کَذَا کَذَا۔ رواہ مسلم۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ دوزخیوں کے دو گروہ میں نے نہیں دیکھے (میرے بعد ظاہر ہوں گے)

(۱) کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بیلوں کی دُموں کی طرح کوڑے لئے پھرتے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (ظلماً) مارا کریں گے۔

(۲) ایسی عورتیں ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی،

(غیر مرد کو اپنی طرف) مائل کرنے والی ہوں گی (اس کی طرف) مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر ایسے (پھولے ہوئے) ہوں گے جیسے بڑے بڑے اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہان ہوتے ہیں، یہ عورتیں جنّت میں داخل نہ ہوں گی اور جنّت کی خوشبو (بھی) نہ سونگھیں گی، حالانکہ جنّت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے محسوس کی جاتی ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۰۶ از مسلم)

ف:- عُریاں اور چُست لباس پہننے والی عورتیں اس حدیث میں وارد شدہ وعید پر غور کریں۔

ٹخنہ سے نیچا کپڑا پہننا

(۱۱۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ۔

(رواہ البخاری)

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے جو تہمد ہو وہ دوزخ میں (لے جانے والا) ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۷۳ از بخاری)

ف:- ٹخنہ سے نیچے جو بھی کپڑا ہو مثلاً پاجامہ، شلوار، لُنگی، تہمد، کُرتا چوغہ وغیرہ سب حرام ہے اور دوزخ میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔

مردوں کو سونا اور زیور پہننا

(۱۱۹) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّ الذَّھَبُ
وَالْحَرِیْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِیْ وَحُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِھَا۔
رواہ الترمذی۔

"حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
بلاشبہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
میری اُمّت کی عورتوں کے لئے سونا اور ریشم (اللہ کی طرف سے)
حلال قرار دیا گیا ہے اور میری اُمّت کے مردوں پران دونوں
کو حرام قرار دیا گیا ہے"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۵ از ترمذی)

گھر میں تصویر یا کُتّا رکھنا

(۱۲۰) وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ
بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَلَا تَصَاوِیْرُ۔ متفق علیہ۔

"حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ (رحمت کے) فرشتے کسی ایسے
گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کُتّا یا تصویر ہو"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۵ از بخاری ومسلم)

تصویر بنانا

(۱۲۱) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔

(متفق علیہ)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب والے تصویریں بنانے والے ہیں۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۵ از بخاری، مسلم)

ف:۔ تصویر بنانا عام ہے ہاتھ سے ہو یا کیمرہ کے ذریعہ بہر صورت تصویر بنانا حرام ہے بشرطیکہ جاندار کی تصویر ہو۔ درخت، پہاڑ، مسجد وغیرہ کی تصویر بنا سکتے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کُلُّ مُصَوِّرٍ فِی النَّارِ یُجْعَلُ لَهٗ بِکُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَیُعَذِّبُهٗ فِیْ جَهَنَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوْحَ فِیْهِ۔

(متفق علیہ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ ہر تصویر بنانے والا دوزخ میں ہوگا جو بھی کوئی تصویر اُس نے بنائی ہوگی اس کو ایک جاندار چیز بنادی جائے گی جو جہنّم میں اس کو عذاب دے گی۔"

(مشکوٰۃ المصابیح صد ۳۸۵ از مسلم و بخاری)

نجومی اور کاہن کے پاس جانا

(۱۲۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتیٰ کَاھِناً فَصَدَّقَہٗ بِمَا یَقُوْلُ اَوْ اَتیٰ اِمْرَأَتَہٗ حَائِضاً اَوْ اَتیٰ اِمْرَأَتَہٗ فِیْ دُبُرِھَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلیٰ مُحَمَّدٍ۔

رواہ احمد و ابوداؤد

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جو شخص کسی ایسے شخص کے پاس آیا جو غیب کی خبریں بتاتا ہو پھر اس کی بات کی تصدیق کی اور اسی طرح وہ شخص جس نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے اپنا خاص کام کیا یا اپنی بیوی کے پیچھے کے راستہ سے خواہش پوری کی تو ان کاموں میں سے جس نے کوئی کام کرلیا) وہ اس دین سے بری ہوگیا جو محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر نازل کیا گیا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح صد ۳۹۳ از احمد، ابوداؤد)

قطع تعلق کا گناہ

(۱۲۴) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔ متفق علیہ۔

"حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔ ملاقات ہوتی ہے تو یہ ادھر کو منہ پھیر لیتا ہے اور وہ اُدھر کو منہ کرلیتا ہے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو (قطع تعلق ختم کرنے کے لئے) خود سے سلام کی ابتدا کرتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۲۷ از بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا اِلَّا رَجُلٌ کَانَتْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اَنْظِرُوْا ھٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا۔ رواہ مسلم

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد

فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جنّت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھول دیئے جاتے ہیں پھر ہر اُس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتا ہو سوائے اُس شخص کے جس کے دل میں اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے کینہ ہو (یعنی دونوں کے دل میں کینہ اور کھوٹ کپٹ ہو) ان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو ابھی مہلت دو (یعنی ان کی بخشش روک دو) یہاں تک کہ آپس میں صُلح کر لیں "

(مشکوٰۃ المصابیح صـ ۴۲۸ از مسلم)

(۱۲۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ -

(رواہ احمد و ابوداؤد)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔ پس جس نے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلّق توڑے رکھا اور پھر اسی حالت میں مر گیا تو دوزخ میں داخل ہو گا "

(مشکوٰۃ المصابیح صـ ۴۲۸

از احمد، ابوداؤد۔

(۱۲۷) وَعَنْ اَبِیْ خِرَاشٍ السُّلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ ھَجَرَ اَخَاہُ سَنَۃً فَھُوَ کَسَفْکِ دَمِہٖ۔ رواہ ابوداؤد۔

"حضرت ابوخراش سُلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا (یعنی اتنی مدت تک قطع تعلق جاری رکھا) تو یہ ایسا ہے کہ جیسے اُس کا خون بہادیا ہو (یعنی جان سے مار ڈالا)"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۸ از ابوداؤد)

زبردستی کا امام

(۱۲۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَا تُرْفَعُ لَھُمْ صَلٰوتُھُمْ فَوْقَ رُءُوْسِھِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ وَامْرَاَۃٌ بَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَلَیْھَا سَاخِطٌ وَاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ۔ رواہ ابن ماجہ۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ اُن کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی مقام مقبولیت کی طرف نہیں اٹھائی جاتی۔ ایک وہ شخص جو امام بنا اس حال میں کہ لوگ اس کے امام بننے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ دوسرا وہ عورت جس نے

رات گزاری کہ اس کا شوہر اُس سے ناراض ہو اور تیسرے وہ دو بھائی جن کے آپس کے تعلقات ٹوٹے ہوئے ہوں"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۰۰ از ابن ماجہ)

ف :- اگر امام شرعاً مستحق امامت ہو اور شریعت کے لحاظ سے کوئی بات قابلِ اعتراض نہ ہو تو پھر یہ وعید نہ ہو گی۔

لوگوں سے سوال کرنا

(۱۲۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَأْتِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَیْسَ فِیْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ۔ متفق علیه۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ انسان لوگوں سے برابر سوال کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کی ذرا سی بوٹی بھی نہ ہو گی (جسے لوگ دُور سے دیکھ کر پہچان لیں گے کہ یہ سوال کرنے والا تھا، دنیا میں اپنی آبرو کھوئی تو آخرت میں بھی سب کے سامنے بے آبرو ہو رہا ہے)"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۶۰ از بخاری ومسلم)

(۱۳۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ

النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْئَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْلِيَسْتَكْثِرْ - رواہ مسلم -

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ (آگ کے) انگاروں کا سوال کرتا ہے (یعنی یہ جمع کیا ہوا مال دوزخ کی آگ کا انگارہ بن جائے گا۔ جو اس کو جلائے گا) بس اب جو چاہے کمی کر دے چاہے زیادہ کر دے"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۶۲ از مسلم)

ف :۔ پیشہ ور سوالی جو فقیروں کا بھیس بنا کر سوال کرتے ہیں اور نئے طرز کے سوالی (جن کے سوال کرنے کے بہت سے طریقے ہیں) سب اس حدیث کی وعید میں داخل ہیں ۔

ماتم کرنا اور رونا پیٹنا

(۱۳۱) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ - متفق علیہ -

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو (کسی کی موت پر) گال پیٹے اور گریبان پھاڑے

اور جاہلیت کی دہائی کرے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۵۰ از بخاری و مسلم)

(۱۳۲) وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ۔ رواہ مسلم۔

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ میں اُن لوگوں سے بَری ہوں جو (رنج و غم ظاہر کرنے کے لئے) سر منڈاتے چیختے چلاتے اور کپڑے پھاڑتے ہیں"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۵۰ از مسلم)

(۱۳۳) وَعَنْ اَبِیْ مَالِكِ نِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِھَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلَیْھَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ۔

(رواہ المسلم)

"حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ نوحہ کرنے والی عورت (جو کسی کی موت پر بین کر کے روتی ہے) اگر موت سے پہلے اُس نے توبہ نہ کی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اُس پر ایک کُرتہ قطران کا اور ایک کُرتہ کھجلی کا ہوگا"۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۵۰ از مسلم)

ف :۔ قطران عرب میں ایک درخت ہوتا تھا جس کے دُودھ کو کھجلی دور کرنے کے لئے جسم پر مَلا کرتے ہیں۔ جیسے ہمارے بعض علاقوں میں اس مقصد کے لئے گندھک لگا لیتے ہیں۔ نوحہ کرنے والی عورت کے جسم پر کھجلی چھوڑ دی جائے گی اور اوپر سے قطران کا دُودھ مَل دیا جائے گا۔ اس طرح سے ایک کُرتہ کھجلی کا اور دوسرا کرتہ قطران کا ہو گا۔ لیکن یہ قطران کھجلی دور کرنے کے لئے نہ ہو گا بلکہ اس سے کھجلی اور زیادہ تیز ہو گی اور بے انتہا کھجلی کی تکلیف ہو گی۔

(۱۳۴) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَ الْمُسْتَمِعَۃَ۔ رواہ ابوداؤد۔

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نوحہ کرنے والی عورت اور (اس کا نوحہ) سُننے والی پر لعنت کی ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۵۱ از ابوداؤد)

بیویوں میں برابری نہ کرنا

(۱۳۵) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَاَتَانِ فَلَمْ یَعْدِلْ بَیْنَھُمَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَ شِقُّہٗ سَاقِطٌ۔ رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ والدارمی۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری نہ کرے (جو شرعًا مطلوب ہے) تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح صـ ۲۷۹ از ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

شوہر کی نافرمانی

(۱۳۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَی الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ۔ متفق علیہ۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے جس کی وجہ سے شوہر غصہ کی حالت میں رات گزارے تو اس عورت پر صبح ہونے تک فرشتے لعنت کرتے رہیں گے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح صـ ۲۸۰ از بخاری و مسلم)

ف:۔ اگر حالتِ حیض یا نفاس میں ہو تو مرد پر لازم ہے کہ مخصوص کام سے پرہیز کرے اور عورت بھی مرد کو اس حالت میں موقعہ نہ دے۔

عورتوں کا بے پردہ ہونا

(۱۳۷) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ۔ رواہ الترمذی)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔ پس جب (باہر) نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے۔"
(رواہ الترمذی)

ف :۔ یعنی خود شیطان اور شیطان کے وسوسوں پر عمل کرنیوالوں کی نظریں اس پر گڑ جاتی ہیں۔ نظر کا گناہ تو اسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب عورت پر نظر ڈالی اور اصلی زنا کے لئے بے پردگی پیش خیمہ بن جائے گی۔ (مشکوٰۃ المصابیح صہ ۲۶۹ از ترمذی)

سسرالی رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنے کا نتیجہ

(۱۳۸) وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ ! یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَرَاَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ اَلْحَمْوُ اَلْمَوْتُ۔ متفق علیہ۔

"حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نامحرم) عورتوں کے پاس نہ

نہ جاؤ۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! عورت کے سسرالی رشتہ کے مردوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ سسرالی رشتہ کے مرد تو (اس کے لئے) موت ہے۔ ^ل^

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۸ از بخاری و مسلم)

نامحرم عورتوں کے پاس جانے کی ممانعت

(۱۳۹) وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثَھُمَا الشَّیْطَانُ۔

(رواہ الترمذی)

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جب بھی کوئی (نامحرم) تنہائی میں عورت کے ساتھ ہوگا تو وہاں ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ضرور ہوگا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۹ از ترمذی)

ل مطلب یہ ہے کہ جیٹھ اور سسرال کے دوسرے رشتہ داروں سے پردہ کرنا اور ان کو تنہائی میں آنے سے روکنا تو اور زیادہ ضروری ہے کیونکہ ان سے ایسی ویسی بات کا زیادہ خطرہ ہے۔ ان سے تو ایسا بچنا چاہئے جیسے موت سے بچتے ہیں۔ ۱۲

کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا ستر دکھانا

(۱۴۰) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ - يَا عَلِيُّ ! لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَيٍّ وَّلَا مَيِّتٍ -

رواہ ابوداؤد وابن ماجہ -

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ اے علی! اپنی ران (دوسرے کے سامنے) ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مُردہ کی ران کی طرف مت دیکھو۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۹ از ابوداؤد، ابن ماجہ)

جس کی خوراک ذمّہ ہو اس کو ضائع کرنا

(۱۴۱) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضَيِّعَ مَنْ يَّقُوْتُ - رواہ مسلم -

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ انسان کے گناہ گار ہونے کو یہ کافی ہے کہ جن کی خوراک اس کے ذمّہ ہے ان کو ضائع کردے (یعنی ان کو کھانے کو نہ دے)"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹۰ از مسلم)

ف :- بیوی بچے، ماں باپ، جانور جس کی بھی خوراک ذمّہ ہو

اس حدیث کے عموم میں سب داخل ہیں۔ سب کی خوراک کا فکر رکھنا لازم ہے۔

پیشاب سے نہ بچنا

(۱۴۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ - اخرجه الحاكم فی المستدرك وقال صحيح على شرط الشيخين ولا اعرف له علة و اقره الذهبی -

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ قبر کا عذاب زیادہ تر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے"۔

(مستدرک حاکم ص ۱۸۳ ج ۱)

ف :- جو لوگ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتے یا بغیر استنجا کئے پیشاب کر کے اُٹھ جاتے ہیں وہ لوگ خاص طور سے اس حدیث کے مضمون کو پڑھیں اور عمل کی فکر کریں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھوڑنا

(۱۴۳) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ

لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ - رواہ الترمذی -

"حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ؛ ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنے پاس سے عذاب بھیجے گا۔ پھر تم دعا کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہ ہو گی "

(مشکوٰۃ المصابیح صـ۴۳٦ از ترمذی)

(۱۴۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْحَی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَارَبِّ ! اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ - رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ اللہ عزّ وجلّ نے جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فلاں فلاں بستی کو اس کے رہنے والوں سمیت اُلٹ دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے رب ! ان میں آپ کا ایک ایسا بندہ ہے جس نے پلک جھپکنے کے برابر وقت کے اندر بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی (کیا اس کو بھی سزا میں شریک کر لیا جائے ؟)

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اس بستی کو اس شخص پر اور (اس کے علاوہ) اور سب لوگوں پر اُلٹ دو۔ کیونکہ اس شخص کا چہرہ کبھی (میرے احکام کی خلاف ورزی کے) بارے میں نہیں بدلا (یعنی خود تو عبادت گذار تھا مگر دوسرں کو گناہ میں لگا ہوا دیکھ کر منع کرنا تو کجا اس کے چہرہ پر کبھی شکن بھی نہیں پڑی۔)

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۹ از بیہقی)

حضرات صحابۂ کرام کو بُرا کہنا

(۱۴۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ۔

(رواہ الترمذی)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو بُرا کہہ رہے ہیں تو اُن سے کہہ دو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۵۴ از ترمذی)

(۱۴۶) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا

نَصِيْفَه' - متفق عليه -

"حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ رضؓ کو برا نہ کہو کیونکہ (اللہ تعالےٰ کے یہاں اُن کا یہ مرتبہ ہے کہ) بلاشک تم میں سے کوئی شخص اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو یہ اُن کے ایک مُد اور اُس کے آدھے کو بھی نہیں پہنچے گا"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۵۵۳ از بخاری ومسلم)

ضرر دینے والی وصیّت کرنا

(۱۴۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْاَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِی الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ ثُمَّ قَرَأَ اَبُوْهُرَيْرَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ - اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى - وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ط

(رواہ احمد والترمذی
وابوداؤد وابن ماجه)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ ایسے مرد اور عورت بھی ہوتے ہیں جو ساٹھ سال تک اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کے مطابق عمل کرتے رہتے ہیں پھر (جب) ان کی موت کا وقت آپہنچتا ہے تو (خلافِ شرع) وصیت کرکے (شرعی ورثہ کو) نقصان پہنچا دیتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کے لئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سورۂ نساء کی) آیت پڑھی مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ غَيۡرَ مُضَآرٍّ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ؕ

(مشکوٰۃ المصابیح ص۲۶۵ از احمد، ترمذی
ابوداؤد، ابن ماجہ)

خاتمۃ الکتاب

الحمدللہ رسالہ "تحذیر العشائر" ختم ہوا۔ دینی کتاب صرف مطالعہ کے لئے نہیں بلکہ عمل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ آج کل ذوقِ مطالعہ تو بہت ہے مگر ذوقِ عمل نہیں اسی لئے بہت سے لوگ ہزاروں صفحات کا مطالعہ کرتے چلے جاتے ہیں مگر عمل کے اعتبار سے صفر ہی نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ذوقِ علم کے ساتھ ذوقِ عمل بھی لازم ہے۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ اس رسالہ کو بار بار پڑھیں اور اپنے حالات کا جائزہ لیتے رہیں۔ نفس کو آخرت کا فکرمند بنائیں اور ہر گناہ کو ترک کریں۔ آخرت کے عذاب سے بچنے اور وہاں کا آرام و راحت نصیب ہونے کے لئے گناہوں کو چھوڑیں اور فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کا اہتمام کریں۔

☆ مرنا برحق ہے، حساب کتاب برحق ہے، جزا و سزا برحق ہے تو گناہوں کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں؟ افسوس ہے کہ بوڑھے بوڑھے لوگ گناہوں میں لت پت ہیں، قبر میں قدم لٹکائے ہوئے ہیں مگر گناہ چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں۔ اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ یا تو قرآن و حدیث کی باتوں پر یقین نہیں ہے جو مرنے کے بعد کے حالات سے متعلق ہیں یا اتنے بڑے نڈر ہیں کہ عذاب کی خبروں اور وعیدوں سے قصداً لاپرواہ ہیں اور عذاب بھگتنے کو تیار ہیں۔ (العیاذ باللہ)

قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ (سورۃ الحشر)

"یعنی ہر نفس غور کرے اور سوچے کہ اس نے کل (آخرت) کے لئے پہلے سے کیا بھیجا ہے ؟"

درحقیقت یہ بہت بڑا مراقبہ ہے جو اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔ ہمیشہ غور و فکر کریں اور سوچیں کہ ہم آخرت کے لئے کیا کر رہے ہیں اور کیا کر چکے ہیں۔ زندگی میں گناہ زیادہ کئے ہیں یا نیکیاں زیادہ کی ہیں۔ اعمال صالحہ کے نام سے جو کام کئے ہیں وہ ناقص تھے یا کامل اور کمی کوتاہی کتنی تھی، اخلاص تھا یا ریاکاری کا جذبہ کارفرما تھا ؟ اور جو اعمال اب انجام دے رہے ہیں ان کے بارے میں بھی فکر مند ہوں کہ مقبولیت کے لائق ہیں یا نہیں ؟ جب فکر کرتے رہیں گے تو زندگی سراسر نقصان معلوم ہونے لگے گی اور انشاء اللہ رجوع الی اللہ کی توفیق ہو گی اور گناہوں سے سچی توبہ نصیب ہو گی۔

بے فکری کی زندگی مومن کی زندگی نہیں وہ تو اپنا حساب کرتا رہتا ہے اور زندگی کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔ نفس و شیطان کی نافرمانی کر کے گناہوں سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتا ہے اور زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کی طرف لپکتا ہے۔

اے مسلمانو! ہوش میں آؤ، گناہ چھوڑو، نیکیوں میں لگو، اخلاص کے ساتھ نیک عمل کرو اور نیکیوں میں ترقی کرتے چلے جاؤ تاکہ آخرت کے درجات میں ترقی ہو اور دوزخ سے محفوظ ہو جاؤ اور جنت میں چلے جاؤ۔ یہی اصل کامیابی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ ‏ ‏ ‏ ‏ "پس جو شخص دوزخ سے بچا دیا گیا اور
وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ‏ ‏ ‏ ‏ جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ
(سورۂ آل عمران) ‏ ‏ ‏ ‏ کامیاب ہو گیا۔

★ دیکھو! قرآن مجید نے بتایا کہ دوزخ سے محفوظ ہو جانا اور جنت میں چلا جانا کامیابی ہے۔ لوگ مال و دولت کو اور حکومت و سلطنت کو کامیابی سمجھتے ہیں۔ دنیا کے عہدے حاصل ہو جانے کو کامیابی جانتے ہیں اور بڑے بڑے گناہوں میں ملوث ہو کر یہ چیزیں حاصل کرتے ہیں۔ جو چیزیں گناہوں سے حاصل ہوں گی اُن میں خیر کہاں؟ وہ تو مزید گناہوں کا ذریعہ بنیں گی۔ گناہوں کی گٹھڑی لے کر قیامت میں حاضر ہونا کوئی سمجھ داری نہیں ہے۔ گذشتہ گناہوں سے توبہ کرو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کرو اور آئندہ کو گناہوں سے بچو۔

اللہ جلّ شانہٗ ہم سب کو گناہوں سے محفوظ فرمائے اور اعمالِ صالحہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

انہ علیٰ کُلِّ شیءٍ قدیر و بالاجابۃ جدیر وھٰذا اٰخر السطور من هذا الکتاب والحمد للہ الملیک الوھاب والصلوٰۃ والسلام علیٰ من اُوتی الحکمۃ وفصل الخطاب وعلیٰ اٰلہ وصحبہ خیر اٰل واصحاب۔

6/10/98
10.00 P.M





تلخیص البیان

منتخب 112 استنباطی مضامین قرآن (بحوالہ آیات، سورۃ)

میں سے چند اہم عنوانات کی جھلکیاں

اسلام کا نظامِ اعتقادات ☆ اسلام کا نظامِ عبادات ☆ اسلام کا نظامِ نظافت ☆ اسلام میں سنت رسول اللہ ﷺ کی تشریعی حیثیت وعظمت ☆ اسلام میں نظریہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حقیقت آمیز تجزیہ ☆ اسلام کا نظامِ امن ☆ قرآنی حقائق کا تاریخ سے موازنہ چہ معنی دارد؟ ☆ اسلام، عقل اور سائنس ☆ اسلام میں نظریہ رویتِ ہلال اور سائنسی استدلالات ☆ وحی رسالت اور وحی بمعنی الہام والقاء کے متعلق شرعی حقیقت ☆ اسلام کا نظامِ محنت ☆ اسلام کا نظامِ معیشت اور طبقاتی نظام (موازنہ) ☆ نظریاتی وتہذیبی اختلاف کے فکری نتائج ☆ اسلام میں حقوق نسواں ☆ عالمی معاشی وباء (سودی نظام) ☆ معاملات کے لین دین کا قانونی نظام ☆ بین المذاہب مکالمہ ☆ فرقہ واریت کی اُصولی بحث ☆ اسلام کا نظامِ عفت وپاکدامنی ☆ اسلام کا نظامِ میراث ☆ اسلام کا نظامِ تجارت اور اس کے رہنما اُصول ☆ احکامِ دین کا عملی وقانونی نفاذ ☆ عزیمت اور رخصت کا حکیمانہ اُسلوب ☆ وکالتِ باطلہ وصحیحہ ☆ اسلام میں نظامِ عدل وانصاف مع نظامِ شہادت ☆ حلال وحرام اور نظریہ شریعت ☆ مشروط امن معاہدے اور اسلام کی دفاعی وخارجہ پالیسی ☆ فلسفہ انقلابِ احوال ☆ جامعیت قرآن کی ہمہ جہتی حقیقت ☆ حکمت اور موعظہ حسنہ ☆ اسلام کا اخلاقی نظام ☆ اسلام کا نظامِ حکومت ☆ اختلاف رائے او رآزادی رائے ☆ نظریہ جہاد اور اس کی حکمت مع حدود وقیود ☆ عورت کی حکمرانی کے خلاف پہلی احتجاجی آواز ☆ قواعد واُصول وقتی نہیں ہوتے ☆ اسلام اور تربیت اولاد ☆ اسلام اور نظریہ تعلیم وفن ☆ ناموس رسالت ، آداب، محبت وعشق رسول ﷺ ☆ اسلام کا نظامِ طلاق ☆ اسلام اور سماجی خدمات ☆ اسلام اور حقوق العباد ☆ بیعت ،تزکیہ نفس اور اصلاحی حقائق ☆ شریعت وطریقت ☆ کونسی جماعت برحق ہے؟ ☆ آدابِ معاشرہ کے اخلاقیاتی پہلو ☆ تحقیقِ حالات کا شرعی نظام ☆ تقلیدِ محمود کی آسان فہم حقیقت ☆ اسلام اور باقی مذاہب کا تقابلی جائزہ ☆ باطنی اعتبار سے عذابِ الٰہی کی بدترین قسم ☆ نظامِ حدود وتعزیرات ☆ نظامِ فطرت کے خدائی اُصول اور عقلیات کے بےلگام گھوڑے ☆ بحر وبر میں سببِ فساد کا تجزیہ برحق ☆ فلسفہ عزت وذلت وغیرہ